احسن الحدیث

چودہ مجلسیں

علماء کراچی

قیمت دو روپیہ پچاس پیسہ علاوہ محصول ڈاک

جمعیت خدام عزا کراچی

کا تیئیسواں ہدیہ

اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابھا ۳۹/۲۳

احسن الحدیث

چودہ مقبول و گریہ خیز مجلسوں کا تحقیقی ذخیرہ

از قلم

جناب زبدۃ العلماء آ سید آغا مہدی لکھنوی

ملنے کا پتہ

دفتر جمعیت خدام عزا النجف ۱/۷، ۴۲/۲ رحیم آباد فیڈرل بی ایریا کراچی ۳۸

(انجمن پریس کراچی)

ہدیہ:- دو روپے پچاس پیسے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ کہ شائقین کے اصرار پر محرم کی مجلسوں میں پڑھنے کے واسطے برادران ایمانی کیلئے چودہ مجلسوں کا علم افروز ذخیرہ اردو زبان میں عام فہم پیش کیا جا رہا ہے آپ خوب جانتے ہیں کہ لسان الملت زبدۃ العلماء مولانا سید آغا مہدی لکھنوی نے شہدائے کربلا کی مقدس سیرت پر جس محققانہ انداز سے قلم اٹھایا وہ محتاج تعارف نہیں ہے اور ان کی قلمی خدمات بر اعظم ایشیا کے چپہ چپہ سے تجاوز کرکے عراق و حجاز تک پہونچے ہیں حسینیت کے پیغام اور تعلیمات اہلبیت پر مشتمل تقریریں ہیں جنکے اعتبار پر موصوف کی ذات ضامن ہے۔

یہ ابتدائی ذاکروں کیلئے نہیں ہے اور کم مشق ذاکرات (خواتین) استفادہ کر سکتی ہیں اسے واعظین اور خطباء بڑی دلچسپی سے پڑھیں گے فضائل آل محمد بیان کرکے مصائب اس ترتیب سے بیان نہیں کیے ہیں جو قدیم طرز تھا مدینہ سے سفر، حر کی ملاقات کربلا میں داخلہ، فوجوں کا آنا، اس ترتیب میں تلامذہ کو شکایت تھی کہ ہم جو پڑھنے والے تھے وہ پیش خوان پڑھ چکا یا قبل کی مجلس میں ہی مصائب پڑھے گئے اس لئے واقعہ کربلا پر اس انداز سے بحث کی ہے کہ نہ تو تاریخ کی رعایت کو خیرباد کہا نہ پرانی روش میں ذاکر کو مشکل کا سامنا ہو لہذا یہ مجلسیں پہلی محرم سے دسویں تک اور عشرہ ثانیہ میں بھی آپ پڑھ سکتے ہیں۔

ادارہ آپ سے صرف یہ چاہتا ہے کہ مطبوعات کو اپنے احباب اور جملہ افراد قوم تک پہونچائیے دیباچہ سخن کے بعد آداب و شرائط پر عمل ضروری ہے۔

سید منظور حسین زیدی

صدر شعبہ نشر و اشاعت

باسمہ سبحانہ ما اعظم شانہ

ذاکری کا معیار اس قدر بلند ہو چکا ہے کہ منبر پہ جانا ہر شخص کے بس کی بات نہیں ریاضت محنت کے ساتھ معلومات کا بہم پہنچانا ضروری ہے ماضی قریب میں یہ شکایت تھی کہ عربی سمجھنے والے نہیں رہے اور اب گلہ اس کا ہے کہ اردو بھی کمزور ہے جو ہماری مادری زبان تھی اس گرد و پیش پر نظر کر کے اوسط طبقہ ذاکرین کیلئے ایک عشرہ مرتب کیا ہے جس میں یہ تو ممکن نہیں کہ عوام کی زبان میں تقریر ہو اس کا وعدہ ہے کہ ثقیل لفظیں نہ ہوں گی قرآن کی آیتیں اگر تبرک کر دوں تو قوم کلام الٰہی سے اور دور ہو جائے لہذا جو روانی سے نہ پڑھ سکیں وہ چھوڑ دیں تحریر میں خلل نہ ہو گا ہدایات پر عمل ضروری ہے اور صدق مقال متکلم کا پہلا فرض ہے۔

ہم اس ماحول سے گزر رہے ہیں جہاں صدق و کذب کی آمیزش میں حق پہچانا نہیں جا رہا ہے اس لیے یہ بتانا ہے کہ باطل کی نشر فرض نہیں ہے اور سچائی بہرحال روح کلام ہے جو کبھی فنا نہیں ہو سکتی صحیح ترجمانی اور معتبر حالات و واقعات سے سامعین کا آبدیدہ ہونا یا فقط آہ سرد اس شور گریہ سے بہتر ہے جو غلط بیانی پر مجلس میں برپا ہو فطرت انسانی میں ایک خاص قوت حسِ اخلاقی، ضمیر یا کانشنس کے نام سے موجود ہے جس کا کام نیک و بد میں امتیاز پیدا کرنا ہے اس لیے آپ اپنے نزدیک کتنے ہی کامیاب پڑھتے ہیں اہل نظر پر قابو نہیں پا سکتے۔

کچھ لوگ وہ ہیں جو مرثیہ کی تضمین کو نثر کر کے پڑھتے ہیں اور سامعین غریب سمجھتے ہیں کہ تاریخی مقالات ہیں یہ بڑا دھوکا اور افترا پردازی ہے جس سے اجتناب ضروری ہے آپ منبر رسول پر ہیں جس کی حرمت اور وقار کا تصور کر کے زبان کھولے۔ (مصنف)

دربارِ حسینؑ میں خطابت کے آداب

(۱) فقہاء کہتے ہیں لباس مصلّی میں تعدد شرط نماز گذار ہے جسم پر کپڑے لگے ہیں اگر بھی تسبیح آلہی کرتے ہیں محلے کے نوجوانوں کو
مونڈ شرٹ نقیب میں ہیں شرکت کیلئے جاتے ہوئے جب دیکھتا ہوں تو سر پر رومال باندھ کر شریک ہوتے ہیں طلبہ کیلئے اسکولوں میں داخلہ
یونیفارم سے ہوتا ہے کالج کے لڑکے گون پہنتے ہیں میرا دل چاہتا ہے کہ آپ اسلامی لباس میں ہوں اور کم از کم ننگے سر منبر پر
نہ جائیں فضائل و مناقب کی ترجمانی میں فرحت و انبساط کا محل ہے آپ کے بیان میں حاضرین کی تائید و مدد ملے گی۔

(۲) ذکر حسینؑ یا آل محمد ہے اور بزم عزا میں قہقہہ مقصد تعزیت پر ضرب ہے اسٹیج پر آپ
مضحکات سے کام لیں مجلس میں معصومہ عالم تشریف لاتی ہیں اگر اس کو کوئی عقیدہ سمجھے تو حدیث کساء گواہ
ہے کہ مجمع کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور اس سے بالاتر حدیث قدسی ہے انا جلیس من ذکرنی
میں ہم نشین ہوں اس کا جو میرا ذکر کرے اس مقدس نشست میں ہم کردار اہل بیتؑ پر نذر دیں
اور خود نمونہ عمل ہوں۔

(۳) خواتین کا فطری حق تو نوحہ تھا صف ماتم پر جس کے لیے نہ کمال طہارت
کی ضرورت تھی نہ منبر درکار تھا اس دور انقلاب میں اگر آپ شوہر کی اجازت پر منبر پر آئیں تو خطابت
کی تمام ذمہ داریاں آپ پر عائد ہیں اور مائیکروفون ہٹا دیجیے ورنہ محترمہ آپ اور بانی مجلس سب کے
سب قانون عاصہ ھا و ستا سہا بھا کی زد میں آئیں گی انگور کی فروخت اور
نچوڑنا اور پینا گناہ کے لحاظ سے مساوی ہے کیا اچھا ہوتا کہ آپ انیس و دبیر کے منظومہ اشعار کا پیچ ہیں

اضافہ کریں اس طرح خدمات اسلاف زندہ ہوں گے۔

(۴) اختصار مطلوب ہو تو جس پیراگراف پر گول دائرہ بنا ہے عبارت چھوڑ کر پڑھیے عبارت اور تسلسل میں خلل نہ ہوگا بریکٹ کے حوالے نہ پڑھے جائیں بوقت ضرورت کام آتے ہیں اسی طرح فٹ نوٹ آپ کی ذاتی یادداشت ہے۔

(۵) آپ کی ذاتی صلاحیت مجمل کو مفصل کرسکتی ہے اور شائستہ واقعہ کی صورت میں ہر مجلس کو ایک گھنٹہ سے زیادہ کی ذاکری قرار دے سکتے ہیں۔

(۱)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ وَ کُلَّ شَیۡءٍ اَحۡصَیۡنٰہُ فِیۡۤ اِمَامٍ مُّبِیۡنٍ

ارشاد باری ہے کہ ہم نے امام مبین میں ہر شئی کا احصار کر دیا ہے سورۂ یٰسین قرآن کا دل ہے اور اعلان برتری قلب کی گہرائیوں سے ہو رہا ہے جہاں خلوص کے سوا شک و شبہ یا ظاہر داری کا تصور نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ عقیدت کیش دل کے کانوں سے سنتے ہیں قلب دشمن مطمئن ہو تو یہ فعل اس کا ہے انسانی دعوے کبھی غلط بھی ہوئے ہیں فرزند آدم تعلی سے کام لیتا ہے یہ خلاق عالم کی گفتگو اور قرآن کی آیت ہے جس پر اگر ایمان نہو تو دین رخصت ہو اور مذہب کے دائرہ سے نکلنا پڑے کل کا احصی ہے جو جو صفتیں ممدوح ہو سکتی ہیں اور جتنے خصائل پسندیدہ ہیں وہ سب جمع ہیں۔

کل اور جزو کا فرق فاضل حاضرین کو بتانے کی ضرورت نہیں یہ لفظ محتاج تشریح نہیں ہے اگر ہزار صفحہ کی کتاب میں دس صفحے جس نے پڑھے وہ جزو سے واقف ہوا اور جس نے پوری کتاب پڑھی وہ کل کا ناظر ہوا یہ مثال ادھوری ہے آیہ کریمہ میں علم کتاب کا ذکر نہیں ہے۔ ہر چیز کا احصا" کہا گیا ہے کائنات میں جو شئی کہ جاننے کے قابل ہے اس کی حقیقت ماہیت ذات امامت سے باہر نہیں ہے اور جب ہر شئی کا احصاء ہے تو اس پر قدرت بھی حاصل ہے اور اقتدار ثابت ہونے کے بعد ممدوح کا فریاد رس ہونا بھی تسلیم کرنا پڑے گا یہ سبب ہے کہ ہم وقت مصیبت پکارتے ہیں ع اے کل کے مددگار مدد کرنے کو آؤ

مجھے افسوس ہے کہ عہد رسولؐ کے بعض کمزور دل انسان سمجھتے تھے کہ امام مبین سے مراد توریت، انجیل یا زبور ہے ان کا ایمان توانا نہ تھا اگر ذرا بھی عقل سے کام لیتے تو معلوم ہوتا کہ جو کتابیں قرآن اور تینوں

پر منسوخ ہو چکیں اونکی جامعیت کا اعلان بے موقع ہے یہ وہ لوگ تھے جو اگلی خوبیوں سے کام لیتے تھے اور ایمان اونکی سمجھ میں نہیں آیا تھا یہودیت و عیسائیت کی ہوا میں توریت و انجیل کا نام لیا اور قرآن نے اونکو بیمار سمجھ کر منھ موڑ لیا تھا فی قلوبہم مرض یہ مرض جب شافی مطلق دور نہ کر سکا رسول علاج نہ کر سکے تو واعظین و مبلغین کے بس کی بات نہیں ہمارا کام ہے کہ بیمار دوسرے لوگوں میں نہ پھیلے مجلس حفظ صحت کی سند ہے وعظ تندرستی کی ضمانت ہے سینکڑوں دفعہ کا تجربہ ہے کہ جس کو بخار آ جائے اوس کا منھ کڑوا ہو جاتا ہے ہر شئی تلخ معلوم ہوتی ہے میٹھی سے میٹھی چیزوں کو وہ تلخ بتاتا ہے تندرست ہوتا تو ایسا نہ ہوتا امام مبین کا پہچاننا بیماروں کا کام نہیں ہے اونکو بکنے دو۔ وہ سچا پیغمبر جس نے وحی کے بغیر کبھی بات نہیں کی اپنی علم افروز بزم میں بتا چکا ہے کہ مراد امام مبین سے علیؑ ہیں۔

تعجب کی جگہ نہیں یہی دعائے خلیل اللہ تھی اور وعدہ الٰہی تھا جس کو حرف بحرف پورا ہونا تھا حضرت ابراہیمؑ جب امتحان میں کامیاب ہوئے اور بارگاہ احدیت سے اعلان ہوا کہ ہم نے تم کو سب کا امام بنایا یہ عزت نبوت خلت کے بعد تھی وسیع الخیال نبی نے فوراً عرض کیا ومن ذریتی اور میری ذریت میں۔ ہر منصب حین حیات باقی رہتا ہے اور کامیاب ہونے والا اوس پر فخر کرتا ہے مگر ابراہیمؑ منصب کو خلعت بقا پہنانا چاہتے ہیں اونکو یقین ہے کہ خلیل ہونا عارضی، نبوت وقتی، مگر امامت تا قیامت باقی رہے گی خلاق عالم نے جواب دیا کہ یہ عہد میرا ظالم کو نہیں پہونچے گا اس اطلاع کا پس منظر یہ تھا کہ ہمیشہ عادل ہی امام ہو گا۔

بات یہ ہے کہ خطاب کو مخاطب سمجھتا ہے اگر خلیل اللہ اعلم نہ ہوتے اور یقین کے درجے نہ طے کیے ہوتے تو افسردہ ہو جاتے نفی نے اثبات کا لطف دیا مگر بڑی مدت کے بعد تو وہ خواہاں ہوئے کہ اسمعیل امام ہو جائیں نہ کسی دوسرے بیٹے کی امامت پر اپنی تمناؤں کو پہونچایا نہ کسی حیدر نے یہاں گذر کر سوال اوٹھایا کہ یعقوب اسحاق گذر رہے ہیں امامت نہیں ملی مسئلہ دعا بھی صاف ہوا اور ہر عصر کو قدرت نے منتظر بنایا یہاں تک کہ سرکار دو عالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ

کا وقت آیا اور اس فخر کائنات مرسل نے کہا جس کی شان میں ہے ع

امام رسل پیشوائے سبیل امین خدا مہبط جبرئیل ع

اِنْتَهَتِ الدَّعْوَىٰ اِلَىٰ اِمَامٍ لَمْ يَسْجُدْ لِصَنَمٍ قَطُّ فَاتَّخَذَ نَبِيِّي نَبِيًّا وَاتَّخَذَ عَلِيًّا وَصِيًّا دعائے ابراہیم کھنچ کر اس امام تک پہونچی جس نے کبھی بت کو سجدہ نہیں کیا یہ تھی تفسیر لا ینال عہد الظالمین کی فرمایا مجھے خدا نے نبی اور علی کو وصی بنایا۔

صنم پرستی کیسی پیدا ہو کہ جس نے بت کی صورت نہیں دیکھی جو بت پرست نہیں بت شکن ہے جس کی ماں کے کعبہ میں داخلہ پر بت کعبہ کے گرتے تھے حق بلند ہوتا تھا باطل مضمحل ہوتا تھا۔

عموماً بچہ پیدا ہو کر ماں کا چہرہ دیکھتا ہے یا دائی کی صورت پر نظر پڑتی ہے لیکن جس کا زچہ خانہ کارخانہ الوہیت نے کعبہ کو قرار دیا وہاں ۳۶۰ صنم ہیں اگر آنکھ کھول کر ماں کا چہرہ دیکھتے تو بھی کینہ پرور دشمن یہی کہتے کہ بت پر نگاہ کی اس لیے مولود کعبہ کی آنکھیں بند ہیں اور یہاں بچہ کی قوت ارادی اور نفسیات پر ناظر ہے غور تو کیجئے آنکھیں بند کیے ہوئے بچہ جو پیدا ہو تو پاس بیٹھنے والوں کو شبہ ہو سکتا ہے کہ بصارت نہیں ہے مگر کیا مجال جو ان کو کوئی بے بصیرت نابینا کہے راویوں کے احسانات ہیں جنھوں نے صدق بیانی سے مطالب کو فنا کیا ہے علماء[1] نے صراحت کی ہے کہ جب علیؑ پیدا ہوئے تو آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا یہ عزائم کی پختگی اور احساسات کا آغاز اب مسیح خوان ان کو ید اللہ اور عین اللہ دونوں لقب دے سکتا ہے کعبہ سے بنت اسد باہر آئیں اس طرح جیسے برج حمل سے آفتاب نکلتا ہے یا قمر سے چاندنی یا آنکھ

---

[1] ریاض الجنان فی نیل منتہی الجنان مولوی اشرف علی بن عبد العلی ص ۱۱۶ طبع بمبئی

سے نور یا فت ہوتی یا پھول کی خوشبو اب بھی آنکھ نہ کھولی اور جذب محبت کی منزل آئی ماں بچہ کو گود میں

لیے ہوئے آگے بڑھیں اودھر رسولؐ بہر استقبال اپنی جگہ سے چلے یا یوں کہوں کہ دروازہ شہر سے

قریب ہوئے اگریاں کہہ دیتیں کہ پیغمبر آرہے ہیں تو ہادی دہ ہو جاتیں شمیم نبوت سے بچہ نے پہچانا جب مدینہ کے

سامنے آئینہ آیا تو آنکھ کھولی علیؑ نے نبی کو دیکھا اور مرسل نے کہا۔ بچے تو نے مجھے دیکھنے میں خاص کیا ہے

تو میں علم میں تجھے خاص جگہ دیتا ہوں" کعبہ میں ولادت، صدائے شہادتین، بتوں کا گرنا،

تلاوت صحف انبیاءؑ، رسولؐ کو پہچاننا یہ تمام پہلو بہر صورت مولود کے بتاتے ہیں کہ بچہ نہ سمجھو ع

خلقت علیؑ ولی کی ہے آدمؑ سے پیشتر

طفولیت ایک پردہ ہے جس کی آڑ میں کمالات ظاہر ہوئے ہیں عظمت مچل رہی ہے دیکھنے والوں

کو بڑے ضبط و تحمل سے خاموش رہنا چاہیے اندیشہ ہے کہ خانہ زاد خدا کو نصیری معبود نہ کہیں

● حضرت ابراہیمؑ کی دعا، اور اصدق الصادقین کا وعدہ جب ہی اچھی طرح پہچانا

جائے گا جب مرکز امامت خود بھی معصوم ہو اور نسب کی کڑیاں باپ دادا پردادا بلکہ آدمؑ

تک توحید پرست ہوں ایسا نہیں ہے کہ امامت اوس کو مل جائے جس کا باپ بتوں کی پوجا کرنیوالے

ماں صنم پرست شرک کی دو مضبوط دیواروں میں گھرا ہو ایوان خانہ خدا نہیں ہو سکتا دو طرف سے

جس پر الحاد کی چھوٹ پڑے وہ آئینہ دل صاف نہیں رہ سکتا ہمیشہ دھندلا رہے گا ماننا پڑیگا

کہ اوس کا پشت نامہ تمام موحدین سے معمور ہے اور کسی طبقہ میں بھی غیر مومن نہ تھا

یہ مطلب قرآن حکیم سے حاصل ہوا ہے جس کو ابھی عرض کرتا ہوں۔

یہ تو دنیائے اسلام کے علم میں ہے کہ صلب عبداللہ اور صلب ابی طالب میں

دفتی جدائی تھی نبی و علی دونوں کے دادا سردار قریش عبدالمطلب قرآن حکیم نے حبیب خدا کا
شجرہ بھی ڈھکا اور چھپا نہیں رکھا عالم انوار کی خبر دی اور نور محمدی کو بچوایا الذی
یراک حین تقوم و تقلبک فی الساجدین (سورۃ ۲۶ آیت ۲۱۶ پ ۱۹) ۔

بڑی حیرت اور افسوس ہے کہ قرآن کے اردو ترجمہ کرنے والوں نے آیت کو نہیں سمجھا اور یہ مراد
نہیں ہے کہ خدا رسول کو نمازیوں کے ساتھ آپ کی نشست و برخاست دیکھتا ہے (ترجمہ
شاہ اشرف علی مرحوم) اگر تمام نمازی یعنے جماعت نبوی کے ماموم مراد لیے جائیں تو
پیغمبر کا سجدہ ایسے نمازیوں میں نہ قابل ذکر ہے اور نہ کوئی شرف ہے یہ مجمع تو وہ تھا جو جمعہ کے
دن بنص قرآن جماعت کو چھوڑ کر چلا جاتا تھا، ور حضور اکیلے رہ جاتے تھے ان میں کتنے نمازی تھے
جن کے سجدے قبول تھے اس بحث کو چھوڑیے مرقومہ بالا ترجمہ میں تَقَلُّب کی لفظ رہی جاتی
ہے نہ سجدہ کرنے والے مراد نہیں ہیں جن کے سجدہ آپ کے سجدے کے بعد دوسرے درجہ پر
ہیں بلکہ وہ مراد ہیں جو آپ کے عالم جسم میں آنے سے پہلے نور مطہر کو اپنے صلب میں لے کر جبین نیاز
خم کرتے تھے یہ مطلب اصلاحی لحاظ سے بھی ثابت ہے امام رازی نے اس حقیقت کو تفسیر کبیر
میں نظر انداز نہیں کیا عقل یہی کہتی ہے کہ پشت نامہ میں سب توحید پرست ہیں ۔

● منزل امامت وہ ہے جو خود بھی پاک و پاکیزہ اور اوس کے سلف صالحین کا سلسلہ
بھی درس توحید میں کامیاب ابوطالب کے سایہ عطوفت میں محمدؐ عربی پرنان چڑھے فاطمہ
بنت اسد کے زیر تربیت آمنہ کے لال کی پرورش ہوئی کس میں طاقت ہے جو ان پاکیزہ بندگان
خدا کے ایمان کو سامنے نہ رکھے کیا حضرت موسیٰ کلیم خدا کے پرورش میں قدرت نے دشمن

کے گھر میں آسیہ ایسی پیکر خیر خاتون کو نہیں رکھا تاکہ اوس کا رسول کفر کی گود میں نہ آئے
کیا موسیٰؑ کو چھٹ پنے میں اون کی ماں کے سوا اور نے دودھ پلایا اور نبوت خیر کی زمین ہموار کی۔

ساری دنیا جانتی ہے کہ حلّت اور حرمت کا تعلق بلوغ سے ہے سن کمال سے پہلے
تکلیف نہیں مگر کلیم اللہ صندوق سے نکلے اور حکم ایزدی وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ
ہم نے دودھ پلانے والی عورتوں کے شیر کو حرام قرار دیا خدا نے کہا اور موسیٰ نے سنا اور اس پر
عمل کر کے اپنے احساسات کا ثبوت دیا جب تک ماں نہ آئیں دودھ نہ پیا فرعون جو خدائی کا
دعوہ دار تھا اوس کو شکست ہوئی ایک بچہ نہ پال سکا خدا کو تو رب العالمین ہونا چاہیے ارباب
دانش میں فرعون کو شکست ہوئی اور وہ قیامت تک عقلا میں منہ دکھانے کے قابل نہ رہا اسی
طرح ابو جہل کو شکست ہوئی ابو سفیان کا جال تار تار ہوا اور سنہ ۶۱ ہجری میں یزیدیت نے
وہ روز سیاہ دیکھا کہ اوس کا نام داخل دشنام ہوا اگر آفرین ہے پہچاننے والوں پر جن کو اس
تاریک دور میں پہچاننے کا موقع ملا اون میں سر فہرست حر کا نام نظر آتا ہے ۔ حر بن یزید ریاحی
کے امتحان سے زیادہ سخت امتحان کس کا ہوگا جو امید و بیم خوف و رجا کی منزل سے بڑی تیزی
کے ساتھ گذر گئے اور ایسے کامیاب ہوئے کہ قیامت تک اون کا نام اہل وفا و صدق میں باقی
رہے گا اور کونوا مع الصادقین پر عمل کرنے والوں میں اون کا نام بہت نمایاں ہے
کفر و شرک کو چھوڑ کر صداقت کے جادہ پر آئے حقیقی معنوں میں جو امام مبین تھا اوس کی معرفت
ہوئی انسان انجام بخیر ہونے کی جو دعائیں کرتا ہے اوس کا مطلب یہی ہے آخری حصہ عمر کا
نہ بگڑے حر کے احساسات قابل ستائش ہیں ڈوبتی ہوئی ناؤ کو سنبھال بگڑی ہوئی تقدیر

کو سنوارا دوزخ سے منہ موڑا اور فردوس کو اپنایا توفیق رفیق ہوئی تمام رات کے اضطراب
کے بعد عاشور کی صبح ہوئی امام برحق کی حقیقت کا سورج نکلا حر کا کوکب بخت چمکا رات تک
توقع تھی کہ صلح ہو جائے تو آل رسولؐ کی حرمت برباد نہ ہو جب صلح کا جواب ہو گیا اب حر کو ٹھہرنا
بار تھا طبل حرب بجا چاہتا تھا حر گھوڑے کو مہمیز کر کے اس طرح نکلے جیسے ظلمت سے خضر یا چاہ سے
یوسفؑ یا گہن سے چاند بیٹے اور غلام نے ساتھ دیا اور سپہر وفا کے چمکتے ہوئے تارے شام کی
بدلی سے نکلے پسر سعد شوم منہ دیکھتا رہ گیا ظاہر تو یہ کہتا تھا کہ پیاسوں کی سپاہ قلیل سے کوئی
ٹوٹ کر آئے تو الزام نہیں مگر حق نے کروٹ لی اور انقلاب زندہ باد کی تصویریں سامنے آئیں
اکثریت سے ٹوٹ کر جام و سبو کو چھوڑ کر اقلیت میں جذب ہونے کے لیے مرد آزاد گھوڑا اڑاتا ہوا
سامنے آیا فرزند ساتھ ہے غلام بے وفا نہ تھا گو نہ د شام کی ٹڈی دل فوج روک نہ سکی اگر سارا
لشکر پلٹ پڑتا تو حر راستہ ہی میں جاں بحق تسلیم ہوتا ایسا نہیں ہوا سپاہ یزید کا سارا عنصر
حق کی فتح دیکھتا رہا اور تخریبی ارادوں کو اچانک انقطاع نے سہو کر دیا مورخین[1] تو یہ لکھتے
ہیں کہ اگر سپاہی کو اطاعت مطلوب ہوتی تو وہ سپر کو الٹ لیتا تاکہ یہ نہ سمجھا جائے کہ آنے والا
برسر پیکار ہے حر نے لشکر امامؑ کے سامنے آ کر سپر منقلب کی اور مقاتل میں ہے کہ دونوں
ہاتھوں کو رومال سے باندھا اور عرض کیا میرے لیے توبہ ہے؟ سرکار حسینیؑ نے اثبات
میں جواب دیا حُر نے عرض کیا فرزند رسولؐ مجھے حیرت تھی کہ فرزند رسولؐ سے لڑنے چلی

---

[1] تاریخ طبری جلد ۶ ص ۲۳۲

رہا ہوں اور صدائے تبریک آ رہی ہے اب وہ آواز صحیح ثابت ہوئی میں پہلا شخص ہوں جو آپ
کے سد راہ ہوا تھا اب خوشی یہ ہے کہ سب سے پہلے نصرت میں جان دوں اور قیامت کے دن
سب سے پہلے پیغمبر خدا کے سامنے پیش ہوں۔ کیا کہنا جوہر عقیدت کا گھوڑے سے اترنا بھی
پسند نہ کیا اجازت لے کر حرؑ مع غلام و فرزند میدان میں آئے بیٹے کو حکم دیا کہ صف دشمن پر
حملہ کر وہ جوان بڑھا اور دشمن کی مورچہ بندی کو توڑا ایک سخت جنگ کی اور ستر یزیدی
قتل کیے خود شربت شہادت نوش کیا حر نے کہا میں شکر کرتا ہوں اوس خدا کا جس نے امامؑ
کے روبرو تجھے درجہ شہادت عطا کیا یہ پہلا شہید ہے اور پہلے کلمات شکر ہیں جو باپ نے بیٹے کی
لاش پر زبان پر جاری کیے محبت حقیقی اس کا نام ہے اور صبر و شکیب اس کو کہتے ہیں اولاد
کا داغ اوٹھا کر گھوڑا انہیر کیا اور جس سپاہ کا تھوڑی دیر پہلے افسر تھا اوس پر تلوار کھینچی رجز
پڑھا فرمایا۔ میں ہوں حر اور آزاد کا فرزند میں شیر سے زیادہ بہادر ہوں اور کسی جنگ میں
مجھ سے بزدلی ظاہر نہیں ہوئی ہے جہاں لوگ بھاگتے ہیں وہاں میں ہمیشہ ثابت قدم رہا
ابن سعد کو حر کی جدائی کا دلی صدمہ تھا صَفوان بن حنظلہ ایک پہلوان نامی کو مقابلہ کیلئے
تجویز کیا اور چاہا کہ اوس کے سمجھانے پر واپس آ جائے وہ جنگجو سامنے آیا آلات حرب
میں غرق تھا حر کو الزام دیا کہ تو نے خلیفہ وقت سے منھ موڑا حر نے کہا صفوان میں تجھے
عقلمند سمجھتا تھا یہ کیونکر ممکن ہے کہ حسینؑ کو چھوڑ کر شراب خوار زناکار کے حلقہ عقیدت
میں آؤں صفوان کو غصہ آیا اور نیزہ اوٹھا کر حر پر حملہ کیا حر نے وار رد کرتے ہوئے جوابی
حملہ کیا یہاں تک کہ حر کی سنان اوس شقی کی پشت کو توڑ کر باہر آئی اس گستاخ کے سو بھائی

تھے جو بیک وقت حر پہ جھپٹ پڑے حر نے ان میں سے ایک کو کمر میں ہاتھ ڈال کر گھوڑے سے اٹھا کر اور زمین پر پٹک دیا اور دوسرے پر تلوار سے حملہ کیا اوس نے راہ فرار اختیار کی حر نے تعاقب کر کے نیزہ سے اوس کو بھی گرایا اب خدمت امامؑ میں واپس آنے کا ارادہ کیا بنی تمیم کے ایک دوسرے پہلوان نے حملہ کر دیا حر نے اوس کو بھی قتل کیا اور فوج شام پر آخری یلغار کی اسّی دشمن قتل کرنے پائے تھے پسر سعد نے حکم دیا کہ اب حر پر نیزوں کی بارش ہو حر پر اتنے نیزے پڑے جیسے ساہی کے جسم پر کانٹے یہ وہ وقت ہے کہ حر کا گھوڑا زخمی ہو گیا تھا اور وہ پیادہ جنگ کر رہے تھے لڑتے لڑتے زمین پر گرے ادھر آقا نے کونین کے ایماء سے انصار دوڑے اور قبل اس کے کہ دشمن سر کاٹتے بڑھ کر زخمی جسد اوٹھا کر امامؑ کے روبرو پیش کیا رمق حیات باقی تھی حر بڑے خوش نصیب ہو کہ لاش جنگاہ سے واپس آئی اور کیوں نہ آتی اصحاب باوفا موجود ہیں مگر ابوالفضل العباسؑ کی نعش خیمہ میں آنا نصیب نہ ہوئی۔

حر کی شہادت سے حرم سرا تک ایک بے چینی کی لہر دوڑ گئی جتنی خوشی ہوئی تھی کہ اودھر کا نامور ادہر آگیا اوسی قدر ماتم ہے کس قدر جلد داغ فراق دیا رحم دل امامؑ نے جس کی خطا معاف کی وہ یقیناً بے گناہ ہے تقاضائے قدر دانی یہ ہے کہ جناب زینبؑ ماتم کی صف بچھائیں اور بھائی کے غم خوار کا ماتم ہو عزادار حر کی لاش آگئی حسینؑ بالین پر ہیں اپنے ہاتھ سے چہرہ کا لہو پونچھ رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں حر دنیا و آخرت میں آزاد ہوا یہ مژدہ سن کر روح نے پرواز کی اور امامؑ نے عرض کیا اے میرے پالنے والے حر کی مہمانداری بہشت میں کرنا حر بڑے خوش نصیب ہو کہ حسینؑ کا دست شفقت آپ کے چہرہ اور سر پر مگر حسینؑ کا سر زیر تخت یزید طشت طلاء میں اور وہ بدبخت چھڑی سے بے ادبی کرتا ہے۔

حضرت آدمؑ سے جناب امیرالمومنینؑ کا موازنہ اور وفات رسولؐ سے آغاز مصائب زہیر بن قین کی جنگ اور شہادت

۲

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَہٗ تَعَالٰی وَکُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنَاہُ فِیْ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ

ہم نے امام مبین میں ہر شئی کا احصٰی کر دیا ہے قدرت کا یہ راز تھا کہ پیغمبر خداؐ کی آنکھ بند ہونے پر دعویداران عزت نے اپنے کو خلیفہ رسولؐ کہلوایا۔ امیرالمومنین بنے۔ مگر امام کی لفظ غیر کے دست رس سے محفوظ رہی اور اس لفظ کے استعمال کا حق بھی نہ تھا شان امامت یہ ہے کہ اس میں ہر شئی کا احصاء اور جن افراد نے ترقی کی تھی وہ اپنی عاجزی۔ علمی منزلوں پر کوتاہ ہونے کا اقرار کیا کرتے تھے پھر بھلا وہ امام کیونکر قرار پاتے۔

اس آیۂ کریمہ کو اگر ہم سیر انبیاء کی روشنی میں دیکھتے ہیں تو صرف حضرت آدمؑ کی زندگی میں آیت کی ایک لفظ ملتی ہے عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا آدمؑ کو کل کے کل اسماء سکھا دیے یہ خبر قرآن حکیم میں موجود اور علمی کمالات پر گواہ ہے بالغ نگاہ سے دیکھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ زندگی آدمؑ میں "کل اسماء" کا جلوہ ہے علم الاسماء ایک محدود شئی ہے اور کل شئی وہ وسیع مدح ہے جس کی چوڑان میں ساری کائنات سمٹ آتی ہے۔

حضرت آدمؑ کو جو نام خدا نے تعلیم دیے اس پر مفسرین کا یہ ذمہ دارانہ بیان ہے کہ ہر نام آگیا تھا یہاں تک کہ گھر کا تخت بھی داخل ہے جب سب نام شامل تھے تو یقیناً تعزیہ ضریح، علم، تابوت کے نام بھی ان کو بتائے گئے اور عزاداری نئی چیز نہ ہوئی آدمؑ کے علم میں یہ اسماء تھے تو اب بدعت نہ کہنا؟ یہ نہایت قدیم نام ہیں۔ اللہ مسلمانوں اور اہل قرآن کو طبعزاد خیالات کی زد سے بچائے اور صراط مستقیم پر ثابت قدم رکھے۔ آیۂ کریمہ میں دوسرا

پہلو مرتبہ آدمؑ سے افزونی کا یہ ہے کہ وہاں صرف اس قدر ہے کہ آدمؑ کو علم اسما تعلیم ہوئے بے شک خدا نے تعلیم کیے مگر الفاظ آیت میں معلم کو ظاہر ہونے نہیں دیا اور پردہ غیب میں رکھا ہے اور کُلِّ شَیْءٍ اَحْصَیْنَاہُ" میں صراحت ہے کہ ہم نے احصاء کیا اس لب و لہجہ میں فضیلت کا دن بڑھ گیا اور آدمؑ ترابی ہو کر رہ جاتے ہیں اور علیؑ ابو تراب ہیں۔

غور کرو مٹی کے ایک جزو سے خلقت آدم اور علیؑ ساری زمین کے حاکم و مالک ابو تراب ہو کر بلند درجے پہونچے آج ایک گہرا مطلب پیش کرنا ہے زیر نظر آیہ کریمہ کا ابتدائی حصہ یہ ہے۔ ہم ہی مُردوں کو زندہ کرتے ہیں اور لکھتے رہتے ہیں جو وہ اپنے پہلے عمل خیر بھیجیں۔ ایک انسان کے تمام اعمال خیر مرنے پر اوسے پڑے ملیں گے اب ایک دوسری آیت سماعت فرمائیے۔ جس دن ہر شخص جو کچھ آگے بھیج چکا تھا اوس پر اپنے روبرو نظر کرے گا اور کافر کہے گا کہ کاش میں مٹی ہوتا۔ اس آیہ کریمہ کے معانی میں تفسیر اہل بیتؑ یہ ہے کہ یَقُوْلُ الْکَافِرُ یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا کافر کہے گا کہ کاش میں پیروان ابو تراب میں ہوتا سورہ یٰسٓ میں جس کو امام مبین کہا تھا سورہ نبا میں اوس کے ابو تراب ہونے پر اشارہ ہوا اب تعارف ہوا کہ امام مبین ابو تراب ہوتا ہے۔

سائنس کی تحقیق ہے کہ کرہ ارض پر زندگی کا ظہور اب سے ۳۔ارب سال پہلے ہوا اور ۲۵ لاکھ سال سے فطرت نے انسان کو جنم دیا اس نظریہ کو سامنے رکھنے کے بعد ابو تراب کی وقعت یوں میں قائم ہوتی ہے یہ صحیح ہے ح خلقت علیؑ ولی کی ہے آدمؑ سے پیشتر۔ اور ایک خطبہ میں آپ نے انا اٰدم الاول[1] بھی کہا ہے ایسے خطبات آپ کے ابھی تک حل نہیں ہوئے بعض علماء

---

[1] لسان الواعظین صفحہ ۱۴

تامل کرتے ہیں اونکی خاموشی غلو سے بچانے میں ہے

اور اس سے کسی کو انکار نہیں کہ مولا کو ہر کنیت سے ابوتراب کنیت پسند تھی جو درجہ عبدیت میں فروتنی کا ہو وہی آپ کو مرغوب تھا یہ کنیت آپ کو مسجد میں ملی زمین پر لیٹ گئے تھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فرش مسجد نہ تھا مٹی جسم اقدس سے مس ہوئی پیغمبرؐ گذرے اور فرمایا قُم یَا اَبَا تُرَابْ ابوتراب، اُٹھو کھڑے ہو عربی اصطلاح میں ابوتراب کے معنے مالک زمین کے ہیں مراد یہ ہوئی کہ زمین کو اپنے قبضۂ قدرت میں رکھنے والا اگر زمین پر حکومت نہ ہوتی تو آپ زیر زمین کا حال نہ جانتے ارضی دفینہ آپ کے پیش نظر تھے، سلمان کی تجہیز و تکفین میں جب قنبر کو ساتھ لے کر مدینہ سے روانہ ہوئے کہا ایک سے دس تک گنتی گنو وَاحِدٌ اِثْنَانٌ ثَلٰثَہ کہتے کہتے جب عَشَرہ کہا تو مدائن میں تھے زمین کھنچ گئی اور راستہ طے ہوگیا حکومت مخالف میں جب زلزلہ آیا اور مدینہ کے دیوار و در لرز رہے تھے تو آپ ہی کا ہاتھ تھا جو زمین پر رکھ کر فرمایا تجھے کیا ہو گیا ہے تو زلزلہ رکا اور خلائق تباہی سے بچ گئے، شب عقد فاطمہ زہراؑ زمین کو آپ سے باتیں کرتے معصومہ و صدیقہ نے سنا ابوتراب ہونے کا اس سے زیادہ کیا ثبوت ہوگا یہ وہ گھرانا ہے جس کے دست مبارک میں زمین کے سنگ ریزے زر و جواہر بنتے تھے اور یہ انقلاب مشیت ایزدی کی تحت میں ہوتا تھا۔

اچھا ہے کہ فضیلت پر غور ہو اور سمجھنے کی ہم کوشش کریں اگر باپ نہ ہو تو اولاد نہیں باپ سبب وجود اولاد ہے تو علی سبب وجود زمین اور جب سبب وجود زمین ہوئے تو آدمؑ کی خلقت ہے تراب سے آدمؑ بھی دوسرے درجہ میں شامل ہوتے ہیں یعنی علی نہ ہوتے

تو زمین نہ ہوتی اور زمین نہ ہوتی تو آدمؑ نہ ہوتے کیا کہنا اوس پسر کا جو سبب خلقت پدر ہو

یہ معنے ہیں انا آدم الاول کے پہلا آدم تو میں ہوں۔

یہ گفتگو اگرچہ سیر حاصل ہے مگر زمین پر امام مبین کا اقتدار قبضہ ثابت ہونے کے سوا "پرورش زمین" میں امام کا ہاتھ ہے اس نکتہ پر روشنی نہیں پڑتی اس مسئلہ کو اوس حدیث کی روشنی میں دیکھو جس میں حضرت سرور اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ میرے اہل بیتؑ باشندگان زمین کے لیے امان ہیں جیسے آسمان کے رہنے والوں کے لیے ستارے امان ہیں اہل بیت نہوں تو زمین باقی نہیں اور ستارے نہ ہوں تو آسمان فنا ہے۔ یہ روایت فریقین کے راویوں نے صحیح سمجھ کر ایک دوسرے سے نقل کی اور کسی مسلمان کو عذر نہیں اگر ہم قرآن پر پیش کرتے ہیں تو ایک آیت سے تائید ہوتی ہے اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا زمین جھلک اوٹھے گی اپنے رب کے نور سے یہ ظہور امام زمانؑ کا مسرت آگین وقت ہے جس کی خدا نے سورۂ زمر میں خبر دی ہے ثابت ہوا کہ امام رب الارض ہوتا ہے دعائے عدلیہ میں اسی کی تفسیر ہے اَلَّذِیْ بِبَقَائِهٖ بَقِیَتِ الدُّنْیَا بارھویں امام وہ ہیں جنکے بقاء سے دنیا کی باقی رہنا اور جن کے وجود سے خلق خدا کو روزی پہونچتی اور زمین و آسمان قائم ہیں

ہم بڑے پرخطر دور سے گذر رہے ہیں ایک طرف تو مغربی تعلیم کا بڑھتا ہوا سیلاب بے دین بنانے میں کامیاب دوسرے طرف خود ہم ہیں عقائد کی کمزوری یقین کی منزل سے دور کیے ہوئے ہے تیسری طاقت نواصب ہیں جو دشمنو

کو لمبے چوڑے خطاب دینے میں عذر نہیں کرتے اور فضیلت آل محمدؐ پر چراغ پا ہو کر ثبوت طلب کرتے ہیں آؤ! اگر قرآن کو کم از کم حاکم سمجھتے ہو تو بازار مصر چلو حضرت یوسفؑ کے سامنے اس حقیقت کا سودا ہو جائیگا وہ نبی ہیں، زمین کے فرماں روا ہیں، خزانوں کے مالک ہیں نسل اسماعیل سے نہیں ہیں دیکھو وہ کیا کہتے ہیں اسیری ہے اور زندان مصیبت ہیں سالہا سال گذر چکے ہیں فراق وطن، باپ کی جدائی کتنی مصیبتوں کا سامنا ہے تعبیر خواب حاصل کرنے والے سے جب اظہار حقیقت فرما چکے تو دبی زبان کہا اُذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّکَ ذرا بادشاہ کے سامنے بھی میرا ذکر کر دینا لیجیے! قرآن نے فیصلہ کیا کہ عزیز مصر کو رب کہنا صحیح ہے اب مجھے بلا تکلف کہنے دیجئے کہ علیؑ بھی رب ہیں سورۂ ھَلْ اَتٰی دیکھو وَسَقَاھُمْ رَبُّھُمْ شَرَابًا طَھُوْرًا عزیز مصر اپنی محدود سلطنت کا رب اور علیؑ جنت کی وسعتوں میں رب روز حشر کی پیاس اور حدت میں ان کے ہاتھ سے جام کوثر تقسیم ہوں گے حقیقت تو یہ ہے کہ نصیری کا خدا جب دار تکلیف سے نکل چکا اور امکان ضلالت نہ رہے وہ اس وقت رب ہے لیکن سورۂ ہل اتٰی کا جزو ہو جانے سے آج بھی ہر قاری ربوبیت کا اقرار کرتا ہے۔

حشر کے اختیارات پر روشنی میرا موضوع سخن نہیں نتیجۂ بحث یہ ہے کہ امام مبینؑ کا ابو تراب ہونا ثابت مالک زمین و زمان ہونا ناقابل انکار اور رب ہونا بھی تسلیم مگر بڑے افسوس کی بات ہے کہ دشمن کے تسلط نے یہ غضب ڈھائے

کہ زمینیں ان سے چھین لی گئیں کرۂ ارض اپنی وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہو رہا تھا

مکہ میں نہ رہے مدینہ بسایا اور پھر مدینہ میں بھی ترک وطن کی تدبیریں شروع ہوئیں

کوفہ آئے یہی وہ جگہ تھی جہاں عین عبادت الٰہی میں سر مبارک پر زہر میں بجھی ہوئی

تلوار پڑی پیشانی شق ہو گئی زمین مسجد کی خاک زخم میں بھرتے تھے اور فرماتے تھے۔

ہم اسی زمین سے پیدا ہوئے اور اس میں پلٹ کر جانے والے ہیں اور اسی سے

دوبارہ پھر اوٹھیں گے۔

عموماً زخم کے لیے مٹی مضر ہے مگر ابوتراب کی تجویز پر ہم خاموش ہیں یہ زخم

خانہ خدا کی خاک سے بھرا جا رہا ہے اور کربلا کے مجروح ریگ گرم پر گھوڑوں سے

گرتے ہیں ۔ یہیں دور چلا گیا ابھی تک تو اس کا ماتم ہے کہ زمین پر وصی رسولؐ کا

خون بہا اور ۶۰ھ میں اس کا شکوہ ہو گا کہ زمین پر قبروں کی جگہ بھی نہ ملی۔

ہاں عزاداران حسینؑ ۔ آل محمدؐ کی مصیبت اوس وقت سے شروع ہوئی

تھی جب پیغمبرؐ کے جنازہ پر کوئی شریک ہونے والا نہ تھا۔ جب معصومۂ عالم کے

در پہ دشمن کی طرف سے یلغار ہوئی آگ اور لکڑیاں جمع کیں اس کا [1] تو سب کو

اقرار ہے

● شاہزادی کو قتل کی دھمکی دینا بھی جرم ہے ۱۷ ر نومبر ۱۹۶۳ء کو ملکہ الزبتھ

دوم کو (GEORG CUMID......) نے خط لکھ کر (قتل کی) دھمکی دی تھی تو لندن میں اوس کو

---

[1] ملل و نحل شہرستانی

گرفتار کر کے جیل بھیج دیا اور عدالت[1] میں مقدمہ چلا بھارت میں اس واقعہ کے ۳ سال بعد ۱۸ ستمبر ۱۹۶۶ء کو جالندھر کے دو نوجوانوں نے دہلی میں اندرا گاندھی کو گولی مار دینے کی دھمکی دی تو پولیس[2] نے مجرم کو گرفتار کر لیا ہے ادب طبقہ اقوام عالم میں مجرم ہے

● شہادت علی مرتضیٰ[ع] کے بعد امام حسن[ع] کو زہر دیا گیا قطامہ خاندان ابوسفیان سے تھی اور یہ زہر شام سے آیا دنیا فیصلہ کرتی جائے کہ بنی ہاشم کا خاتمہ کس کے ہاتھ سے ہو رہا ہے امام حسین[ع] بھائی کے بعد چین سے بیٹھنے نہ پائے نانا کی قبر بھائی کی لحد ماں کا روضہ چھوڑا ۲۸ رجب کو مدینہ سے نکلے یثرب کے زن و مرد گریہ و زاری سے ہنگامہ برپا کر رہے ہیں چند مہینے کعبہ کی مجاورت میں گذرے تھے کہ علم ہوا قاتل حجاج کے بھیس میں قتل کریں گے ۸ ذی الحجہ کو وہاں سے بھی چل کھڑے ہوئے

دوسری محرم کو کربلا پہونچے فوجیں آنا شروع ہوئیں روز بروز دشمن سختیاں کرتے رہے یہاں تک کہ نینوا کا جنگل کوفہ و شام کی ٹڈی دل فوج سے چھلکنے لگا ہزاروں بے دینوں کا سادات سے مقابلہ بہتر[3] پیاسوں کی جنگ اس اقلیت نے کائنات پر اپنی بہادری پامردی استقلال کا سکہ جما دیا اور اکثریت کو وہ شکست دی جس کا رہتی دنیا تک چرچا رہے گا سیاہ قلیل کا ہر مجاہد بدر و احد میں لڑنے والوں کی گویا تصویر تھا دنیا کی عام لڑائیاں جن کا مقصد ملک گیری۔ اقتدار دولت و ثروت ہوتا ہے

---

[1] روزنامہ جنگ کراچی یکم دسمبر ۱۹۶۳ء [2] جنگ ۲۰ ستمبر ۱۹۶۶ء

ایسی لڑائیوں میں جنگ کرنے والے سپاہی سخت مزاج جنگجو بے رحم بلکہ یہ کہوں کہ جان دینے اور جان لینے والے ہوتے ہیں مگر حسینؑ ابن علیؑ کی فوج اصول پرور اللہ کی یاد میں ہمہ تن مصروف شجاعت کو اپنے محل پر استعمال کرنے والی حربی سختیوں میں صابر اور ثابت قدم بھی تاریخ فراموش نہیں کر سکتی کہ انگریزوں کے عہد حکومت میں سنگاپور کا مستحکم فوجی علاقہ پانی بند ہو جانے سے ہاتھ سے نکل گیا اور شکست ہوئی حسینؑ کے ساتھیوں کی ہمت اور استقلال نے پانی بند ہونے پر بھی جنگ سے ہاتھ نہیں دکھایا اور تمام مجاہد آخری نفس تک پیاسے رہے وہ اس قدر اپنے مقصد کے حامی تھے کہ بوڑھوں نے اپنے بوڑھاپے کا خیال نہ کیا بچوں نے اپنی کم سنی کا عذر نہ کیا جوان اور نوجوان سب اپنے جذبات قربان کرنے پر تیار ہو گئے اون کا مستقبل یہی تھا کہ وہ خون میں نہائیں اس سلسلہ کی ایک مضبوط کڑی زہیر ابن قین تھے جو حج کی واپسی میں قافلے سے دور دور رہتے تھے اور بہ ظاہر اپنی قربانی کا تصور نہ تھا مگر نظر امامت نے ان کو بھی دعوت دی اور فرد شہداء کو پورا کرنے میں عملی حصہ لیا زہیر دستر خوان پر تھے ٹھیک کھانے کے وقت امامؑ نے کسی کو زہیر کے بلانے بھیجا آنے والے نے کہا امامؑ بلا رہے ہیں یہ پیام سن کر سبھوں نے لقمہ ہاتھ سے رکھ دیے اور حیرت زدہ ہو گئے گویا اون کے سروں پر طائر بیٹھا تھا اس مُہر سکوت کو زوجہ زہیر نے توڑا اور کہا سبحان اللہ فرزند رسولؐ تمھاری طلب میں پیامبر بھیجتے ہیں اور تم جانے میں عذر کرو بے تامل اوٹھو اور جلدی کرو دیکھو کیا فرماتے ہیں زہیر اوٹھے اور گئے کچھ سنا

وہاں سے جو پلٹے تو ہنستے ہوئے آئے چہرہ آفتاب کی طرح دمکتا ہوا آتے ہی حکم دیا

کہ ہمارے خیموں کو اوکھاڑ دو اور مال و اسباب کو لشکر امام میں پہونچا دو بی بی کو طلاق دیا

اور کہا اپنے کنبہ میں جا مجھے پسند نہیں ہے کہ عورت قید ہو یعنے دل میں ٹھان لی ہے

کہ اپنی جان امامؑ پر فدا کر دوں گا مومنہ روئی اور زہیر کو رخصت کیا اور کہا بروز قیامت

حسینؑ کے نانا کے پاس مجھے نہ بھولنا زہیر اب تبدیل مذہب کر چکے تھے اور فقہ

اہلبیتؑ میں یہ طلاق کی شان نہ تھی کہ زبانی کہہ دینے سے طلاق واقع ہو جائے یہ شوہر

کی تعمیل حکم تھی کہ اپنے قبیلہ میں چلی گئی مگر دل سے یاد رکھا اور رفیق زندگی کا ہمہ وقت

خیال رہا زہیر آئے اور حسینی لشکر میں داخل ہوئے راہ سے کربلا پہونچنے تک کی

تمام سختیاں برداشت کیں دشمنوں کو نصیحت کی خطبہ دیا جنگ کی زہیر روز

عاشورہ میمنہ پر تھے سیدھے ہاتھ کی طرف والی فوج ان کے زیر اثر تھی یہ اوس

طبقہ میں ہیں جو تیر امام کی طرف آتا تھا اپنے سینے پر روکتے تھے حبیب بن مظاہر

کی شہادت کے بعد اذن طلب کیا میدان جنگ میں آئے رجز پڑھا جس کی ہر بیت

احقاق حق میں آب زر سے لکھنے کے قابل ہے حملہ سے صفیں پسپا ہوئیں فوج کو

تہ و بالا کر دیا ان کے ہاتھ سے قتل ہونے والوں کی تعداد میں بعض مقاتل ۷۰۰

نفوس کی میزان درج کرتے ہیں۔

جس نے اس قدر شامیوں کو قتل کیا ہو اوس کا زخمی ہونا بھی یقینی ہے اور سوال

یہ ہے کہ ہاتھوں کی طاقت کہاں تک باقی رہے دو شخصوں نے حملہ کیا ایک کے ہاتھ سے

تلوار اور دوسرے کے ہاتھ سے سناں کا زخم آنے پر گرنے کے قریب تھے کہ ایک تیر آیا اور وہ مجاہد باوفا گھوڑے سے گرا امام بالین پر آئے قاتل زہیر کے لیے بددعاء کی وفادار ناصر کی روح آقا کے سامنے جسم سے جدا ہوئی ۔

ہنگام نزع بھی دلِ مضطر کو چین تھا
زانوئے شہ پہ فرقِ زہیر بن قین تھا

واقعہ کربلا کی شہرت ۔ سماوی آثار ۔ جنات کے نوحے ۔ سچے خواب اور معلوم نہیں کس کس طرح ہوئی بی بی کو جب معلوم ہوا کہ اوس کا گھر لٹ گیا زندگی تباہ ہوئی رنڈاپے کا قبل از وقت سامنا ہوا باغِ تمنا کی خزاں پہ آنسو بہائے اور غمزدہ خاتون نے آخری فرض یوں ادا کیا کہ شہید شوہر کے غلام سے کہا جا اور اپنے آقا کو کفن دے جب غلام کفن لے کر کربلا پہونچا تو اوس نے یہ قیامت خیز منظر دیکھا کہ فرزند فاطمہؑ کی لاش بے گور و کفن پڑی ہے کہنے لگا میں اپنے آقا کو کفن دوں اور حسینؑ کو چھوڑ دوں خدا کی قسم یہ نہ ہوگا اس نے پہلے امامؑ کو کفن دیا ۔ پھر زہیر کو دوسرا کفن دیا ۔ اے باوفا غلام لاش کا پردہ تو کیا مگر فاطمہ زہرا کی بیٹیاں علیؑ کی اولاد اور صاحب زادیاں نامحرموں کے مجمع میں کھلے سر بازار کوفہ و شام میں جا رہی ہیں اور بجز چادر تطہیر پردہ داری کا کچھ سامان نہیں ہے قاعدہ ہے دنیا والے ہمیشہ نئی بات پر پوری توجہ دیتے ہیں سر حسینؑ نے شائد اسی لیے سورہ کہف کی تلاوت شروع کر دی پورا مجمع لب دندان امامتؑ کو دیکھ رہا تھا شہیدوں کو مردہ نہ کہنا ۔

اوصاف انبیاء کا اجتماع خیبر میں شجاعت کی جھلک برکات عزا ۔ ۔ ۔ ۔

شہادت مسلم بن عوسجہ و حضرت علی اکبر ع

۳

قَالَ اللّٰہ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ وَکُلِّ شَیءٍ احصیناہ فِی امام مبین ، ہم نے ہر شئی کا احصاء امام مبین میں کر دیا ہے کلام الٰہی کی جو لفظ ہے وہ حقیقت میں ڈوبی ہوئی اور الفاظ میں وہ خصوصیت ہے جو دنیا کی کسی چیز میں نہیں لوح محفوظ کو بزبان قدرت "کتاب مبین" کہا گیا ہے اور یہاں وصایت رسول میں وہ عظمت نکھر کر رہی ہے بے شک لوح محفوظ "لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین" میں جو جامعیت ہے وہ بالفاظ دیگر یہاں دہرائی گئی ہے اور یہی راز ہے امت سے افضلیت کا امام کو بہترین خلق ہونا ضروری ہے یہ شرح ہے امام مبین کی اور یہ برتری اوسی طرح ہے جیسے نبی افضل خلق ہوتا ہے جو وجوہ افضلیت مرسل میں ہیں وہی عقلی لحاظ سے اوس کے جانشین میں ہونا لازم ہیں اور جب ہم نے امام کو رعیت سے برتر سمجھ لیا تو امام کے لیے متضاد صفات کا پایا جانا بھی ضروری ہے اور یہی امام کی پہچان ہے ورنہ بہادر کو کبھی رحم دل نہیں دیکھا اور سخی سے شجاعت ظہور میں نہیں آئی اور عابد کو نبرد آزمائی کے مواقع سے ہمیشہ دور پایا زاہد کو علم میں بہت ہی کم امتیاز حاصل ہوا امام صفات کمال کا مجموعہ ہوتا ہے اور پیغمبر ص نے حدیث تشبیہ میں اون کو صفات انبیاء کا حامل قرار دیا ہے انبیاء سے مشابہت والی حدیث راویوں نے مختلف الفاظ میں نقل کی ہے اور ایسا نہیں ہے کہ ہر ناقل نے اپنی یادداشت کے مطابق حدیث بیان کی بلکہ

رسولؐ کے تخیلہ نے جس وقت جو فرمایا وہ نقل کیا اور سرور دو عالم کے وسیع خیالات جس وقت جس طرح مرتب ہوئے وہ حفاظ کلام نے بعینہ نقل کر دیے رسول کا ارشاد ہے مَنْ سَرَّہُ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی آدَمَ فِیْ عِلْمِہٖ وَاِلٰی نُوْحٍ فِیْ فَہْمِہٖ وَاِلٰی اِبْرَاہِیْمَ فِیْ خُلَّتِہٖ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ جو علم آدمؑ اور فہم نوحؑ اور خلت ابراہیمؑ کی طرف نگاہ کرنا چاہیے وہ علیؑ کو دیکھے۔ (عبقات الانوار حدیث تشبیہ ص۴۳۹ حصہ دوئم)

صفت شجاعت بڑی ممدوح اور جاذب قلوب صفت ہے بہادر کی طرف دل کھنچتے ہیں دو لڑنے والوں میں غلبہ پانے والا انعام پاتا ہے ہر طرف سے نظر استحسان پڑتی ہے اور بزدل سے نفرت پیدا ہوتی ہے راہ فرار اختیار کرنے سے باخبر گروہ کو کوئی ہمدردی نہیں باقی رہتی انبیاء بھی شجاع و بہادر تھے اور اون کو سخت دشمنوں کا سامنا رہا ابراہیمؑ کو نمرود، موسیٰؑ کو فرعون عیسیٰؑ کو یہودیوں کو سامنا تھا مگر مصلحت ایزدی یہ تھی کہ انبیاء کی قوت ظہور میں نہ آئے اون کی روحانیت اور حقیقت سے مقابلہ ہو خلیل اللہؑ کے دشمن کو مچھروں کی فوج نے تباہ کیا اور نمرود پر پشہ مسلط ہوا فرعون اور اوس کے حاشیہ نشین رود نیل میں غرق ہوئے مسیحؑ کے مخالف گروہ پر ایک پردہ قدرت نے ڈالا اور عیسیٰؑ آسمان پر گئے وہ سمجھتے رہے کہ ہم نے اون کو نظر بند کر دیا ہے صرف داؤدؑ کو جسمانی قوت استعمال کرنے کا موقع ملا اور جالوت اون کے ہاتھ سے بڑی دلیری کے ساتھ قتل ہوا لشکر کو تنہا شکست دی۔

امام مبین کو گہوارہ ہی میں دشمن کا سامنا ہوا اور کلۂ اژدر دو کیے غریب نواز ماں نے حیدرؑ نام رکھا یہ شیر خوارگی کا واقعہ تھا جب طفولیت میں قدم رکھا اور پیغمبرؐ کی رفاقت کے جذبے دل میں پیدا ہوئے تو اطفالِ عرب کا مقابلہ ہوا کفار قریش نے رسالت کو آزار پہونچانے کی یہ تدبیر اختیار کی تھی کہ لڑکوں کو ابھار دیا تھا جب سرورؐ اکرم راستے سے گذرتے اطفال گھیر کر طرح طرح سے تکلیف پہونچاتے علیؑ کے حساس دماغ نے نصرت کا ارادہ کیا اور رسولؐ سے عرض کیا کہ جب آپ برآمد ہوں تو میں ساتھ ہوں۔

جو لڑکا گستاخی کرتا تھا علیؑ طفولیت میں اوس کو اوٹھا کر پٹک دیتے تھے اور اطفالِ عرب اپنے ماں باپ سے کہتے تھے "قَصَمَنَا علیؑ" علیؑ نے ہماری ہڈیاں توڑ دیں۔

عوام اس ہمدردی کو حرکت طفلانہ سمجھتے تھے بیعت عشیرہ کا وقت آیا اور مجمع میں مدد کا وعدہ ہوا یہ عہد و میثاق وہ پتھر کی لکیر تھا کہ شب ہجرت بستر پر سونے میں عذر نہ کیا ہر کامیابی پر حزب مخالف پست اور آپ علیؑ سرکش اور بد سرشت انسانوں میں، ان کو مخالفت سے باز رکھ کر علیؑ جنوں کے مقابلہ میں علیؑ، دوش نبوت پر علیؑ، بدر میں علیؑ، احد میں علیؑ، خندق و خیبر میں علیؑ، ایک مخفی حقیقت ملاحظہ ہو خیبر میں دشمن کے قلعہ کا مستحکم حصار فوجوں کی کثرت مرحب و عنتر ایسے پہلوانوں کے وجود پر کفر و شرک

کو نازدہ آفت تھی کہ سرور دو عالم کے سپاہی قدم قدم پر ناکامی محسوس کر رہے تھے

اور فتح کا کوئی خیال نہ تھا سرکار دو عالم درد سر میں کیا مبتلا ہوئے پیکر اسلام بیمار

پڑ گیا بے سر و پا منصوبوں کا نتیجہ یہ ہوا لشکر اسلام کا علم دو مرتبہ شکست کھا کر پلٹا

جنگ خیبر کی ترجمانی مطلوب نہیں ہے قدرتی مدد یہ ہوئی کہ شب کو مرحب نے خواب

میں دیکھا کہ اوس کو ایک شیر ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے اسد اللہ جب علم لے کے گئے تو

دشمن کا یہ خواب اون کو کشف سے معلوم تھا رجز جو پڑھا تو فرمایا کہ میں وہ ہوں

جن کا نام اوس کی ماں نے حیدر رکھا ہے مرحب کا زہرہ آب ہو گیا حیدر کہتے ہیں

شیر کو اوس نے پلٹنے کا ارادہ کیا شیطان سامنے آیا اور کہا کیوں ڈرتا ہے

ایک نام کے کتنے ہوتے ہیں اس اغوا کو جب دیکھتا ہوں یہ کہنا پڑتا ہے کہ شیطان نے

اپنے کے ساتھ بھی وفا نہ کی اور مرحب کو دھوکا دیا یہ ہے شیطانیت مرحب ید اللہ

کے ایک وار میں دو ٹکڑے ہوا اور تعبیر خواب نمایاں ہوئی۔

دنیا کے اہم تمام واقعات خواب کی تعبیر ہیں حضرت یوسف کا فراق

نبی زادہ کے خواب کا اثر بنی امیہ کی ایک ہزار مہینہ تک حکومت پیغمبر خداؐ کا خواب تھا

ہندہ جگر خوار ایک مرتبہ ام المومنین کے گھر میں آئی اور اپنا خواب نقل کیا اوس[1] نے خواب

---

[1] سپہر کاشانی نے جلاء العیون کے حوالہ سے اس خواب کو تغیر بسیر بیان کیا ہے

ہم دوسرے مصادر سے نقل کر رہے ہیں (دیکھو ناسخ التواریخ ص ۱۳۷ ج ۲ طبع بمبئی)

میں ایک آفتاب دیکھا جس کی روشنی ساری دنیا پر چھا گئی پھر اس سورج سے ایک چاند پیدا ہوا اور اوس کی ضیا بھی پورب سے پچھم تک پھیلی پھر دو چمکتے ہوئے تارے چاند سے ظاہر ہوئے جس کے نور سے شرق و غرب جگمگا گیا دفعتاً ایک سیاہ گھٹا اوٹھی جو پھیلنا شروع ہوئی اور اوس سے ایک مار ابلق پیدا ہوا اور دونوں ستاروں کو کھا گیا فجعل الناسُ یبکُونَ وَیتاسّفُونَ عَلٰی ذٰالِکَ النّجمَیْن سانپ کے ستاروں پر حملہ سے لوگوں میں گریہ و بکا شروع ہوا اور ستاروں کے تلف ہونے پر ہر ایک افسوس کرنے لگا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہندہ براہ راست حضورؐ سے کلام نہیں کر سکتی تھی اور پیغمبرؐ اپنے چچا کے جگر چبانے والی سے بات نہیں کرتے تھے جب ام المومنین کی معرفت یہ خواب سنا تو چہرہ کا رنگ تبدیل ہو گیا اور تصویر عبرت بن کر فرمایا کہ عائشہ! (کہہ دے) خورشید خاور میں ہوں اور قمر میری بیٹی فاطمہؑ ہیں اور دونوں ستارے حسنینؑ ہیں اور ابر سیاہ معاویہ ہے اور سفید سیاہ سانپ یزید ہے جو حسینؑ کو قتل کرے گا اور میں اون پر گریہ کرنے والوں کی شفاعت کروں گا۔

● شفاعت عربی لفظ ہے جس کے معنے سفارش کے ہیں کسی بڑی سرکار میں حاجتمند کی امداد پر توجہ بڑا اہم کام ہے خلاق عالم کے سامنے سراپا ندامت مجسمۂ خطا بندہ کی سفارش وہی کر سکتا ہے جو خود خطا وار نہ ہو پیغمبر فخر کائنات انسان اور خدا کے عبدِ خاص ہیں اون کی سفارش اوس گروہ کے لیے جو اجرِ رسالت ادا

کر رہا ہے برمحل اقدام ہے مظلوم کربلا پر رونا بغیر ہمدردی ممکن نہیں اور ہمدردی کا نام ہے محبت جو سرکار دوعالم نے سائل بن کر طلب کی تھی اور دوستدارِ حسینؑ یقیناً علیؑ و فاطمہؑ کا ہوا خواہ ہے اون کی مودت رسول اللہ کی الفت ہے تو اب مظلوم کربلا کے چاہنے والے مرکز توجہ ہیں رسولؐ عربی کی فطرت کا تقاضہ ہے کہ باپ اولاد کے چاہنے والے کو اپنے دل میں جگہ دے۔

- وہ حسینؑ جن کی پرورش لعاب دہن نبویؐ سے ہوئی جو راکب دوشِ رسولؐ جن کی ضدیں پیغمبرؐ نے پوری کیں جن کی جگہ پشتِ نبیؐ پر حالتِ نماز میں جن کی مشیت۔ مشیت الٰہی جن پر آدمؑ سے خاتمؐ تک انبیاء روتے رہے جس کا ماتم عرش سے فرش تک برپا ہوا اور تاقیامت غم باقی رہے گا حضرت موسیٰؑ کی سچائی پر اون کی رسالت کی (۹) نشانیاں تھیں جن میں " خون " حقیت کی دلیل تھا دریائے نیل کو خدا نے خون بنادیا مگر وہی پانی شیعیان موسیٰؑ کے لیے پانی تھا یہاں تک کہ وہ کہتے تھے کہ تم اپنے منھ میں پانی لے کر ہمارے منھ میں ڈال دو اس پر بھی جب وہ پانی دشمن کے دہن تک پہونچتا تھا تو خون ہو جاتا تھا غم حسینؑ میں آسمان سے خونیں بارش ہوئی بیت المقدس کے ہر پتھر کے نیچے سے تازہ خون پایا گیا اور آج تک یہ اعجاز باقی ہے کہ عشرہ کے دن خاک پاک کی تسبیح خون ہو جاتی ہے۔

صوبہ بہار میں ایک دیہات جین پور نام کا جہاں ہندو مسلم دونوں

عزاداری میں مصروف سنہ ۱۹۲۵ء میں آریہ سماج نے محسوس کیا کہ ہندوؤں کا
روپیہ پیغمبر اسلام کے نواسے کے نام پر تعزیہ داری میں صرف ہوتا ہے اور یہ
اسلام دوستی حسینیت کو پھیلا رہی ہے جو ہندو تعزیہ داری میں چندہ دیتے تھے
ان کو روک دیا چنانچہ وہاں کی درگاہ کا تعزیہ ایک مسلمان فقیر چندہ سے رکھتا
اور صرف چار آنہ سے ہندو کی شرکت ہوتی جب فقیر مذکور نے دستور کے مطابق
چندہ مانگا ہندوؤں نے کہا آریہ دھرم کے لوگ کہہ گئے ہیں کہ اسی پیسے کا دودھ
بچہ کو پلانا تعزیہ میں دینے سے کیا فائدہ۔ صبح عاشور ہوئی اور دودھ لاکر گرم
کرنے چولھے پر چڑھایا دفعتاً تمام دودھ خون ہو گیا وہ نادم و شرمندہ ہو کر
دوڑا ہوا آیا اور چندہ دینے پر مجبور ہوا۔

غیر روئے ماجرا سن کر شہ دلگیر کا ہے غضب امت کہے بدعت ہے غم شبیر کا

علی اصغرؑ سا پیاسا باپ کے ہاتھوں پر ذبح ہوں تو سہی کہ ہر صاحب اولاد
بے شبیر کا غم منائے۔

مجلس انہیں باتوں کے دل نشیں کرنے کا نام ہے اسی لیے حدیث
میں وارد ہوا ہے ـــ جو اس مجلس میں بیٹھ جائے جہاں ہمارا ذکر زندہ کیا
جا رہا ہو وہ بروز قیامت مردہ دل نہ ہو گا۔ امر اہل بیتؑ کے مردہ کرنے میں
اموی و عباسی طاقتیں حق پوشی کرتے ہوئے تبدیلیوں پر تلی ہوئی تھیں ابوسفیان
نے جو بیج بویا تھا وہ یزید کے زمانہ میں درخت بن کر تیار ہوا قرآنی اصطلاحیں

ہیں اوس کو شجرۂ خبیثہ کہتے ہیں اس درخت کے قطع کرنے کے لیے حسینؑ بہ صد
اخلاص اپنے اہل حرم و انصار کو لے کر اوٹھ کھڑے ہوئے خیبر شکن ہاتھ۔ مرحب
کش ارادے اب بھی موجود تھے۔ بھلا ممکن بھی تھا کہ باطل عصمت و طہارت
کے مقابلے میں پنپ سکتا لوگ کہتے ہیں کربلا میں بہترین افراد جمع ہو گئے تھے یہ
کہنا چاہیئے کہ کمالات یک جا تھے علوم دُور دُور سے سمٹ آئے تھے جو قربانیاں
پیش ہوئیں اون میں انفرادی شان نہ تھی اجتماعی منظر تھا اگر بیٹا میدان نبرد
میں بڑھا تو ماں کی تحریک نے دوہری طاقت پیدا کی اگر نو داماد صف دشمن
کے سامنے آیا تو عروس کا تعاون ساتھ تھا اگر کوئی بوڑھا عزم نصرت میں وطن
سے چلا تو بی بی اسیری کے لیے ساتھ تھی مسلم بن عوسجہ وہ تھے جس نے حضرت
امیرؑ کے سامنے ختم قرآن کی سعادت حاصل کی قاری قرآن تھے اور مولائے
متقیان اون کو بھائی کہتے تھے جب یزیدیت کی چڑھائی میں کوفہ کی ناکہ بندی
ہو گئی اوس وقت یہ مرد پیر چلا بی بی نے تنہا جانے نہ دیا کچھ تعجب نہیں اگر وہ
مومنہ آل محمدؐ کی تفضیل سے باخبر ہو اوس کو روز حشر خاتون جنان کو منھ دکھانا تھا
اگر وہ پوچھیں کہ زینبؑ اسیر ہوں اور اون کی نام لیوا عورتیں گھر میں آرام سے
بیٹھیں تو کوئی جواب نہ تھا رفیق زندگی آئے اور ساتویں سے پانی بند ہونے کی
مصیبت میں شریک ہوئے دشمنوں کے زخم زبان برداشت کیے صبح عاشور کی
سختیاں اور پہلے حملہ کا مقابلہ کیا دشمن کو وعظ و نصیحت میں شریک رہے

حبیب بن مظاہر کی شہادت سے پہلے۔۔۔ اذن جہاد حاصل کیا میدان میں آئے اور رجز میں کہا میں قوم بنی اسد کا شیر ہوں ہم سے جو سرکشی اور بغاوت کرے وہ عقل سے خالی ہے اور دینِ خدا سے کافر ہے" صف دشمن سے ایک پہلوان نکلا مسلم نے اوس کے پہلو پر نیزہ مارا اور انی نیزے کی دوسرے پہلو کو توڑتی ہوئی نکل آئی دوسرا سامنے آیا اوس کو بھی اوسی طرح قتل کیا پچاس تجربہ کار اشقیاء کو قتل کر کے نرغۂ اعدا میں گھر گئے اور ہر طرف سے وار ہوئے گھوڑے سے گرے تو زندگی کے چند لمحے باقی تھے قدر شناس امامؑ اپنے مددگار کو گرتے دیکھ کر عقاب کی طرح لاش پر آئے حبیب بن مظاہر ساتھ تھے۔

مولا ؟ جس طرح مسلم کے سرہانے آئے اپنے دوستوں کے بالین پر بھی وقت آخر آئیے گا۔ مسلم دم توڑ رہے تھے وصیت ہے مستحب حبیب کو خیال ہوا کہ مسلم ایک اور ثواب لیتے ہوئے دنیا سے جائیں اگر میں جانتا کہ تمھارے بعد زندہ رہوں گا تو کہتا کہ وصیت کرو مگر میں سمجھتا ہوں کہ اسی ساعت تم سے ملحق ہوتا ہوں مسلم نے کانپتی ہوئی آواز سے کہا حبیب اوصیک بھذا امام حسینؑ کا ساتھ نہ چھوڑنا یہ کہتے کہتے روح پرواز کر گئی بے شک حبیب نے ساتھ نہیں چھوڑا جسم کربلا کی زمین پر رہا تو ساتھ ساتھ کوفہ کی راہ میں سر رہا اور رواق میں آج تک نمایاں طور پر ضریح حبیب موجود ہے ہم میں مسلم کا جذبہ اور خدمت دین کا ذوق ہونا چاہیے بیوہ مسلم نے شوہر کی خبر شہادت سنی اور بچہ کو زرہ پہنانا شروع کی تاکہ

رنڈاپے کا آخری ہدیہ قبول ہو بچہ آگے بڑھا یتیم نواز امامؑ نے رد کا کہا باپ کا مرنا کافی ہے بچہ نے عرض کیا ماں نے آلاتِ حرب سے آراستہ کر کے بھیجا ہے ادھر فرزند نے یہ جواب دیا اُدھر ماں کی صدا آئی اگر پلٹ کر آیا تو دودھ نہ بخشوں گی دلولے کتے ہیں بچہ آیا دشمن کی صف میں نیچہ سے حملہ کرتے ہوئے ڈوب گیا یہاں تک جان نثار کی دشمن کی سنگ دلی دیکھو یتیم کا کٹا ہوا سر ماں کی طرف پھینکا اور بیوہ مسلم نے اپنے فرزند کا سر سینے سے لگایا بیوہ مسلم نے فرزند کے سر کو دیکھ کر وہ گریہ کیا کہ دشمن رونے لگے اب آپ موازنہ کریں زنان بنی ہاشم کے تحمل و صبر کا مسلم کی بی بی صبر نہ کر سکی مگر ام لیلےٰ علی اکبرؑ کی شہادت پر خیمہ سے نہیں نکلیں اور خاندانی روایات کو باقی رکھا جب شہزادہ لڑ رہا تھا اور ایک پہلوان مقابلہ کو آیا اوس وقت درِ خیمہ کے قریب آ گئی تھیں اور امام کے چہرے پر نگاہ تھی یہ سمجھتے ہوئے کہ اگر میرے لال پر کوئی بُرا وقت آیا تو باپ کا چہرہ بدل جائے گا اور وہی ہوا کہ دفعتہً رنگ مبارک امام مظلومؑ کا متغیر ہوا پوچھا آقا! علی اکبرؑ کی خیر ہے فرمایا ایک ناجی پہلوان حملہ آور ہے بی بی نے اپنے نانا سے سنا ہے کہ ماں کی دعا فرزند کے حق میں مستجاب ہوتی ہے دعا کرو کہ فرزند تمھارا فتحیاب ہو ام لیلےٰ خیمہ میں آئیں بیبیوں کو جمع کیا بال سر کے کھولے دعا کی اور شاہزادہ بکر بن غانم پر کامیاب ہوا۔

یہ حسینی سیاست تھی کہ ماں کو درِ خیمہ سے بیٹے کا بُرا وقت دیکھنے کیلئے ہٹا دیا اور فتح کے مژدہ نے غریب ماں کو وہ لذت دی کہ جب علی اکبرؑ کے برچھی پڑی تو شاید ایسا ہوا کہ ماں کو سکتہ ہو گیا اور مقاتل میں کوئی لفظ نہیں کہنا پڑتا ہے کہ حسینی مقصد کو اہل حرم نے زندہ رکھا اور ثانی زہراؑ اوس روحانی فوج کی قائد تھیں ام لیلےٰ کے خیمہ سے نکلنے کا ذکر نہیں مگر جناب زینبؑ کا نام آتا ہے اوس میں کوئی راز تھا۔

ضرورت امامؑ اور امارتؑ مومنین حضرت مسلم بن عقیلؑ	فرزندان مسلمؑ ۴	عظمت مسجد کوفہ جہاد و شہادتؑ مع فرزندان

قال اللہ تعالیٰ وکلّ شیءٍ احصیناہ فی امامٍ مبین

جناب باری بہ کمال کبریائی فرماتا ہے کہ ہر شئی کا احصاء ہم نے امام مبین میں کیا ہے

گذشتہ بیانات سے ثابت ہو چکا ہے کہ انسانیت کے رشد و ہدایت کے لیے راہنما کی ضرورت ہے

جس کے بغیر دین اور دنیا سنور نہیں سکتی اوس کا نام ہے امیر المومنینؑ "مومنوں کا

سردار" جہاں جہاں ایمان پایا جائے اون کے لیے امیر کی نگرانی لازم ہے یہ منصوبہ

قدرت نے اوس وقت بنایا جب آدم کا پتلا بھی بن کر تیار نہ ہونے پایا تھا اور ہمارا

ایمان ہے کہ تمام انسانوں کا جس طرح خدا رب ہے اوسی طرح حضرت محمدؐ نبی

اور علیؑ امیر ہیں چنانچہ حدیث رسولؐ بھی ہے کہ لوگ اگر جانتے کہ کب علی امیر المومنینؑ

قرار پائے تو کبھی اون کے فضل و شرف سے انکار نہ کرتے۔

انکار سے حق کا وقار ختم نہیں ہوتا یا خدائی کا جھوٹا دعویٰ بالکل معمولی

بات ہے فرعون اپنے تئیں رب کہتا رہا تو اللہ کا کیا بگڑا نبوت کے غلط دعوے

ہوتے رہے اور حد یہ ہے کہ قادیان کی سرزمین سے۔ ختم نبوت کے بعد نبی پیدا

ہوا مگر آقائے دوجہان سرور عالم کی نبوت باقی رہی پھر اگر یزید کو کوئی

خردماغ امیر المومنین کہے گا تو حسینیت پر کیا آنچ آسکتی ہے۔

خدائے واحد و قہار کے ہوتے ہوئے صنم پرستی دنیا میں شروع ہوئی

اور ہزاروں پتھر کے بُت اپنے ہاتھ سے بنائے گئے کوئی آدمی کی شکل کا کسی کی صورت جانور ایسی مگر سب کے سب منھ سے چپ اگر مکھیاں بیٹھ جائیں تو ہاتھ اڑا نہیں سکتے اگر کوئی بُرا کہے تو جواب نہیں دے سکتے اگر کوئی توڑ دے تو اوس کا مقابلہ نہیں کر سکتے اگر تین منھ بنائے تو ہر زبان خاموش اگر چار ہاتھ تھے تو کوئی ہاتھ بھی بچا نہ سکا ساری ڈرونی صورتیں بت شکن کے آتے ہی خاک میں مل گئیں اور ایک جوان نے اکیلے بت خانہ کا ستھراؤ کر دیا۔ یہ وہ مثالیں ہیں جس سے چاند سورج کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے نہ منھ سے بولتے ہیں نہ سر کھیلتے ہیں وہ سچ مچ بت ہیں۔

وہ جیتا جاگتا انسان جو خدائی کا دعوہ کرتا ہے اوس میں خدا کی صفتوں کا پایا جانا تو درکنار اگر وقت پڑ جائے تو اپنے تئیں بچا نہیں سکتا نمرود مچھر کے سامنے ذلیل اور ہلاک ہوا فرعون کا بیڑا غرق ہوا ایسے خداؤں کی خدائی چند روزہ ہوتی ہے آخر میں ذلت اور رسوائی کا سامنا یقینی شئی ہے۔

اور جو خدا کا مقرر کیا ہوا وہ ہمیشہ کامیاب نہ کوئی مادی طاقت اوس کو زیر کر سکتی ہے نہ کسی علمی سوال میں وہ بند ہو سکتا ہے نہ کسی لشکر کے مقابل میں شکست کھا سکتا ہے جالوت حضرت داؤد کے ہاتھ سے قتل ہوا موسی فرعون پر غالب آئے یوسف نے عزیز مصر کا تاج پہنا محمد عربی ابولہب اور ابوجہل کے دور میں اوس کی شر سے محفوظ علی ع اوسی کے خلیفہ بلافصل تھے اونکی امارت

کا منصوبہ بیعت عشیرہ سے پہلے بنا اور حضرت ابوطالب کے سامنے برتری کا اعلان ہوا اس وقت اس افضلیت کے سننے والے قریش تھے غدیر کا وقت آنے پر سارے عالم اسلام میں امیر المومنین بنا دیا جوق جوق اصحاب نے یا امیر المومنین کہہ کر آپ پر سلام کیا۔

احادیث کی روشنی میں اگر ہم مولا کی اس صفت کو دیکھتے ہیں تو حدیث ام سلمہ فضیلت پر گواہ فرشتوں کی بھی زبانیں امیر المومنین ہونے کے اظہار میں گویا رب العزت کی طرف سے آل محمدؐ کے گھر میں جو تحفہ آتے ہیں ان میں امیر المومنینؑ ہونے کی نوید تھی خدا کی طرف سے جو پیام وحی والہام کی صورت میں آئے اس میں امیر المومنین ہونے کی تصریح اور سب سے بلند فضیلت یہ ہے کہ خداوند عالم نے امارت کے تحریری ثبوت بھی پیغمبرؐ کے خزانہ علم میں فراہم کیے عالم بالا کے چپہ چپہ پر فردوس بریں کے دروازہ اور ساق عرش پر نام نامی لکھا ہوا ہے خواجہ حافظ شیرازی کہتے ہیں ؎

نبی رسولؐ ولی عہد حیدر کرارؑ نوشتہ بر در فردوس کاتبان قضا

لکھنے کی ضرورت عام طور پر اوس وقت ہوتی ہے جب انکار کا اندیشہ ہو لین دین میں خصوصی حکم قرآن ہے کہ جب کسی سے کچھ لو تو قید تحریر میں لاؤ فرعون کی سرکشی جب حد سے بڑھی جبریل امین انسان کی صورت میں آئے اور کہا کیا سزا ہے اوس غلام کی جو اپنے آقا کی نافرمانی کرے اوس نے بے ساختہ جواب دیا کہ اوس کو

غرق کردو (فرشتہ نے کہا اس فیصلہ کو لکھ دے) فرعون نے قلم اوٹھایا اور اپنی تجویز
نذر قرطاس کی جب عذاب الٰہی سر پر آپہونچا اور فرعون رود نیل سے گذرتے ہوئے
دریا کے بیچ میں آیا تو جبرئیل نے یہ تحریر دکھائی اور ٹھہرا ہوا پانی پھیلنے لگا موجیں
دست و گریبان ہوئیں وہ راستہ جو موسیٰؑ اور اون کے ساتھیوں کے لیے گذرگاہ
ہو رہا تھا طوفان کی صورت میں آیا اور دشمن پر حجت تمام ہو کر فرعون غرق ہوا
فرعونیت پر پانی پھرا عزت ڈوب گئی وقار گرداب فنا میں پہونچا۔

پانی میں ڈوبنے والے کی ہلاکت سے تو کچھ تعجب نہیں ہے حیرت ہے
اوس طبقہ پر جو خشکی میں ڈوبتا ہے اور رسولؐ صادق نے حدیث سفینہ میں عام
خبر دی ہے کہ اون کے اہل بیت سفینہ نجات ہیں جو اون سے رو گردان ہے
غَرِقَ وَهَوَىٰ وہ ڈوب گیا اور ہلاک ہوا العظمۃ للّٰہ جس کو محمد عربی
ڈبو دیں اوس کو کون بچا سکتا ہے اور آل رسولؐ سے منھ پھرانے والے تا قیامت
اوبھر نہیں سکتے۔ ابو جہل ڈوبا اور اوس کے پیرو غرق ہوئے نسل جہالت کسی
طرح راہ ہدایت پر نہ آئی اور نہ آسکتی ہے۔

● دنیا حق و باطل کا مجموعہ ہے اقرار کے ساتھ انکار کا سلسلہ توحید باری
میں بند نہیں ہوا نبوت اور امامت بعد کی شاخیں ہیں ایسا وقت بھی تھا کہ ڈوبتا
ہوا اوبھر آیا گرتا ہوا سنبھل گیا حر کو یاد کرو وہ میدان میں رجز پڑھ رہا ہے

اَمِیرِی حُسَیْنٌ وَنِعْمَ الْاَمِیر   سُرُوْرُ فُؤَادِ النَّبِیِّ الْبَشِیر

میرا امیر حسینؑ ہے اور کیا اچھا امیر ہے جو بشارت دینے والے نبی کے دل کا سرورہے

یہ شعر ایک چوٹ ہے یزیدیت پر کربلا کی ٹڈی دل فوج میں جو نافہم ابن سعد کو

امیر سمجھتے تھے جو ابن زیاد کی امارت کے سامنے سر تسلیم خم کر چکے تھے اون نام

نہاد مسلمانوں کو بتایا جا رہا ہے کہ امارت نبی کے کنبہ کا حق ہے سب حسینیوں کی

یہی ذہنیت تھی خصوصاً بنی ہاشم اور بالخصوص کربلا والوں کی وہ چھوٹی ہوئی

فرد جس کا نام نامی ہے مسلم بن عقیل جو فوج خدا کا پہلا جانباز ۔ جو علیؑ کے گھرانے

کا چشم و چراغ جس کو مظلوم کربلا ایسے حق نواز نے جنگ کے لیے نہیں مسجد کوفہ

کی امامت کے لیے بھیجا تھا جس کی شان میں نص امامت ہے ثِقَتِیْ مِنْ اَهْلَبَیْتِیْ

وہ مسلمانوں کی بستی میں مبتلائے آلام ہے ہانی بن عروہ شیر خدا کا بوڑھا صحابی

جرم میزبانی میں جام شہادت نوش کر چکا فرزند عقیل یوسف بے کارواں کی

طرح کوفہ کی گلیوں میں ٹھوکریں کھا رہے ہیں کوفہ حرم امیر المومنین ہے اوس

کی عظمت میرے دل و دماغ میں ہے میں یہ نہیں کہنا چاہتا کہ بے وفا اہل کوفہ ؟

جن پر وفا کو ناز تھا وہ قید و بند میں ہیں مختار اور دوسرے باوفا

دوستداران علیؑ و فاطمہؑ سے قید خانہ بھر چکے ہیں موجودہ کوفہ پُر فریب اشخاص

سے بھرا ہوا ہے آخری نماز جماعت مغربین حضرت مسلم کی اقتدا میں جو ہوئی

وہ بڑی عبرت ناک جماعت تھی فریضہ ختم ہوتے ۳۰ نمازی رہ گئے اور جب

آپ باب کندہ تک پہونچے تو صرف دس آدمی ساتھ تھے مسجد سے باہر آنے

پر کوئی آپ کے ساتھ نہ تھا رات کیونکر بسر ہوئی یہی زندگی کی آخری شب تھی

راہیں بند ہو چکی ہیں اطرافِ شہر میں پہرا ہے ناممکن تھا کہ امن کا حامی حدود

شہر سے باہر چلا جائے سیرت مسلم یہ تھی کہ جہاں خوں ریزی کا اندیشہ ہو اس کو

خالی کر دیا ابن زیاد کو قابو میں لا کر چھوڑا اور لڑائی میں پہل نہیں کی گوشۂ

عافیت ڈھونڈھ رہے تھے مگر کوفہ کے دروازے بند تھے ایک خوش نصیب

عورت اپنے دروازے پر تھی اداس سے تھکے ہوئے مسافر نے پانی مانگا اس

پیکرِ ایمان عورت کا نام ہے طوعہ وہ پانی لائی اور آپ سیراب ہوئے وہ

پہچانتی نہ تھی جب معلوم ہوا کہ پیغمبرؐ اسلام کے چشم و چراغ ہیں اور کوئی پرسانِ حال

نہیں گھر کا دروازہ کھول دیا اور علیؑ کا بھتیجہ، مسجد کوفہ کا امام مہمان ہو گیا

مومنہ نے دسترخوان بچھایا مگر آپ نے انکار کیا اور پانی پر اکتفا کی رات

عبادت میں بسر کرنے کا ارادہ تھا تمام شب یادِ خدا میں مصروف رہے

اس طرح کہ مہمان و میزبان دونوں بیدار وہاں ابن زیاد کی طرف سے جستجو

ہوئی اور ڈھونڈھنے والے تلاش کرنے میں کامیاب ہوئے اور طوعہ کا گھر

پیادہ اور سواروں سے گھر گیا۔

مسلمؑ نے فوج کی آمد دیکھ کر ہتھیار جسم پر لگائے طوعہ سدرہ ہوئی

کہا اے سیّد و آقا موت پر مستحکم کمر باندھ لی فرمایا طوعہ مجھے اندیشہ ہے کہ

گھر میں تیرے فوجیں چلی نہ آئیں۔

یہ ہے تحفظ ناموس اور تہذیب اسلام اب ہاشمی شیر کو کون روک سکتا تھا دروازہ کے باہر آئے جنگ شروع ہوئی طوعہ بالائے بام سے جوشیلے کلمات کہہ کر اپنے نزدیک ہمت بڑھا رہی ہے اور یادگار عقیل نے اس حملے میں ایک سو اسی سپاہی قتل کیے۔ محمد بن اشعث نے مدد طلب کی پانچ سو سوار اور آئے کوئی باقی نہ تھا جس کو آپ موت کی نیند سلا نہ چکے ہوں یا زخمی نہ کیا ہو نئی فوج نے امان دینے کا حیلہ اختیار کیا اس وقت آپ تیسرے حملے میں دشمنوں کو زیر و زبر کر رہے تھے اور خون آشام تلوار سے لہو برس رہا تھا امان کا نام سن کر نام کے مسلمانوں کے مقابلہ میں تلوار نہ روکی اور جواب دیا میں تم کو امان نہیں دیتا دشمنوں کو قتل کرتے ہوئے آپ آگے بڑھ رہے تھے اور بزدل اہل کوفہ کوٹھوں پر سے پتھر اور آگ اور تیر برسا رہے تھے جسم پر اتنے پیکان ظلم پہونچے جیسے ساہی کے بدن پر کانٹے ہوتے ہیں۔

جب امان میں کامیابی نہ ہوئی تو ظالم اہل کوفہ نے ایک خندق تیار کر کے خس پوش کیا اور پیچھے ہٹنے لگے یہاں تک کہ آپ اوس نشیب میں جا کر گرے اور فوج نے مجبور پاکر بلندی سے نیزے اور تلواریں لگانا شروع کیں اور گرفتار کر لیا ایک بہادر کے لیے تلواروں اور نیزوں کے زخم سے سخت اسیری ہے مگر کیا کہنا اس زخمی شیر کا جب عبید اللہ ابن زیاد کے سامنے پہونچے تو اوس پر سلام نہ کیا چہرہ پرنور زخمی ہو چکا تھا ہونٹوں سے خون بہہ رہا تھا طولانی جنگ اور زخم پر زخم

کھانے سے پیاس بھڑک اٹھی ٹھنڈے پانی کے شربہ بھرے ہوئے دیکھے پانی مانگا ایک بدبخت نے جواب دیا ہم تم کو پانی نہ دیں گے اس سخت جواب پر ایک دوسرے نے اپنے غلام کو اشارہ کیا کہ وہ جامِ آب لائے حضرت مسلم نے چاہا کہ سیراب ہوں ہونٹوں کا لہو پانی میں گرا اور پانی سامنے سے ہٹا دیا دو دفعہ ایسا ہی ہوا مگر بہتے ہوئے لہو میں پانی پی نہ سکے فرمایا میرے نصیب میں پانی نہیں یہ کہہ کر دیوار پر تکیہ کر کے ذرا سکون میں آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے لوگ سمجھے کہ اپنی بے کسی پر رو رہے ہیں فرمایا میں حسینؑ پر روتا ہوں جو کوفہ میں پہونچنے والے ہیں غرض وصیتیں کیں حکم قتل خندہ پیشانی کے ساتھ سنا زخموں سے نڈھال دارالامارہ کوفہ کے بالائے بام پر کشاں کشاں لائے گئے کس زبان سے عرض کروں نہ حمزہ اس طرح شہید ہوئے نہ جعفر طیار بدر سے حنین تک اپنی شان کا پہلا قتیل اپنے رنگ کا پہلا مظلوم اپنی نوعیت میں پہلا شہید اس حال میں بھی تسبیح و تہلیل و تقدیس میں مصروف قصر حکومت سے نیچے گرائے گئے پھر کیا ہوا ؎

جفا پسندوں نے یہ قدر کی نمازی کی
زمینِ کوفہ پہ کھینچی گئی لاش نمازی کی

جب یہ خبر حسینی قافلہ میں پہونچی ہو گی تو بیوۂ مسلم اور یتیمۂ مسلم کا کیا حال ہوا ہو گا مرنے والے کی یادگار اس کے بچے ہوتے ہیں اور پس ماندگان سے ہمدردی انسانی فریضہ ہے کیا بیوۂ مسلم پُرسے کی حقدار ہیں ؟ — وہ حسینیؑ

قافلہ میں بڑے باعزت طریقہ سے ہیں علیؑ کی بیٹی ہیں اون کے بھائی ابھی تک اون کا سہارا ہیں - اچھا یتیمہ مسلم ہمدردی کی مستحق ہے امام حسینؑ کا سا چچا یتیم نوازی پر تیار گوشوارہ نہار رہا ہے۔ سب سے زیادہ ہمدردی کے مستحق وہ دو بچے ہیں جو مدتوں قید خانے میں رہے قافلے سے جدا ہوئے کوفہ کے راستوں سے ناواقف جنگلوں میں ٹھوکریں کھاتے رہے کبھی درخت پر شب بسر کی۔

● واقعۂ کربلا میں عورتوں کا ہم پر جو احسان ہے اون میں پہلا نام طوعہ کا تھا اور دوسری ذات زوجۂ حارث ہے جس نے بڑی مدت کے بعد قید سے چھٹے ہوئے شاہزادوں کو گرم کھانا ٹھنڈا پانی پلایا ماں کی طرح مہمان کیا مگر یہ رات آرام سے گذرنے نہیں پائی شب ہی کو بچے گرفتار ہو گئے اور وقت صبح کنارے فرات قتل کے لیے لائے گئے۔

نہیں گھبراتے کہ یہ دونوں طفل پہلے اتمام حجت کرتے ہیں دشمن نہیں سنتے پھر کہتے ہیں ہمیں ابن زیاد کے پاس زندہ لے جا حارث نہیں مانتا، اللہ ری عقل و دماغ کہتے ہیں ہم کو غلاموں کی طرح بیچ ڈال بچوں کی کوشش ہے کہ قتل میں ہاتھ رنگین نہ ہوں آخری آرزو کو اقوام عالم میں لاتعداد مسلمان دل کے کانوں سے سنیں —: آخری آرزو (اے ظالم) ہم کو دو رکعت نماز پڑھنے دے نماز اسی گھر سے قائم ہوئی تھی بچوں نے نماز پڑھی اور پہلے بڑا بھائی حارث کے بھرپور وار سے شہید ہوا اور چھوٹا خون برادر میں لوٹتا رہا لاش دریا میں گرا دی جو سطح آب پر رکی رہی پھر چھوٹے شاہزادہ کو بھی ظالم نے ذبح کیا سو ادنیٰ بھائی بھی نہ تیغِ ظلم اے حارث یتیموں پر ؛ کہ جن کی بیکسی پر ترس خود موت کو آیا تھا شہید راہ خدا زندہ ہیں دیکھو قرآنی صدا جس کی بچے تفسیر بن رہے ہیں زندہ دونوں بھائیوں نے گلے میں بانہیں ڈالیں اور جسد بے سر غرق ہو گئے معلوم ہوتا ہے کہ شہداء راہ خدا زندہ ہیں لاشوں کا ڈوبنا دلیل حیات ہے۔

5

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَکُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنَاہُ فِیْ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ ہر شئی کا احصیٰ کیا ہے ہم نے امام مبین میں

اصدق الصادقین کا ارشاد ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانی طاقت کی طرح الٰہی قوت و اقتدار ناکارہ نہیں ہے

بشری کوشش میں غلطی کے امکانات اور لغزش کا اندیشہ ہوا کرتا ہے ایک انسان یا چند افراد تخمینہ کریں تو لازم نہیں ہے کہ وہ حرف بہ حرف صحیح ہو نقصان اور زیادتی دونوں پہلو برابر سے ہیں مگر خدا کا فرمانا ہم نے احصاء کر دیا ہے وہ اٹل فیصلہ ہے جس کے خلاف ایک حرف بھی سنا نہیں جا سکتا۔

احادیث رسولؐ عموماً قرآن کی روشنی میں صادر ہوتے ہیں اور وہ حدیث قابلِ قبول نہیں جو قرآن کے خلاف ہے ملفوظاتِ پیغمبرؐ کی جانچ پڑتال کا یہی وہ ذریعہ ہے جس کے بعد صحیح اور سقیم میں فرق ظاہر ہو جاتا ہے قرآن میں ارشاد ہوا کہ امام مبین میں ہم نے ہر شئی کا احصاء کر دیا اور رسولؐ فرماتے ہیں کہ اگر تمام درخت قلم ہوں اور دریا سیاہی ہوں اور جن و انس حساب و کتاب کریں تو فضائل علیؑ کا احصاء نہیں ہو سکتا قرآن و حدیث دست و گریبان ہیں جو احصاء انتظام قدرت سے ہو چکا ہے اس کو بندگان خدا جن ہوں یا انس ہرگز شمار نہیں کر سکتے۔

"مَا اَحْصَوْ فضائل عَلی" کی صدا اسلامی[1] آواز ہے اور حدیث مختلف الفاظ میں وارد ہوئی ہے پیغمبرؐ نے یوں بھی فرمایا ہے کہ خدا نے میرے بھائی علیؑ کے فضائل اس قدر قرار دیے ہیں جن کی کثرت کا احصٰے نہیں ہو سکتا۔

روایت ابن عباس میں تخاطب کی شان ہے اور فرمایا ہے کہ ابوالحسن تمہارے فضائل کا شمار جن و انس نہیں کر سکتے روایت مجاہد ہیں ما احصوا فضائل علیؑ ہے جن روایات کی سماعت میں ہمارے کان عادی ہو چکے ہیں اون پر فکر و نظر کا کبھی ہم نے وقت نہیں نکالا لو کان الشجر اقلامًا اگر تمام درخت قلم بنا دیے جائیں پہلا ٹکڑا حدیث کا سن کر ہم کو جنگلات کا تصور کرنا ہے دیکھنا ہے کہ ایک درخت میں کتنے قلم بن سکتے ہیں دنیا زیادہ سے زیادہ منزل ارتقا پر پہونچ چکی ہے آج نہیں تو دس برس کے بعد روئے زمین پر درختوں کا شمار ہو جائے تو ناممکن نہیں مگر حدیث کا دوسرا جزو والبحور مدادًا اور سمندر دریا ہوں" اس جملے کی تہہ تک فکرِ رسا نہیں پہونچ سکتی زمین کی پیمائش ہو گئی مگر سطح آب کا طول اور سمندر کی وسعت دریافت نہیں ہو سکی اگر یہ سارا عالم آب دوات میں بار بار رکھا جائے اور فضائل کی لکھائی شروع ہو تو احصاء مناقب نہ ہو گا۔

---

[1] دیلمی خوارزمی کنجی شافعی شیخ علی ہمدانی سبط ابن جوزی وغیرہ اس روایت کے ناقل ہیں [2] ارجح المطالب

اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآنی بیانات میں کیا کوئی اور موضوع ایسا لمبا چوڑا ہے جس کے دریافت کرنے میں طاقت بشر تھک کر رہ جاتی ہے تو ہم کو کتاب خدا میں ایک آیت ملی وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللّٰهِ پ ۲۱ ع ۱۲

جتنے درخت زمین بھر میں ہیں اگر وہ سب قلم بن جائیں اور یہ جو سمندر ہے اس کے علاوہ سات سمندر اور ہو جائیں تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی یہ ترجمہ فاضل تھانوی کے الفاظ میں ہے اگر اردو سے قطع نظر کرتے ہیں تو اصل لفظ کلمات اللہ" محتاج ترجمہ نہیں ہے اور بہ الفاظ دیگر آیت کا مفہوم یہ ہے کہ کلمات خدا لاتحصٰی ہیں اب حدیث ما احصوا فضائل علی " اپنی شان میں تنہا نہیں ہیں اور پیغمبر نے جو لب ولہجہ اختیار کیا کہ اگر درخت قلم ہوں وہ قرآن سے ماخوذ ہے اور مبالغہ شعری نہیں ہے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دو چیزیں ہیں جو توازن میں برابر ہیں فضائل علیؑ اور کلمات خدا۔

کلمات خدا کے تعارف میں نہ کسی جد و جہد کی ضرورت ہے نہ فکر و نظر کی زحمت قصۂ آدم کافی ہے ابوالبشر کو خدا نے چند کلمات تعلیم کیے فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمَاتٍ اور کلمات ہی سے حضرت ابراہیمؑ کا امتحان ہوا اب تحقیق طلب یہ بات رہ جاتی ہے " اللہ کا کلمہ " کون ہے اس کو سیرت عیسٰیؑ

سے طے کیا جا سکتا ہے اِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ پ ۶ ع ۳ مسیح اللہ کا کلمہ ہیں۔ اس ارشاد کے بعد وہ علمی بحث تو یاد رہ جاتی ہے کہ کلمہ اسم و فعل و حرف کو کہتے ہیں۔ قرآنی اصطلاح میں جب حضرت عیسیٰ کلمہ ہیں تو اس تجویز کے تحت میں حضرت آدمؑ کو جو کلمات تعلیم ہوئے تھے وہ بھی کچھ معزز ہستیوں سے وسیلہ تھا جس کے بعد گئی ہوئی عظمت واپس ہوئی۔ اور وہ محمدؐ و آل محمدؐ ہیں جو اولین و آخرین کا وسیلہ ہیں۔

● ترکِ اَولیٰ آدم بڑا معرکہ آرا مسئلہ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایسا نہ کرتے تو بہتر تھا گناہ کہتے ہیں اُس فعل کو جس کو کبھی نہ کرنا چاہئے انسان کی حقیقت (سہو) نسیان ہے انبیاء کا دامن اس داغ سے پاک ہے اس لئے اُن سے جو کام ظہور میں آئے گا وہ قرب کی منزل سے دور کرنے والا ہو گا مثال اس کی یہ ہے کہ ایک شخص دو سو روپیہ ماہوار پاتا تھا اس کی تنخواہ ۱۷۵ روپیہ ماہوار رہ گئی اس کو کہتے ہیں تنزل یہ نقصان وہ نہیں ہے جس کی تلافی نہ ہو سفارش بلند کر سکتی ہے آدمؑ تقرب سے دور ہوئے تھے اُن کے اختیارات میں کمی نہ تھی اگر اس مصیبت کا کوئی حل نہ ہوتا تو یاد رہے کہ پھر انسان اپنی دنیاوی زندگی میں مبتلائے رنج و محن ہونے پر آرام سے محروم تھا جس طرح مرض کی پیداوار کے ساتھ دوا کا بھی وجود ہے آدمؑ کی مشکل پر مشکل کشا ء تھا اور قدرت کا کام ہے راہنمائی حجاب قدرت نے نورِ پنجتن کی تصویر دکھائی کلمات خدا یہی ہیں۔

جس طرح ہمارے تمدن اور معاشرہ میں جرائم بڑھتے جاتے ہیں قتل و غارت چوری فریب روز افزوں ہے اسی طرح آئینِ مذہب اور دستور دین میں بھی سرقہ کی وارداتیں ہو رہی ہیں اور تعجب اوس طبقہ سے ہے جو دزدانہ حملہ کو محسوس نہیں کرتا تاریخ اسلام منظوم[1] جو ہمارے سامنے آئی اوس میں اس محل پر یہ شعر حق کو بھرپور طاقت سے چھپاتا ہے حضرت آدمؑ کے ترک اولیٰ پر دہ صرف اس قدر کہہ سکے ؎

محمدؐ کا جب نام حق نے سنا — تو کی حق نے مقبول فوراً دعا

کون کہتا ہے نام محمدؐ زبان پر تھا آل محمدؐ بھی اون کی نگاہ کے سامنے تھے یہ ہے دشمن کی کوشش اور پریس کی مخالفت وسیلہ فطرت کا سبق ہے بچہ اگر ڈرتا ہے تو ماں کے دامن سے لپٹتا ہے نور محمدؐی اول مخلوق ہے اور اس کے تجزیہ نے مسئلہ توحید کو صاف کیا ہے یکتائی خدا کے ساتھ خاص ہے ذات نبویؐ نام ہی علیؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ کا آدمؑ ان کو اپنی ہی شکل میں دیکھ کر ان کی طرف کھنچتے ہیں اور مسئلہ دعا بھی صاف ہوتا ہے۔

تفسیر حدیث، سیرت[2]، مناقب ہر جگہ ہے پیغمبرؐ سے سعید بن جبیر نے اون کلمات کی تصریح دریافت کی جو آدمؑ کو تعلیم ہوئے اور اون کی توبہ قبول کی

---

[1] تاریخ اسلام منیر علی جعفری ص۴۲ [2] تفسیر در منثور ج اص۶۰ و مناقب ابن مغازلی و مفتاح النجا بدخشانی و خصائص نطنزی و ینابیع المودۃ ص۹۶

فرمایا اونھوں نے محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ اور حسنینؑ کا واسطہ دے کر سوال کیا اور خدا نے توبہ قبول کی ڈوبتا ہوا تنکے کا سہارا ڈھونڈھتا ہے خس و خاشاک غیر جنس ہیں اور جو صورتیں آدمؑ نے دیکھیں وہ ہم جنس ہیں اسلام میں ایک جم غفیر اس کا قائل ہے فضیلتِ آلِ محمدؐ کو نہ چھپاؤ آفتاب پر خاک نہیں پڑسکتی۔

تاریخ اسلام میں یہ فضیلت نظم نہ ہو تو کیا پرواہ ہے منکر کان کھول کر سنے آدمؑ نے ۔۔۔ آلِ رسولؐ کو پکارا اور اُحد میں خاتم نے صدا دی نَادِ عَلِیًّا مَظْهَرُ الْعَجَائِبِ خدا فرماتا ہے (لشکر بھاگ رہا ہے تو بھاگنے دیجئے)۔ مظہر العجائب کو پکاریئے ـــــ یہ ہے حدیث قدسی اور وہ تھا قرآن دونوں کلام خدا قرآن میں فرمایا تھا کل شئی احصینا ہ اور ناد علی میں کہا کُلَّ هَمٍّ وَغَمٍّ سَيَنجَلِي ہر غم دور کرنے والی ہستی ہے۔

دشمن کو معلوم ہونا چاہئے ہمیشہ صلاحیت پیش نظر ہوتی ہے شیر کو دیکھ کر آدمی ڈرتا ہے اور روباہ سے کوئی خطرہ نہیں ذاتِ اہل بیتؑ میں مدد کی صلاحیت ہے اس لیے اون کو دنیا پکارتی ہے اور اگر وہ خود کبھی پکاریں تو ان کی ندا اچھے کو برے سے پہچنوائے گی صفین میں مولا نے استغاثہ کیا تھا تو دس ہزار زبانوں نے جواب دیا۔ حاضرین کوئی اور استغاثہ یاد کیا ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ کچھ دیر کی زحمت

۱؎ مدارج النبوت ج ۲ طبع نولکشور ص ۱۶۷ و صفحہ ۲ ارجح المطالب کلام بو علی قلندر وغیرہ

اور ــــ بلانے کے دو طریقے ہیں قریب والوں کو پکارنا اور جو دور ہیں اون کو خط لکھنا ــــــــ

خدا کرے ان اشاروں کو قوم سمجھے اور آئندہ نسل فکر و نظر سے غافل نہ ہو اور نوجوان طبقہ کو ہمارے خطیب سمجھاتے رہیں۔

خط خود " مہتم بالشان عنوان ہے قرآن حکیم میں اسلوبِ نگارش اور طریقِ دعوت موجود ہے میں " عورت کے نام خط " اور بلقیس مکتوب الیہا پر توجہ نہیں دلاتا " مرد کے نام خط " پڑھوں گا ــــــ جس کو بلایا جارہا ہے وہ عدل و انصاف کے تعارف کے لیے حق و باطل کا فرق ۔ علم وجس میں امتیاز عقل وصفاہت میں برتری کا سب سے بڑا مقام واقعہ کربلا ہے یزید نے چن چن کر حیوان صفت بہیمیت نواز مسلمان جمع کیے تھے اور حسینؑ نے علم دوست فہم پرور عقل نواز طبقہ کو اپنی ذاتی تشخیص سے جو مطابق مشیت تھی سمیٹ لیا تھا ان میں رَجُلِ فَقِيہ " مرد فقیہ بھی ہیں خود اپنے کو مجتہد نہیں کہا لسان عصمت سے علم کا تعارف ہوا وہ حسینؑ جن کی روش یہ تھی کہ جو ساتھ ہو گئے ہیں اون کا امتحان لے کر اون کو ہٹا دو بزم خالی ہو جائے بے عمل آدمیوں سے وہ اس شخص کو خط لکھ کر بلاتے ہیں اور علموں کی تقسیم کے وقت خود منتظر بنتے ہیں

---

(۱۰) عابس بن شبیب شاکری ایکڑدیہ (۱۲) شہزادہ علی اصغر دو روپے
(۱۱) ہلال بن نافع ایکڑدیہ (۱۳) محاسن ۲۵ پیسے
(۱۴) [illegible]

سے مجھے کہنے کا حق ہے کہ ممکن ہے یہ علم کی قدر دانی ہو عالم کی شان نہیں ہے کردہ خود آپڑے اس لیے حبیب بن مظاہر طلبیدہ آگئے۔ دعوت نامہ بھیجا بڑھاپے کے باوجود جوان بخت جوان ہمت سے

حبیب بن مظاہر چڑھے جو گھوڑے پر
پکارا رعب کہ پیری گئی شباب آیا

عزادارانِ حسین ع! جب راہ میں خبر شہادت مسلم ملی تو امام مظلوم نے ایک منزل پر قیام کیا اور بارہ نشان مرتب کیے اصحاب باوفا بڑھ بڑھ کر علم لینے لگے گیارہ علم تقسیم ہو گئے ایک رہ گیا انصار چاہتے تھے کہ یہ بھی ہم کو عطا ہو جائے فرمایا اس کا لینے والا آتا ہے چلتا ہوا قافلہ رکا اور قلم و دوات طلب کرکے ایک خط لکھا یہاں سے کوفہ قریب تھا نامہ بر تحریر لیے ہوئے روانہ ہوا اس وقت پہونچا جب حبیب دستر خوان پر تھے بی بی کے لقمہ گلوگیر ہوا اور اس مومنہ نے کہا اللہ اکبر کسی کا خط آیا چاہتا ہے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ دروازہ پر قاصد پہونچ گیا حبیب نے پوچھا کون ہے کہا اَنَا بَرِیْدُ الْحُسَیْنِ میں ہوں امام کا نامہ بر حبیب کھانا چھوڑ کر اٹھے لفافہ چاک کیا اور یہ نظر آیا مِنَ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اِلَی الرَّجُلِ الْفَقِیْہِ خط حسین ع کی طرف سے ہے مرد فقیہ کے نام اے حبیب تم خوب جانتے ہو جو قرابت ہم کو پیغمبر خدا سے ہے اور تم غیروں سے زیادہ ہمیں پہچانتے ہو تم خوش خصال غیرت دار آدمی ہو جان دینے میں

کنجوسی نہ کرنا اس کی جزا وتم کو میرے نانا دیں گے۔

نامہ بر کا آنا حبیب کے چچا زاد بھائیوں کو معلوم ہو گیا تھا وہ گھر میں آئے وفادار خاتون نے پوچھا کیا ارادہ ہے نصرت حسینؑ شاید آپ کو مگر وہ معلوم ہوئی حبیب صحیح جواب تخلیہ نہ ہونے سے نہ دے سکے تھے بھائیوں سے دل کے ارادے کو چھپانا تھا ــــ بی بی نے گھبرا کر کہا بڑے افسوس کی بات ہے حسینؑ کا ایلچی آئے اور آپ مدد نہ کریں حبیب نے کہا مجھے یہ ڈر ہے کہ تم کیونکر زندگی بسر کرو گے بی بی نے کہا میں خاک پھانک کر رہوں گی نصرت حسینؑ ترک نہ ہو ورنہ یہ مقنعہ آپ کے سر ہے۔" حبیب نے جب عورت کو ثابت قدم پایا تو دعائے خیر کی اور گھوڑے کو زین سے آراستہ کر کے غلام کے ساتھ شہر کے باہر بھیجا بی بی نے کہا حبیب میری آرزو ہے کہ جب امامؑ کے سامنے پہونچنا تو تم کو قسم خدا کی میرا سلام عرض کرنا اور ہاتھوں اور پیروں پر بوسہ دینا بڑی عقیدت مند عورت ہے قدم چومنے کی آرزو دل میں لے کر شوہر کو رخصت کیا پہونچنے میں دیر ہوئی حبیبؓ ناکہ پر آئے تو سنا کہ غلام کہہ رہا ہے گھوڑے سے خطاب کر کے اگر آقا کے آنے میں دیر ہوئی تو میں خود سوار ہو کر جاؤں گا اور دیکھا کہ گھوڑے کے آنسو بہہ رہے ہیں اور اوس نے گھانس سے منہ اوٹھا لیا ہے۔ شہادت حسینؑ سے پہلے یہ اثر تھا عالم پر حبیبؓ کف افسوس مل کر کہنے لگے میرے ماں باپ فدا ہوں آپ پر اے فرزند رسولؐ غلام بھی سر فروشی کی تمنا رکھتا ہے حبیبؓ گھوڑا سرپٹ دوڑاتے ہوئے چلے وہاں ان کا بے چینی سے

انتظار ہو رہا ہے۔

عبید اللہ ابن زیاد کا کوفہ میں سخت انتظام تھا اور ہر راستہ پر پہرہ بیٹھا ہوا ہے آفرین حبیبؑ کے حسن تدبیر اور مقدر کی تابندگی پر نسیم سحر کی طرح آئے۔ جیسے پھول سے خوشبو۔ آنکھوں سے تار نگاہ یا یہ عرض کروں اس طرح آئے جیسے مظلوم کی آہ عرش تک رسا ہو کوفہ کی طرف سے گرد اٹھی اور حسینیوں کی نگاہیں اوٹھیں باخبر امامؑ نے فرمایا علم کا حقدار وہ آیا دلوں نے خیر مقدم کیا خود انتظار نے استقبال کیا حبیب احترام امامت میں دور ہی سے گھوڑے سے کود پڑے خاک قدم پہ بوسہ دیا امامؑ اور اصحاب پر سلام کے بعد زوجہ کا سلام پہونچایا قدم چومے حبیبؑ کے پہونچنے پر سپاہ قلیل میں روح دوڑ گئی یہ معلوم ہوا کہ مظلوم کی مدد کیلئے ایک لشکر آگیا انصار سے فرحت وانبساط کی لہر حرم سرا میں پہونچی وہ بہن جو بھائی کو اکیلا سمجھتی تھی وہ خوشخبری خود پردے میں تھی اگر دل اوسکا بھائی کے گرد طواف کر رہا تھا کان صدائے برادر سن میں خیمہ سے لگے ہوئے زینبؑ کبریٰ نے پوچھا کون نیا آیا ہے؟

جواب ملا حبیب بن مظاہر اسدی نام پہچانا ہوا تھا عقیدت محتاج تعارف نہ تھی خادمہ سے کہا جا اور حبیب کو میرا سلام کہدے ثانی زہراؑ کی قدر دشمن کیا جانیں حبیبؑ تڑپ اوٹھے سر پر خاک ڈالی منہ پر طمانچے مارے اے حبیبؑ آپ ج شریکۃ الحسینؑ کے سلام سے اپنی عزت سمجھتے ہیں اور شرمندگی میں منہ پر طمانچہ مارتے ہیں آپ اوس وقت کہاں تھے جب زینبؑ اپنے منہ پر طمانچے مارتی ہوئی خیمہ سے بعد عصر عاشور نکلیں لَاطِمَاتِ الوُجُوہ نَاشِرَاتِ الشُّعُور سورج کو گہن لگا آسمان سے خون برسا کائنات تاریک ہے ہاں جلتے ہوئے خیموں کی روشنی ضرور ہے تسبیح فاطمہؑ کے دانے بکھر گئے۔

تعریف نفاق | ۶ | شہداء کی عظمت

جنگ عابس بن شبیب شاکری

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنَاهُ فِي اِمَامٍ مُبِيْنٍ ہم نے ہر شئی کا احصیٰ کر دیا ہے امام مبین میں

تاریخ انسانیت میں ایسے مقام کم ہیں جب صفات عبد و معبود میں اشتراک ہو خدا اپنے لیے فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ جس طرح وہ ہر شئی پر قادر ہے اوسی طرح امام مبین میں ہر شئی کا احصاء ہے یہ انداز تعارف ویسا ہی ہے جیسے پیغمبر خدا کے لیے رحمۃ للعالمین ارشاد ہوا اور خدا رب العالمین ہے نتیجہ واضح ہے خدا و رسولؐ میں جو اتحاد ہے وہی رابطہ خدا اور امام میں ہے — امام چوں کہ خلیفۃ اللہ ہے اس لیے اوس میں اوصاف معبود کی جھلک ہونا چاہیے۔

گذشتہ تقریروں سے امامت پر بحث ہو چکی ہے اور اس سلسلہ میں جو اہم ترین عنوان ہے وہ یہ کہ امام کو خلیفہ بلا فصل ہونا لازم ہے اور یہ قید طبع زاد نہیں ہے بلکہ عقل کہتی ہے کہ دنیا کو ایک لمحہ کے لیے حجت سے خالی ہونا نہیں ہے اس لیے اعلان امامت حیات پیغمبر میں ہو اور اون کی وفات کے بعد انتخاب جانشینی میں امت کا ہاتھ نہ ہو۔ اس نظریہ کا عملی ثبوت یہ ہے کہ پیغمبرؐ نے غدیر خم میں حضرت امیر ع کے اولی بالتصرف ہونے کو عالم اسلام سے منوالیا اور صحابہ کو حکم دیا کہ وہ السلام علیک

یا امیرالمومنینؑ کہہ کے ان پر سلام کریں اور یہی معنے ہیں خلافت بلا فصل کے ارشاد پیغمبرؐ بھی اس فعل پر گواہ ہے آپ نے فرمایا ہے کہ جو مر جائے اور اپنے زمانے کے امام کو نہ پہچانے وہ جاہلیت کی موت فوت ہوا اس حدیث پر پردہ ڈالنے میں شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا میں بھرپور کوشش کی ہے مگر خدا بھلا کرے مفتی اعظم قسطنطنیہ سلیمان بلخی کا جنھوں نے ینابیع المودۃ میں دو جگہ اس حدیث کو جگہ دی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ موت سے شبانہ روز کا کوئی حصہ پر امن نہیں وفات رسول سے انتخاب خلافت تک اگر کسی کو موت آتی تو وہ اپنا امام کس کو سمجھتا اور یہ خلاء کیوں کر پُر ہوتا کوئی تھا جس کو دنیا نہیں پہچانتی تھی اور یاد رہے اس سلسلہ کو اس وقت تک باقی رکھنا ہے جب تک موت کا بازار گرم رہے جو دنیا سے اٹھے گا امام کا ہونا یقینی جس کی معرفت پر اس کو اصولی موت آئے اس حدیث کی صداقت میں خلافت بلا فصل کا ہونا لازم ہے۔

انسان کو اپنی زندگی میں اس نازک مسئلہ کو ماننا ہی پڑتا ہے طہارت کی بحث میں اگر پانی پیہم برس رہا ہے تو اس کی افادی حیثیت اور ہے اور بارش رک رک کر ہو صورت مسئلہ بدل جاتی ہے مشرکین کی بستی میں اگر بیٹھ

۵۵؎ البلاغ المبین صفحہ ۴۲ از مسند احمد بن حنبل حصہ چہارم صفحہ ۹۶ دلائل الکرام صفحہ ۴۳ نواب صدیق حسن بھوپال

برس رہا ہے تو اشنار باران میں جتنی چھینٹیں جسم اور کپڑوں پر پڑیں وہ پاک ہیں اور سلسلہ ٹوٹ جانے پر طہارت زمین باقی نہ رہے گی۔

مشرکین کی نگاہ میں بھی اس نظریہ کی وقعت تھی آتش کدہ فارس ہزار برس سے مشتعل تھا اور یہ آگ گل ہونے نہیں پائی صدیاں گذریں اور قرن ختم ہوئے آگ کا پوجا ہوتا رہا خاتم النبیینؐ کی پیدائیش نے اس آتش کدہ کو گل کیا اور رحمۃ للعالمین ہونے کا ایک ثبوت سامنے آیا۔

تشریح ابدان جاننے والے کہتے ہیں کہ جسم انسانی میں دل وہ پہلا نقطہ حیات ہے جس سے رحم مادر میں بچہ کی تخلیق شروع ہوتی ہے اور موت کے وقت تمام قوتوں کے فنا ہونے کے بعد حرکت قلب رکتی ہے یہ نظام حیات اسی لیے ہے کہ رعیت بغیر امامؑ ایک لمحہ کے لیے بھی نہ رہے ناممکن تھا کہ حضرت رسول ص دنیا سے اوٹھتے اور جانشینی پر توجہ نہ کرتے اون کے گرد و پیش میں اچھے کم اور برے زیادہ تھے منافقین کا وجود ناقابل انکار تھا اور نفاق طبقہ رجال تک محدود نہ تھا خواتین بھی اس مرض میں مبتلا تھیں "المنافقین والمنافقات" کتاب خدا میں موجود ان کی وہ کثرت تھی کسی ایک آیت میں ضمنی تذکرہ پر اکتفا نہیں ہوئی بلکہ پورا سورہ منافقون نازل ہوا سورہ بقر کے پہلے رکوع میں بڑی آزادی سے نفاق کی تصویر کشی ہوئی سرور اکرم آٹھویں دن جمعہ میں بلند آواز سے سورہ منافقون پڑھتے تھے[1] تاکہ وجود نفاق سے انکار نہ ہو قرآن حکیم نے یہ بھی

---

[1] مدارج النبوت ج ۱ صفحہ ۱۴۱ طبع نولکشور و صحیح سنن المصطفیٰ ابوداؤد ج ۱ صفحہ ۱۶۷ طبع مصر

اعلان کیا تھا کہ ایک خصوصی مقام دوزخ میں منافقوں کے لیے رزرو ہے
إِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ
اگر عام بدکردار طبقہ میں منافقوں کو خال خال جگہ دی جاتی تو شبہ ہوتا کہ وہ
کہیں کہیں دال میں نمک کی طرح ہیں ان کا خصوصی مقام ہے۔ سرکار رسالت
میں آنے والے زیادہ تر عقل سے خالی تھے إِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ
مِنْ وَّرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ (پ ۲۶)
حجرات کے پس پردہ سے پکارتے ہیں ان میں بیشتر بے عقل ہیں رسول ص کی
موجودگی میں اپنے منصوبوں پر اجتماع ہوکر رائیں حاصل کی جاتی تھیں قرآن حکیم
کھلی ہوئی لفظوں میں خبر دیتا ہے:-
وَيَتَنَاجَوْنَ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ پ ۲۸
پیغمبر ص اس اکثریت کے سپرد انتخاب خلافت ہرگز نہیں کرسکتے تھے، رائے دہندگان
کے لیے عقل وشعور لازم ہے لہذا ثابت ہوتا ہے کہ اس رستخیز میں امام تھا
جس کو مخالف گروہ نے بھلا رکھا تھا اور وہی بلافصل امام تھا۔
اس تقریر میں ہم نے نفاق کی تعریف نہیں کی کتنی عربی لفظیں اور قرآنی
لغات وہ ہیں جو محتاج ترجمہ نہیں رہے لفاق کی مثال زمین کے چھپ چھپ بھیجے
جو ادھر بھی ہو ادھر بھی وہ منافق ہے۔

● جیسے بس کے زنانے حصہ میں لڑکے بیٹھ جاتے ہیں حالاں کہ وہ مردوں کی

طرف بھی بیٹھ سکتے ہیں مجلس میں شریک اطفال مجھے معاف کریں وہ بے گناہ ہیں مجھانا
صرف یہ ہے کہ جو ادھر بھی ہو اور ادھر بھی مردم شماری میں سرکاری ملازمین کو بڑی
زحمت ہوتی ہے وہ خواجہ سراؤں کو کس فہرست میں لکھیں مرد یا عورت آپ کو
معلوم ہونا چاہیئے کہ فلک بھی اس تشبیہ سے خالی نہیں ہے ماہرین فلکیات میں محمود[1]
بن زکریا حکیم نے ستاروں کی بحث میں ایک لطیف گفتگو کی ہے اور وہ عُطارد
ستارے کو منافق کہتے ہیں اس وجہ سے کہ کبھی بھی اپنی رفتار قائم نہیں ہے سیدھا چلتا
ہے اور کبھی معکوس رفتار ہوتی ہے ہر ستارے کے ساتھ چلتا ہے اس لیے حکما اس
کو منافق کہتے ہیں اس نکتہ کے بعد ان کی وہ حدیث بھی مخدوش ہو جاتی ہے کہ
حضور نے فرمایا میرے اصحاب ستاروں کی طرح ہیں جس کی چاہو پیروی کرو
منافق پیروی کے قابل نہیں ہے۔

● اس طبقے سے پیغمبر کو جہاد کا حکم ہوا تھا جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ
وہ جہاد نفس کر کے رحلت کر گئے اور علی مرتضیٰؑ نے جہادِ بالسیف میں صفین
و جمل و نہروان میں کارنمایاں انجام دیے صفین پہلا معرکہ تھا جس کا اپنی
خلافت میں آپ کو سامنا ہوا اس جنگ میں لیلۃ الہریر وہ رات ہے جس میں
شب بھر جنگ کے شعلے بھڑکتے رہے اور مولا نے ۵۳۰ مرتبہ تکبیر کہی ہر نعرۂ

---

[1] عجائب المخلوقات قزوینی ص ۵۲ از حج المطالب ص ۲۴۷ طبع نول کشور لاہور

اللہ اکبر پر ایک دشمن تہ تیغ ہوتا تھا اس جہاد میں آپ نے کبھی عبداللہ ابن عباس کے لباس میں جنگ کی کبھی اپنے فرزند قمر بنی ہاشم عباس کے کپڑے پہن کر شمشیر زنی کی اور یہ بدلتی ہوئی پوشاک اس لیے تھی کہ دشمن جب سمجھ جاتے تھے کہ شیر خدا رن میں ہیں تو مبارز طلبی میں سناٹا ہو جاتا تھا ابن عباس کے کپڑوں میں جب آپ لڑ رہے تھے ہاتھوں کی صفائی میں فوج شام کو شبہ ہوا کہ یہ انداز جنگ ابن عباس کا نہیں ہے[1] معاویہ نے اس غلط فہمی کا حل بتایا کہ پورا لشکر متحد ہو کر حملہ کرے اگر علیؑ ہیں تو قدم جگہ سے نہ سرکیں گے شامی چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے اور آپ کو مطلق جنبش نہ ہوئی

فوج کو یقین ہو گیا کہ شیر خدا ہیں اس جنگ میں مومنین کام آئے اونکا ہر شہید زندۂ جاوید ہوا حیات شہداء کا فلسفہ بالغ نظر سے دیکھنے کے لائق ہے شہید کیوں زندہ ہے اس کی مثال یہ ہے کہ ایک مکان سے اوس کا مکین یعنی رہنے والا مدت قیام ختم کر کے وقت پر تخلیۂ مکان کرتا ہے اور ایک بہ جبر اوٹھا دیا جاتا ہے تو موت و حیات چوں کہ خدا کے دست قدرت میں ہے اس لیے شہید کی روح زخموں سے خون بہہ جانے یا رگ گردن قطع ہو جانے سے جسم سے نکلی یہ قبل از وقت تخلیۂ مکان تھا اس لیے شہید کو زندہ کہا گیا ہے اور وہ آخر تک مردہ نہیں حضرت حمزہؓ شہید

---

[1] فوائد المشاہد

تھے جن کے زندۂ جاوید ہوتے ہوئے پیغمبر خدا اون پر روئے اور اون کے رونے والوں کے لیے دعا کی جعفر طیار شہید تھے شہدا و بدر سے صفین تک جو حق کی حمایت میں کام آیا وہ شہید ہے تو کربلا والے کیوں نہ شہید راہ خدا ہوں اب شہداء کی فہرست آپ سنیں حرؑ بن یزید ریاحی شہید جس نے لجام فرس امامؑ پر ہاتھ رکھ دیا تھا اور آقا نے اوس کی خطا معاف کی بچپن کے دوست حبیب بن مظاہرؑ شہید زہیر بن قینؑ شہید جو پہلے اپنوں میں نہ تھے راہ سے جلوۂ ایمان ہوا اور شریک ہوئے مسلم بن عوسجہؑ شہید جن کے بعد ان کا فرزند چھوٹی سی تلوار لیے ہوئے زرہ پہن کر ولولہ نصرت میں سامنے آیا ماں نے قربانی کے لیے خود بھیجا باپ اور بیٹے دونوں شہید آج کی مجلس میں عابسؑ کی شہادت عرض کرنا ہے اس مجاہد کا تعلق قبیلۂ ہوازن کی ایک شاخ سے تھا جو سب کے سب دوستداران علی تھے یہ لوگ اتنے بہادر تھے کہ ان کو فِتْیَانُ الصَّبَاحْ ۔ وقت صبح کے جوان مرد کہتے تھے عابس رئیس قوم بہادر اور عابد وزاہد انسان تھے اون کے جنگی ارادے حضرت مسلمؑ کے کوفے پہونچنے کے وقت سے تھے پہلے اپنے غلام کو جو اوس وقت اون کا عزیز ترین سرمایہ تھا مرنے کا اذن دے کر قربان کیا پھر خود خدمت امام ع میں حاضر ہوئے اور کہا اے ابو عبداللہ قسم خدا کی روئے زمین پر کوئی ایسا نہیں جو مجھے آپ سے زیادہ عزیز ہو اور آپ سے زیادہ محبوب ہو اگر مجھے قدرت ہوتی کہ میں اپنی جان سے زیادہ کوئی عزیز شئے آپ کی خدمت میں پیش کردں ۔

تو ادسے پیش کرتا مگر اب تو صرف میری جان باقی ہے پھر آخری سلام لیجئے میں خدا کو گواہ کرتا ہوں کہ آپ کے اور آپ کے پدر بزرگوار کے دین پر ہوں عابس تلوار کھینچے ہوئے دشمن کے سامنے آ گئے فوج کہنے لگی یہ شیروں کا شیر ہے تم میں سے ایک شخص بھی ان سے لڑنے نہ نکلے عابس نے آواز دی الا رجل الا رجل کوئی مرد میدان ہے اس مبارز طلبی پر بھی کوئی نہ نکلا ابن سعد نے کہا اس بہادر کو پتھر مارنا شروع کرو ہر طرف سے پتھروں کی بارش ہوئی اور بزدلانہ طریقہ جنگ دیکھ کر زرہ اور خود اتار کر زمین پھینکا اور تلوار لیے ہوئے فوج پر ٹوٹ پڑے جس صف کی طرف رخ کرتے تھے سینکڑوں آدمی بھاگتے تھے آخرکار فوج کے ایک بڑے حصہ نے ان کو گھیر لیا اور یلغار میں سر جسم سے کاٹ لیا عابس کی شخصیت کا یہ اثر تھا کہ جب وہ شہید ہو گئے تو ہر شخص یہ کہتا تھا کہ عابس کو اس نے قتل کیا ابن سعد نے یہ کہہ کر فیصلہ کیا کہ عابس کا قاتل کوئی ایک نہیں تم سب نے ان کو قتل کیا۔

مقاتل کا ظاہر یہ کہتا ہے کہ امامؑ عابس کی میت پر پہونچ نہیں سکے ورنہ سر قطع نہ ہوتا یہ قربانی انصار کی فہرست میں زیادہ سے زیادہ اہم ہے اور اس سے فوج شام کی بہیمانہ حرکتوں کا جائزہ لیا جانا آسان ہے۔ اگر عابس پر تیر اندازوں کی تمام کمانیں کڑکتیں اور تیروں کا مینھ برستا تو وہ ایک اصول جنگ تھا سنگباری بڑی بزدلانہ روش تھی ستم ایجاد ہر ظلم پر تیار تھے عابسؑ کے جسم کا کیا حال ہوا ہوگا اے وفادار صحابی آپ پر زندگی میں دشمنوں نے پتھر برسائے اور حسینؑ پر بعد شہادت جب اسیروں کا قافلہ شام جا رہا تھا برآمدہ سے ایک ضعیفہ نے پتھر پھینکا فَوَقَعَ عَلٰی ثَنَایَا الْحُسَیْنِؑ دندان مبارک پر پڑا اور خون جاری ہوا۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنَاهُ فِيْ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ارشاد باری ہے کہ ہم نے ہر چیز کا احصاء امام مبین میں کر دیا ہے انسانی ضرورتوں کے پورا کرنے میں ایسے مجسمۂ کمال کی ضرورت تھی جو مجموعہ ہو علوم و فنون کا اور عام طور پر بشریت میں جو انسانی کمزوریاں ہوا کرتی ہیں ان سے پاک اور ہر عیب سے دور ہو ایسا نہ ہو کہ آنکھوں کا مریض آنکھ کے ڈاکٹر کے پاس جائے اور پھیپھڑوں کا بیمار امراض صدر سے رجوع کرے کئی کئی در دیکھنا افتراق ہے اتحاد ملت کے معنے یہ ہیں کہ ہم کو ہر کمال بیک وقت ایک شخص میں ملے اور امام وہ ہے جس میں فضیلتیں اور مناقب جمع ہوں دنیا اس کے در پر آئے وہ کسی کے دروازے پر نہ جائے۔

اس کمال کا نمونہ دوسرے مقام پر قرآن حکیم میں اس طرح پیش کیا گیا ہے كُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا ہم نے ہر شئے کا احصاء کتاب میں کیا ہے یہ قرآن مجید کی شان ہے تو اب دو مرکز کمالات ہیں امام مبین اور کتاب مگر اس حقیقت سے انکار نہیں ہو سکتا کہ کتاب صامت اور خاموش ہے اور امام ناطق ہے دونوں کا ایک درجہ ہے۔

یہی دو گراں بہا تحفہ ہیں جو رسولؐ امت میں چھوڑ گئے نہ امام کسی گنجی

کے سلجھانے میں بند ہے نہ کتاب خدا کسی حکم سے خالی ہے نہ امامت میں شک

نہ قرآن میں ریب دونوں اللہ کی طرف سے

اوصاف امامت آپ کو معلوم ہو چکے جس طرح امامت ذہنی عہدہ ہے

اسی طرح امام کو کچھ صفتیں وہ بھی حاصل ہیں جو بخشش ایزدی اور عطیہ الٰہی ہیں ؎

علیؑ کا مرتبہ اللہ اکبر

خدا نے تیغ دی احمدؐ نے دختر

آج انہیں دو خصوصیتوں کی مدح کا شرف حاصل کرنا ہے مزاج انسانیت کا

حال یہ ہے کہ وہ عام طور پر باہر کی آئی ہوئی چیزوں کی بڑی قدر و منزلت کرتا ہے

مقامی ذاکرین و واعظ آسمان کے تارے توڑ کر سامنے رکھ دے مگر ہجوم سامعین

اوس وقت ہوگا جب باہر کا پڑھنے والا آجائے ۔ یہ عرض کرنا مقصود نہیں ہے

کہ عزت کا حقدار کون سا متکلم ہے مزاج بشر یہ ہے کہ وہ دور کی چیز کو عظیم سمجھے

حضور ختمی مرتبتؐ نے بھی اگر واقعی کمالات پائے تو اس نظریہ کی حمایت کی اب تو

غیر ملکی چیزوں کا وقار بڑھ کر آسمان پر پہونچا اور " جائے دم زدن نیست "

آیۂ تطہیر اوترنے سے پہلے دوش پر چادر یمنی تھی اس ملکت کا کپڑا ایسا پسند تھا کہ کفن

میں بھی "بردیمانی" حکم رسولؐ ہے مؤذنی کا عہدہ سیہ فام انسان بلال کو دیا

جس کا دل نور ایمان سے چمکتا تھا اذان دینے والا بھی اپنا ملکی نہ تھا ۔

بزم اصحاب آراستہ کی تو غیر عربی سلمان کو اپنایا ۔ وہ ہم اہل بیت سے ہے "

یہ شرف عراق و حجاز میں کسی کو نہ ملا ۔ اسی طرح کجا مکہ و مدینہ چین سے منگا کر انگوٹھی پہنائی اور صادق آل محمدؐ فرما گئے کہ حدید چینی کی انگوٹھی کو اپنی جان کے برابر رکھنا یہ انگوٹھی دشمن سے بچاتی ہے خواتین کو ولادت کے زمانے میں اس سے سہولت ہوتی ہے"۔

یہ تو ہماری گھریلو زندگی تھی اب رہا میدان جنگ تو آپ کثرت سے بہادران عرب کے رجز میں پڑھیں گے سیف ہندی " سیفِ مہنّد خود حضرت عباسؑ کے رجز میں موجود ہے اس کا بھی خلاصہ یہ ہے کہ غیر ملکی تلوار کی کاٹ پر فخر ہوتا ہے اور اوس کی کاٹ سے دشمن کا بند بند کانپتا ہے عرب سے ہند اوس وقت کی دنیا میں جب سفر پیادہ ہوتا تھا بہت دور اور لمبا راستہ تھا تو اب فرمایئے اگر آسمان کی آئی ہوئی تلوار کسی کے ہاتھ میں ہو تو کس قدر ممتاز جوان ہوگا وہ سہ

خدا نے تیغ دی احمدؐ نے دختر

یہ شرف فقط علیؑ کو حاصل تھا اور بس ۔

دنیا میں سب سے سستی چیز" نہیں " ہے اور یہی انکار اگر حق سے ہے تو انسان کو دوزخ میں پہونچاتا ہے اسی لیے مسلمان کا کلمہ یوں شروع ہو لا الٰہ الا اللہ ۔ اس کے دل سے اقرار پر بہشت ملتا ہے اللہ برا کرے اوس انکار کا جو صداقت سے ہو سیرت مولےٰ میں ہر گام پر زبان دشمن سے انکار ہے امید ہے کہ میں اس مقصد کو واضح کرنے میں ناکام نہ رہوں مخالف کہتا ہے کہ علیؑ کی تلوار آسمان سے نہیں آئی "

تلوار کے بارے میں ہم خاموش ہیں اور قرآن کہتا ہے ۔ اَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْہِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ ۝ ہم نے لوہا اوتارا جس میں بڑی سختیاں اور عوام کے لیے فوائد ہیں بتاؤ آسمان سے لوہا کب آیا ماننا پڑے گا ذوالفقار آئی ۔

روایت عبداللہ بن مسعود ملاحظہ ہو (وحی اور قرآن لانے والا فرشتہ) جبرئیل یہ تلوار بہشت سے لایا اور پیام دیا کہ خدا آپ کو (درود) سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ بنی آدم میں ہیں اس کا حقدار کسی کو نہیں پاتا مگر وہی جو آپ کا ولی ہو یہ تلوار آپ کے حکم میں رہے گی جس کو فن جنگ میں بھرپور تجربہ ہو اور کافر دل کے سر کاٹ سکے اوس کو دیجئے ۔"

پیغمبر خدا ص خود فیصلہ کرتے بڑا آسان تھا مگر ماحول کے پرآشوب ہونے سے جبرئیل سے پوچھا (ان صفتوں کا حامل) کون ہے ۔

جبرئیل نے کہا علی " اب رسول نے ذوالفقار علی ع کو دی ۔

فرشتہ مشیت الٰہی کے خلاف لب ہلا نہیں سکتا ۔ رسول ضمیر کے خلاف ایک قدم اوٹھا نہیں سکتے ۔ اللہ نے ملک کو بھیجا کر بھیجا جس سے غلطی ناممکن تھی اور رسول ص نے اپنے ارادے میں جبرئیل کے ارادے سے تائیدی قوت پیدا کی اور تلوار ید اللہ کے ہاتھ میں آئی موسیٰ کو عصا ملا تھا حضور کے وقت میں قوت بازو سے کام چلنے والا نہ تھا کفر و شرک اعلیٰ پیمانے پر تھا خون ریزی کا وقت تھا جس کیلئے ذوالفقار کی ضرورت ہوئی ۔

آج ہم سائنس کے دور ارتقا سے گذر رہے ہیں کوئی ایجاد بغیر اوس
کے رگ و ریشہ جاننے والے کے کام نہیں دیتی کوئی مشین بغیر اوس کے
پرزوں کے ماہر کے چل نہیں سکتی ذوالفقار کے لیے دست مولا "کی ضرورت
تھی جو استعمال کا وقت بہترین طریقہ پر جاننے والے آدمؑ سے خاتمؐ تک آج
تلوار کا حقدار پیدا ہوا خدا کی بنائی ہوئی ہر چیز غلطی سے پاک لہذا یہ
جب تک جب استعمال صحیح اور جب نیام میں رہے ٹھیک معصوم کے ہاتھ کی
ضرورت ہے جس کے قبضہ میں آنے کے بعد تلواریں جو ہر پیدا ہوں گے۔
ذوالفقار خوش نصیب ہے عالم بالا سے اوس گھر میں آئی جہاں قرآن نے
لوح محفوظ چھوڑ کر دم لیا۔ وہاں ذوالفقار معطل تھی عصمت پوش مجمع میں
قدسیوں کے بیچ میں۔ ملائکہ کے درمیان میں بے کار تھی قدرت نے باکار بنایا
اور اصلاح کا آغاز ہوا تمام صلاحیتیں موجود تھیں اور وہاں بھی ایک دشمن
مصنوعی عبادت کرتے کرتے پہونچ گیا تھا تلوار تھی اور سجدۂ آدم سے انکار
کے وقت شیطان پر نہ چلی نیام میں رہی معلوم ہوا اوس وقت مصلحت
نہ تھی جب وقت آگیا تو کھچی اور وہ کام کیا کہ شرک و کفر کی بستی اجاڑ دی
جہاں کی پیداوار تھی وہاں کے رہنے والے نے تعریف کی اور کہا

لَا فَتیٰ اِلَّا عَلِیؑ لَا سَیفَ اِلَّا ذُوالفِقَار

بزم رسولؐ کا کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور رزم

کا کلمہ کوئی جوان مرد نہیں مگر علی اور کوئی تلوار نہیں مگر ذوالفقار ایک
دفتر ہے فضیلت ذوالفقار کا جس کو ثنا خواں ختم نہیں کر سکتا اور پر سکون طریقہ
سے بیان کو ختم کرنے کا قصد ہے ہمسری کا دعویٰ کرنے والے اس فضیلت کے
مقابلے میں کوئی حدیث گڑھ نہ سکے روایت ساز فیکٹری میں سناٹا ہے ــــ
ہم فن شمشیر زنی سے دور ہو گئے اب ایجادات کے زور سے لڑائی ہوتی ہے
اور ایک کے بجائے لاکھوں انسان قتل ہوتے ہیں ہر گز دو طاقتیں برابر کی نہیں
اور تلوار سے لڑنے میں دو شمشیریں برابر کی ذرا شمشیر کا تجزیہ کیجیے جہاں ہاتھ رہتا
ہے اوس کو قبضہ کہتے ہیں اور بیچ کے حصہ کو گھاٹ اور آخری نوک شمشیر بہت
سی تلواریں رسولؐ کی محبت میں چل رہی تھیں فرشتہ نے کسی کی تعریف نہیں کی
ذوالفقار کی ثنا کی قبضہ کو دیکھا توکل اسلام کے ہاتھ میں ۔ اور گھاٹ پر نظر
کی توکل کفر کی کشتی ڈوبتے ہوئے نظر آئی ۔ خون عمر کا نقطہ سیدۂ عالم نے
جان بوجھ کر رہنے دیا تھا ــــ " ذالفقار اور فاطمہ " بڑی متحد دو ذاتیں
ہیں ان میں یک جہتی کی بنیاد یہ ہے کہ ادھر تو حدیث ہے کہ ذوالفقار کی
خلقت سیب جنت سے ہے ــــ ادھر فاطمہ زہراؑ کا نور جس وقت شکم مادر
تک پہونچا رسولؐ نے سیب جنت معراج میں نوش کیا تھا کیا کہنا امیر المومنینؑ
کا جن کا سیب کے دونوں ٹکڑوں پر قبضہ تلوار ان کی تلوار اور فاطمہؑ ان کی رفیقہ
حیات تھی مناسبت تھی کہ فاطمہ زہراؑ ذوالفقار سے خون پاک کرتی تھیں اور

جب خون دشمن کا ایک نقطہ رہ گیا اور مولائے چیں بہ جبیں ہوئے تو ذوالفقار نے خود کہا کہ یہ نقطہ اس لیے رہنے دیا ہے کہ تلوار جب چلے تو فرشتہ اس کو دیکھ کر درود پڑھیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ مولا کا یہ فرمانا بھی نقطہ دیکھ کر یاد آئے گا۔ کہ میں وہ نقطہ ہوں جو بائے بسم اللہ کے نیچے دیا جاتا ہے وقت گذر گیا اور خاتونِ جناں کی شادی کے موضوع پر بجز اس اشارے کے زیادہ نہیں کہا جا سکا پیغمبر خدا کی مصیبتوں میں یہ بھی ایک مصیبت ہے کہ جب علیؑ کے سوا کوئی فاطمہؑ کا ہمسر نہ تھا تو دوسرے لوگوں نے کیوں پیام دیئے رسولؐ کے صاف انکار پر اپنا سا منھ لے کر رہ گئے علیؑ لا تعداد صفتوں میں فاطمہ زہراؑ کے ہمسر ہیں نسب میں برابر ہیں فاطمہؑ اولاد حضرت عبداللہ اور علیؑ اولاد ابی طالبؑ ان کی خلقت نور سے اور ان کی بھی خلقت نوری وہ دختر خدیجہ جن کی دولت اسلام سر سبز ہوا تو علی فاطمہ بنت اسد کے لال وہ بنت اسد جنھوں نے حضورؐ کو اپنی گود میں پالا پوسا ناممکن تھا کہ پیغمبرؐ چچی کے احسان پرورش کا بدلہ نہ کرتے علی اس طرح بھی فاطمہؑ کے ہمسر کہ ان کی چادر میں کثرت سے پیوند اور ان کی قبا میں اتنے جوڑ کہ فرماتے ہیں مجھے خیاط کے پاس جاتے شرم آتی ہے پیغمبرؐ کہیں فقر میرا فخر ہے اور علیؑ پر ہر گدا و فقیر کو ناز ہے فقرا کا سلسلہ ان سے ملحق ہوئے بغیر سند عزت نہیں پاتا یہ ہمارے تخیلات ہیں سب سے بڑی تجویز اس عقد میں حکم الٰہی ہے جس کے نہیب میں بشریت لرزہ براندام ہے یہ شادی مثالی

تقریب ہے مسلمانوں کو رسم ورواج کے قیود سے بچانا ہے۔

پردہ دار خاتون کی تزویج تھی وحی میں دلہن کے نام کو چھپایا گیا پیغمبرؐ نور کی نور سے تزویج کیجئے عرش ذوالجلال پر عقد ہو چکا ہے حضرت علیؑ کی زرہ فروخت ہوئی خاتون جناںؑ کو ام سلمہ ایسی پاکیزہ طینت بی بی نے دلہن بنایا عقد ہوا۔ جہیز کی تفصیل نہ پوچھو ایک پیراہن ۷ درہم کا ایک مقنعہ ایک چادر سیاہ دو توشکیں ایک میں لیف خرمہ کے پوند دوسرے میں گوسفند کے بال ایک چکی، چرخہ تکیہ جن میں گھاس بھری ہوئی ایک بالوں کا پردہ اور ایک بوریہ جس پر شب کو سیدہؑ آرام فرمائیں اور دن کو اونٹ دانہ کھائے ایک ظرف پانی پینے کا ایک مشک یہ جہیز بادشاہ دین و دنیا کی بیٹی کو ملا جب رسولؐ نے بے سروسامانی ملاحظہ کی تو زار زار رونے لگے اور فرمایا فدا ہو باپ میرا اوس پر جس کا اکثر جہیز مٹی کا ہے۔

جب سواری فاطمہ زہراؑ کی مکان حضرت امیرؑ کی طرف چلی تو یہ شان تھی کہ رسالت مآبؐ نے اپنے ناقہ پر سوار کیا تھا سلمان فارسی کے ہاتھ میں مہار ناقہ تھی ستر حوریں گرد ستر ہزار ملائکہ عقب میں تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے آگے آگے رسالت مآبؐ داہنی جانب جبرئیل بائیں طرف میکائیل بنی ہاشم برہنہ تلواریں لیے ہوئے سواری کے ساتھ زوجات نبیؐ آگے آگے اشعار تہنیت پڑھتی ہوئی فاطمہ زہراؑ کی رخصتی میں یہ شان اور عروس قاسمؑ کا راہ کوفہ میں

یہ عبرت انگیز جلوس ماں بہنیں پھوپھیاں سر برہنہ اونٹوں پہ سوار ہاتھ پس
گردن سے بندھے ہوئے اور سرہائے شہداء نیزہ پہ آگے سر حسینؑ نیزہ طویل پر
نصب تلاوت قرآن مجید کرتا ہوا وہاں مہار ناقہ سلمان فارسی کے ہاتھ میں
یہاں دشمنوں کا نرغہ نیزہ دار ہاتھوں میں سنانیں لیے ہوئے اگر کسی کی آنکھ سے
آنسو نکل آتا ہے تو دشمن اذیت دیتے ہیں وہاں ازواجات نبیؐ اشعار پڑھتے
ہوئی ساتھ تھیں یہاں وامحمداہ واعلیاہ واحسیناہ واقاسماہ کی صدائیں
ہیں اسی حال تباہ سے اسیران آل محمدؐ دربار یزید میں پہنچے تنبیوں کے پھٹے ہوئے
کپڑے بے نقاب و چادر دیکھ کر وہ سمجھا کہ پہلے کنیزیں داخل ہو رہی ہیں پوچھا
اولاد علیؑ و فاطمہؑ کہاں ہیں شمر بتانے لگا یہ زینبؑ ہیں (بڑی بیٹی امیرالمومنین
کی) وہ ام کلثوم سکینہ و رقیہ یزید نے بدر میں اپنے گھرانے کے قتل ہونے
کا انتقام قرار دے کر ملحدانہ اشعار پڑھے اور ایک شامی سرخ رنگ اٹھ کر
کھڑا ہوا کہنے لگا امیر! میں تجھ سے اس مال غنیمت میں کچھ نہیں چاہتا مگر
اس لڑکی کو دیدے اور اشارہ کیا فاطمہ کبریٰ کی طرف وارثوں میں ایک
امام زین العابدینؑ باقی ہیں وہ لوہے میں جکڑے ہوئے سامنے تخت کے
کھڑے ہیں فاطمہ دوڑ کے جناب زینبؑ سے لپٹ گئیں عرض کیا پھوپھی بابا
نے محضر شہادت میں یہ بھی لکھوایا ہے کہ اولاد رسولؐ کافروں کی کنیز
بنائی جائے گی فرمایا کیا مجال یزید کی جو تمھیں کنیزی میں دے سکے

دشرکت عیسی بن مریم نماز **۸** حضرت حجت میں اور کربلا کی نماز ظہر

رخصت و شہادت حضرت عباسؑ علمدار

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وکل شیءٍ احصیناہ فی امام مبین

عظمتِ منصب سے پہلے معلومات کا تعارف ہے اور جو لفظیں استعمال ہوئی ہیں وہ عبدیت کی منزل سے اونچا کر کے مدح معبود کے لب ولہجہ سے ملتی جلتی ہیں خدا کی شان میں ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شیءٍ قدیر خدا ہر شئے پر قادر ہے اسی طرح امام مبین میں ہر شئے کا احصار ہے ہادی دین کے خلیفۃ اللہ ہونے پر اس سے بہتر تعارف کیا ہوگا کہ وہ جس کا نائب ہے اس کے اقتدار کی زیادہ سے زیادہ جھلک موجود ہے سیرت حضرت امیر المومنینؑ میں واقعہ نگار کا یہ لکھنا استغنائہ عَنِ الْکُلِّ وَاِحْتِیَاجُ الْکُلِّ اِلَیہ اون کو کسی کی احتیاج نہ تھی اور تمام صحابہ اون کی طرف محتاج تھے۔

یہ مقولہ احمد بن حنبل کا ہے اور وہ کل کی احتیاج میں عہد رسولؐ کے عالم اسلام کو مراد لیتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ کل مخلوق آل محمدؐ کے محتاج ہیں کائنات کی تقسیم جمادات۔ نباتات۔ حیوانات انسان چار بڑے گروہ میں منحصر ہو اور انسان اشرف مخلوق ہے ہم کو یہ کہنے کی ضرورت

نہیں کہ پہاڑ اور درخت یا چرند و پرند محتاج ہیں یہ کہنا کافی ہے کہ انسانیت کو ان کی احتیاج ہے بنی آدم میں انبیاءؑ و مرسلینؑ سب انسانوں سے بہتر ہیں آل محمدؐ کے در پر ان کا دست سوال پھیلا ہوا ہے کوئی رسول نہیں جس نے مدد طلب نہ کی ہو آج گیارہ اماموں کا دور ختم ہونے کے بعد بارھویں امامؑ کے وجود پر کچھ لوگ ایمان بالغیب میں حیرت زدہ ہیں اور نبوت کا باب ماضی نہیں دیکھتے جس نبی نے آنحضرتؐ کو وسیلہ قرار دیا وہ ایمان بالغیب تھا۔

کائنات کا چپہ چپہ غیب کا رہین منت ہے کوہستان میں جواہر درختوں میں ثمر طیور میں نغمہ سرائی آل رسولؐ کا فیض محبت ہے۔ عقیق میں آب گلاب میں خوشبو۔ سرو میں استقامت کہاں سے حاصل ہوئی ——

امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے علم افروز کلمات میں بزم رسالت کی تصویر کشی فرماتے ہیں معمرؔ بن راشد کا بیان ہے کہ آپ نے فرمایا ایک یہودی سرکار رسالت میں آیا اور سامنے کھڑے ہو کر تند نظر سے دیکھا آپ نے فرمایا اے یہودی تیری کیا حاجت ہے اوس نے کہا آپ افضل ہیں یا موسیٰ بن عمران جن سے اللہ نے باتیں کیں اور اون پر توریت نازل کی اور عصا عطا کیا اور دریا شگافتہ ہوا اور ابر نے سایہ کیا۔

یہودی فقط حضرت موسیٰؑ پر افضلیت کی دلیل چاہتا تھا اور آپ

نے باب منقبت کو آدمؑ سے شروع کیا جواب میں فرمایا کہ

بندۂ (خدا) کے لئے مکروہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی تعریف کرے

مگر کہنا پڑتا ہے کہ آدمؑ سے جب ترک اولیٰ صادر ہوا تو اون کی توبہ اوسی

وقت قبول ہوئی جب اونھوں نے کہا اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ

وَّاٰلِہٖ لَمَّا غَفَرْتَ لِی بار الٰہا تجھے محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ مجھے

بخش دے اس دعا پر وہ کامیاب ہوئے اور نوحؑ جب کشتی پر بیٹھے اور بیڑا

غرق ہونے کا اندیشہ ہوا تو اونھوں نے عرض کیا بار الٰہا محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ

مجھے ڈوبنے سے بچا اللہ نے (گرداب فنا سے) نجات دی اور ابراہیمؑ

جب نارِ (نمرود) میں ڈالے گئے تو عرض کیا میرے معبود محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ

مجھے بچا خدا نے آگ کو سرد کیا اور وہ سالم رہے اور موسیٰ نے جب عصا

پھینکا اور دل میں ڈر محسوس ہوا تو کہا خدایا محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ مجھے

امان دے خدا نے فرمایا لَا تَخَفْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعْلٰی۔

حضرات اس نکتہ کو فراموش نہ کیجئے گا جب کسی معصوم کو تشفی دی

جاتی ہے تو صدائے قدرت ہے لَا تَخَفْ اور جب کسی عامی کو بچپنے

سے روکا جاتا ہے تو قرآنی آواز ہے لَا تَحْزَنْ خوف تقاضائے بشریت

تھا اور حزن ایمان کی کمزوری تھی جو پیغمبر کی موجودگی میں تعجب خیز تھی۔

بہرحال آقائے دو جہان فرماتے ہیں کہ اے یہودی اگر موسیٰ مجھے

پاتے اور میری نبوت پر ایمان نہ لاتے تو اون نہیں نہ ایمان باللہ سے کوئی نفع پہونچتا اور نہ نبوت اون کے کام آتی۔

یقیناً یہ استدلال آب زر سے لکھنے کے قابل ہے اور کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا مگر اوس کی تبلیغی خدمتوں پر خداوند عالم نے سرکار دو عالم کو گواہ بنایا قرآن حکیم میں ہے فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا پ ۵ ع ۴ کیا حال ہوگا جب ہم ہر گروہ کے گواہ طلب کریں گے اور (اے محمدؐ) آپ کو اون سب پر گواہ کی شان سے لائیں گے۔

اس آیہ کی تفسیر یہ ہے کہ قیامت میں انبیاء بارگاہ ایزدی میں کھڑے کیے جائیں گے اور اون سے پوچھا جائے گا تم نے ہمارے پیغام اپنی اپنی امتوں کو پہونچائے یا نہیں انبیاء عرض کریں گے خداوندا ہم نے تیرے پیغام تیرے حکم کے مطابق پہونچا دیے مگر جب اون کی امتوں سے پوچھا جائے گا تو وہ انکار کریں گے اوس وقت تمام انبیاء حضرت رسولؐ کو اپنا شاہد بنائیں گے تب انبیاءؑ کی تصدیق اور اون کی امتوں کی تکذیب کریں گے اور وہ لوگ اس خوف سے کہ مبادا ان کے اعضا گواہی دینے لگیں دم بخود ہو جائیں گے۔

یہ آیۂ کریمہ حدیث رسولؐ کی تصدیق ہے " سب سے پہلے میرا نور خلق ہوا " اگر نور نبوی اول مخلوق نہ ہوتا تو انبیاء و مرسلین کے گرد اہد

پر آپ کا گواہ ہونا درست نہ تھا

فیضی نے اسی فضیلت کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

پیش از ہمہ شاہان غیور آمدہٗ — ہر چند کہ آخر بظہور آمدہٗ

اے ختم رسل ؐ قرب تو معلوم شد — دیر آمدہٗ زراہِ دور آمدہٗ

حضور اکرم ؐ نے تو یہودی کے جواب میں صرف اسی قدر فرمایا جس

کا ترجمہ عرض کیا مگر حقیقت حال کچھ اور ہے ؎

مصطفٰے برعرش رفت و گشتِ موسیٰ کوہ ودشت

وادیِ ایمن کجا و گنبدِ خضراء کجا

سیر موسیٰ در شرف تلقاء مدین بودہ است

وہ کجا ایں سیر سبحان الّذی اسریٰ کجا

دعوۂ تفضیل موسیٰ بر محمد نارواست

لن ترانیغا کجا و قرب اَو ادنیٰ کجا

ماہ تاباں شد بہ ایماء زانگشتش دو نیم

بود ایں معجز نمائی در ید بیضا کجا

(مفتی علام سید محمد عباس شوستری)

اِن حقائق کے سامنے لانے کے بعد مرتبہ رسالت درجہ کلیم سے

بہتر معلوم ہوتا ہے۔

اس مزید تبصرہ کے بعد تتمہ حدیث ملاحظہ ہو یہودی سے گفتگو سرکار دو عالم ص کی ختم ہو رہی ہے۔

اور آپ فرماتے ہیں اے یہودی میری ذریت سے مہدی علیہ (آخر الزمان) جب خروج کریں گے تو عیسیٰ بن مریم اون کی نصرت کے لیے آسمان سے نازل ہوں گے اور مہدی ع کو آگے بڑھا کر اون کی اقتدار میں نماز پڑھیں گے۔

یہودی کا مطالبہ تھا کہ موسیٰ بہتر ہیں آقائے دو جہان نے ثابت کیا کہ بنی اسرائیل کا آخری نبی عیسیٰ میرے بارھویں جانشین کے پیچھے نماز پڑھنے والا ہے۔

کیا کہنا اوس نماز جماعت کا جس کا ماموم عیسیٰ ایسا معصوم ہو حضرت عیسیٰ کا اقتداء کرنا راز الٰہی ہے اور سب سے بڑی حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ عیسائیت کی روز افزوں رفتار ظہور امام تک کتنی بڑی تعداد تک پہونچے گی اس گرد و پیش میں مسیح کا نماز میں شریک ہونا لا تعداد عیسائیوں پر وہ حجت قطعی ہو گا جس سے بہتر کوئی دلیل نہیں ہو سکتی۔

اس تقریر کا حاصل یہ ہوا کہ اولین و آخرین آل محمد ص سے وابستہ ہوئے اور حضرت عیسیٰ کا ماموم بننا بڑا اہم مسئلہ ہے اسلامی وہ مسیح ہوتے ہوئے مقتدی، وہ ابن مریم ہو کر ماموم وہ روح اللہ۔ کلمۃ اللہ تمام خصائص

ذات کی موجودگی میں پرچم امامت کے سایہ میں ہیں ۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جس گھرانے کی نماز کا اشتیاق پیغمبروں کو ہو کربلا میں ایسے مسلمان جمع تھے جو نماز کی اجازت نہ دیتے تھے ظہر عاشور کی جماعت جس کا شوق ابوثمامہ نے ظاہر کیا اور نبی کے نواسہ نے تصدیق کی ہاں یہ اول وقت ہے نماز کی مہلت طلب کرو حصین بن نمیر نے جواب دیا تمہاری نماز قبول نہیں ۔

پناہ بہ خدا ان گستاخیوں کا جواب بجز تلوار کچھ نہ تھا جس گھرانے سے بہشت و دوزخ کی خبریں حاصل کیں جس کی ذات معیار جزا و سزا، اگر کسی خوش نصیب نے دل و جان سے دوست رکھا تو سزاوار بہشت اور اگر دل میں ذرہ برابر دشمنی پیدا ہوئی تو مستحق دوزخ اوس خاندان کے ساتھ یہ گستاخانہ تخاطب معلوم ہوتا ہے کہ ایمان بالکل رخصت ہوچکا تھا اور شرک و نفاق کی زنجیروں میں قید تھے انہیں زنجیروں کو کاٹنے کیلئے ہاشمی و مطلبی تلواریں کربلا میں چمک رہی تھیں امام مظلوم کے بھائی بھتیجے بھانجے اولاد سب الفت آلہی کے بادہ سے مست تھے اور چاہتے تھے کہ کسی طرح شرک و الحاد خاک میں مل جائے چنانچہ جب اولاد امام حسنؑ کام آچکی تو اولاد علی ع کی باری آئی اس طبقہ میں فرزندان ام البنین ع کا نام بڑا نمایاں ہے جو حسین ع کے شیر حضرت عباسؑ کی سرپرستی میں تھے

اور کیا کتنا وفادار عباسؑ کا خود قربان ہوئے اور اپنی آنکھوں سے بھائیوں کو

خون میں تڑپتے دیکھا خود لڑنے کے لیے اپنے سامنے بھیجا سب سے پہلے اپنے

بھائی عبداللہ کو بلایا اور کہا آگے بڑھو تاکہ میں تمہیں قتل ہوتے اپنی آنکھو

سے دیکھ لوں اور اپنے لیے سامان آخرت سمجھوں تمہارے تو کوئی اولاد بھی

نہیں ہے۔ اس شاہزادہ کی قربانی ایک نسل کی موت تھی سن اس جوان کا

تقریباً ۲۵ برس کا تھا رخصت ہوئے میدان میں آئے جنگ کی شہید ہوئے

پھر عثمان بن علی کو آگے بڑھایا یہ عبداللہ سے چھوٹے تھے ۲۳ برس کا سن و

سال علوی سطوت ہاشمی دبدبہ سے حملہ کیا لڑے دشمنوں کو قتل کیا خولی کے

تیر سے شہید ہوئے زمین پر گرے اور بنی ابان کے ایک بزدل نے تیزی سے جسم

سے سر جدا کیا پھر جعفر بن علی کو بھیجا وہ بھی لڑے اور خاندانی شجاعت

و بہادری کے جوہر دکھائے اور شہید ہوئے اس کے بعد خود حضرت ابی الفضل

قمر بنی ہاشم جعفر طیارؑ کی شان اور حمزہؑ کے نہیب کی تصویر بن کر غضب الٰہی کی طرح

دشمن کی طرف جائیں گے بشرطیکہ فاطمہؑ کا لال اذن جہاد دیدے حسینی سپاہ

میں جناب عباسؑ کی خصوصیتیں شیر خداؑ کا فرزند۔ حسینؑ کا علمدار اگرچہ

بطن فاطمہؑ سے نہیں مگر خدمات وہ تھے کہ واقعات عالم دیکھو قرآن کی تلاوت

کرو۔ حضرت شعیب نبی کی بیٹیوں کو جس نے پانی بھر کے سیراب کیا تھا وہ

موسیٰ کلیم اللہ تھے یہاں حسینؑ کا باوفا بھائی کار کلیم کرنے والا ہے

جب کوئی سپاہ قلیل میں باقی نہ رہا خدمت امامؑ میں حاضر ہو کر اذن جہاد طلب کیا امام نے بھائی کو حسرت کی نگاہ سے دیکھا اور فرمایا تم میرے علمدار ہو جواب میں عرض کیا اب مجھ سے تحمل ممکن نہیں زندگی سے سیر ہوں فرمایا جاتے ہو تو پانی کی فکر کرنا جناب عباسؑ نے مشک اوٹھائی اور میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئے سکینہؑ نے کیونکر رخصت کیا بڑی بہن حضرت زینبؑ جو یہ سمجھتی ہیں کہ میرے اٹھارہ بھائی تھے عباسؑ کے بعد اون کا کیا حال ہوگا ام کلثوم جن کے کوئی اولاد نہ تھی وہ اگر چھوٹے بھائی کو اپنی طرف سے قربان کریں تو ایک غمزدہ خاتون کا واحد سہارا اب کہاں رہے گا سب سے زیادہ دل خراش وہ وقت ہوگا جب بیوہ مسلمؑ سے رخصت ہوئے ہوں گے زوجہ مسلم عباسؑ کی بہن ہیں جن کے آرام کی بستی کوفہ میں اجڑ گئی حسینؑ کا بھائی سب کو روتا چھوڑ کر خیمہ سے برآمد ہوا علمدار کا چھوٹا فرزند کیا باپ کے میدان جنگ کو جاتے وقت فوج یزید کی تلوار سے زندہ بچا تھا اور یتیم ہونے والے بچہ نے پدر کو کیونکر رخصت کیا عباسؑ خیمہ سے نہیں برآمد ہوئے اہل حرم کا سہارا رخصت ہوا پیاسوں کے دلوں کی ڈھارس جاتی رہی خیمہ میں کہرام ہے اور بیبیاں علم حضرت رسالتمآبؐ کو مشک سے چھوڑتی ہیں اس ہلچل میں بھی عباسؑ کی پامردی میں فرق نہوا میدان میں آگئے پہلے دشمنوں کو نصیحت کی جو خاندانی شیوہ تھا راہ راست

پر لانے کی ہر ممکن سعی کی اور گھوڑا اڑاتے ہوئے نہر پہ آئے وہ نہر جو سات دن سے

محرم سے عمرو بن حجاج کے قبضہ میں ہے جس کے چپہ چپہ پر دشمن کا پہرا ہے

علی ع کے شیر کی وہ سطوت تھی کہ دریا تک پہونچنے میں کوئی بزدل سامنے

نہ ٹھہرا فرات تک پہونچ گئے تشنہ لب بچوں کی امیدیں پورے ہونے کا ظاہر

اسباب تو سامان ہے سینکڑوں سپاہی روکنے میں کامیاب نہ ہوے اور اتنی

زور فوجوں کو پہونچا دیا کہ گھوڑا نہر میں ڈالا اور پانی بھرنا شروع کیا عرب

کی دھوپ اور روز عاشور کی تپش مشکیزہ کا خشک چمڑا کتنی دیر میں

ملائم ہوکر پانی قبول کرے گا اس حقیقت اور واقعیت پر غور کرو اتنی دیر

نہر پر ٹھہرے رہے کہ مشک بھر لی اور اپنے ہاتھ میں ایک چلو پانی کا لے کر

یہ بھی دکھا دیا کہ نہر پر کس کا قبضہ ہے پانی زمین پر پھینکا اور اپنے رویہ

سے بتایا کہ بے آب علی اصغر ع تڑپتا ہو سکینہ پیاسی ہوں اور عباسؑ پانی

پی لے استغفر اللہ شرط وفا یہ نہیں ہے بھری ہوئی مشک کاندھے پر رکھ کر

دریا سے نکلے اور خیمہ کی طرف روانہ ہوئے پہلے تو نہر تک پہونچنے میں دشمنوں

کو ہٹاتے ہوئے علم کی حفاظت کا بار تھا وہ علم جو حیدر ع و جعفر کی یادگار ہے

مگر اب علم کے ساتھ ساتھ مشکیزہ کی حفاظت بھی فرض ہے اب دو طاقتوں

میں عظیم تصادم شروع ہوتا ہے پورے لشکر کی یہ کوشش کہ پانی

خیمہ تک نہ پہونچے اور اکیلے علمدار کی یہ سعی کہ نہ علمدار کا وقار کم ہو نہ مشکیزہ

پر کوئی آنچ آئے اور جب تک جان میں جان ہے حسینیت بلند رہے اس رجز میں حملہ بھی کیا اور رجز بھی پڑھا - میں کبھی موت سے نہیں ڈرتا موت کتنے ہی نعرے لگائے جب تک میں تلواروں کے سایہ میں زمین پر گر نہ جاؤں فوج کو پسپا کرتے ہوئے خیمے کی طرف بڑھ رہے تھے حکیم بن طفیل نے درخت کی آڑ میں چھپ کر داہنے ہاتھ پر تلوار لگائی عباسؑ نے بائیں ہاتھ سے علم کو گرنے سے بچایا اور بائیں کاندھے پر لیا اور کہا خدا کی قسم اگر تم نے میرا داہنا ہاتھ کاٹ دیا تو میں دین کی خدمت ہمیشہ کرتا رہوں گا اس کے بعد ورقا نامی دوسرے ظالم نے بائیں ہاتھ پر تلوار لگائی یہ ہاتھ بھی کٹ گیا اللہ رے اطمینان قلب علم سنبھالنا تو اب ممکن نہ تھا مشکیزہ کا تسمہ دانتوں سے دبایا اور چاہتے تھے کہ پانی کسی طرح خیمہ میں پہونچ جائے دفعتاً دوسرے ظالم نے سر پر گرز آہنی لگایا جس سے عباسؑ زمین پر گرے اور آواز دی بھائی میری خبر لیجئے -

اب بھی ہیبت عباسؑ اس قدر تھی کہ دشمن قریب سے حملہ نہیں کر سکتے تھے نیزہ داروں نے اپنے نیزوں کو دور سے خون ناحق میں رنگین کیا امام وا اخاہ وا عباساہ کہتے ہوئے بالین پر آئے (اے عباس) تیرے مرنے سے کمر حسین کی ٹوٹ گئی اور راہ چارہ مسدود ہوئی —— مرنے والے باوفا بھائی نے کیا کہا ؟ سب کی لاشیں تو مقتل سے آئیں مگر

جنابِ عباس ع کی نعش نہ آئی اس کی کیا وجہ ہے یا تو عباس نے وصیت کی مولا - میری لاش خیمے میں نہ لے جائیے گا سکینہ سے پانی لانے کا وعدہ کیا تھا مجھے حیا آتی ہے یا جسد عباس اس قدر زخموں سے پاش پاش تھا کہ لاش اٹھ نہ سکتی تھی -

لاش تو نہیں آئی علم آیا کس طرح پرچم خونِ ناحق سے رنگین نشان گردِ غبار میں اٹھا ہوا ہمارا علم اس علم کی یادگار ہے جس کو دیکھ کر بیبیوں نے ماتم کیا -

عظمت نماز واجب **9** سعید بن عبداللہؓ

کی روز عاشور بعد ظہر شہادت

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی کُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنَاہُ فِیْ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ

ہم نے ہر شئے کا احصار امام مبین میں کیا ہے وہ جامع مدح اور وسیع منقبت ہے جس کے پہلو وہی ظاہر کرسکتا ہے جو معرفت میں کامل ہو لسان قدرت سے تنا وہ صحیفہ منقبت ہے جو فخر بشر ہے صفات کمال کا وجود ان ہستیوں میں ہوا کرتا ہے جو خدا ساز ہوں اور جن کی تخلیق پر صانع کو خود ناز ہو اولاد آدمؑ کی پیدائش اور اوس کے خلعت ہستی پہنائے جانے پر فتبارک اللہ احسن الخالقین کی صدا مجاز ہے حقیقت وہاں ہے جہاں عصمت وطہارت ہے ان حضرات کی زندگی کا جائزہ لینے سے واضح ہوتا ہے کہ ہر فرد اپنے خصوصیات میں بے نظیر خصائص انبیاء میں ایک خصوصیت ان حضرات کا دستِ شفا ہے بیماروں کو تندرست کرنا صحت کو معیار پر لانا یہ بات تقریباً ہر نبی میں تھی تاریخی حقیقت ہے کہ دختر فرعون کو سپیدی کو آزار تھا اور وہ مبروص تھی اول تو دعوائے ربوبیت کرنے والے کا صاحب اولاد ہونا اس کی خدائی پر ضرب آتی ہے دوئم یہ کہ خدا ہوتے ہوئے اپنی دختر کو صحتیاب

نہ کرسکا بخومی سے رجوع کی اور ستارہ شناس طبقہ نے بتایا کہ عالم آب سے دوا

آئے گی اوس سے شفا ممکن ہے قصہ طویل ہے مگر اس قدر عرض کرنا ہے کہ مادر

موسٰی کا رود نیل میں پہونچایا ہوا صندوق سطح آب پر نظر آیا اور جب تختہ

ہٹایا تو ماہ پارہ بچہ تھا جو انگوٹھا منہ میں لیے ہوئے اپنے لعاب دہن سے

پرورش پا رہا تھا فرعون کی بیٹی نے وہ لعاب دہن اپنے سفید داغ پر لگایا

اور مرض رخصت ہوا یہ ہے شانِ کلیم طفولیت میں اونہوں نے معبود باطل

کی دختر پر بھی احسان کیا، اس مرض عار بی سے بچا کر اوس کے کنبہ اور نسل پر

احسان کیا اس وقت اون کی حیثیت طلبیدہ کی تھی ناخواندہ مہمان نہ تھے

وہ ایسے نیک قدم ثابت ہوئے کہ قصر فرعون میں پہونچتے ہی ممنون بنایا

صحت دختر فرعون کا واقعہ ابو اسحاق ثعلبی نے تاریخ میں حوالہ قلم کیا ہے

اگر موسٰی کا لعاب دہن لا علاج مرض کو اچھا کر سکتا ہے تو خیبر میں امام مبین

کی آنکھیں دکھتی ہوئی محمدؐ عربی کے لعاب دہن سے اچھی ہو سکتی ہیں اور

یہ نظریہ واضح ہوتا ہے کہ ہادی خلق کو شافی ہونا چاہیے کلیمؑ و حبیبؐ میں

یہ فرق تھا کہ لعابِ دہنِ موسٰیؑ نے جلدی مرض پر فوری اثر دکھایا

اور برص باقی نہ رہے اور رسولِ عربی کے لعاب دہن نے ہمیشہ کے لیے

اثر باقی رکھا اور مولے پر اس کے بعد سردی اور نہ گرمی اثر نہ کرتی تھی

موسمِ سرما میں باریک کپڑے اور تابستان میں موٹے کپڑے پہنتے تھے

اور موسم سے تکلیف نہ تھی اگر سردی سے کانپتے اور گرمی میں پنکھے کی احتیاج ہوتے تو غالب کل غالب نہ تھے اب معلوم ہوا کہ جس امام مبین میں کل اشیاء کا احصار ہے وہ کل غالب ہے۔

موسیٰ کے فعل سے یہ امر بھی صاف ہوا کہ یونانی اطباء سلاطین کا علاج جواہر سے کرتے ہیں شافی مطلق نے موسیٰ کا تھوک نام نہاد خدا فرعون کی دختر کے لیے علاج میں تجویز کیا اور اب یہ بھی توقع ہوئی کہ اگر متوکل بیمار پڑے تو امام علی نقی ع بکری کی مینگنیوں سے علاج کریں گے یہ ہے الٰہی شفاخانہ کا طریق علاج۔

حضرت یونسؑ پوری دنیا کے نبی نہ تھے ایک لاکھ نفوس زن و مرد پر اون کی بعثت تھی مگر اون کی ذات میں خدمت خلق کا وہ اثر موجود تھا کہ جب شکم ماہی میں پہونچے تو دریا کی بیمار مچھلیاں شمیم نبوت سے اچھی ہوئی تھیں اور اون کے امراض دور ہوئے یونس کی خوشبو عالم بحر میں محدود رہے کسی تاریخ سے یہ نہیں ثابت ہوا کہ اوس دریا کی سطح سے کشتی پر سفر کرنے والے لطف اندوز ہوئے ہوں لیکن محمد مصطفےٰؐ اور اون کی آل کی وہ فلک رسا شمیم تھی کہ جب چادر یمنی میں پنجتن ع جمع ہو گئے تو سدرہ نشین ملک کے شامہ نے اپنی جگہ چھوڑی اور کساء یمانی میں پناہ لی۔

حضرت سلیمان جنگلی بوٹیوں سے پوچھ پوچھ کر معلومات فراہم کرتے تھے اور پتیوں سے پوچھتے تھے لِاَیِّ دَاءٍ اَنْتَ تو کس مرض کی دوا ہے یہ زردیہ علمی معلومات ہیں شرم نہو پر دلیل ہوا اور ہم کو یہ کہنے کا حق پیدا ہوتا ہے کہ نباتات معلم سلیمان اور علی معلم ملکوت جبرئیل مجلس وعظ میں اون سے علمی سوال کرتے ہیں۔ قمیص یوسفؑ نے پدر کی بصارت بینائی معلوم ہوا کہ انتساب بھی صحت بخش ہے عیسٰی بن مریمؑ کا مسیح ہونا شہرہ آفاق صفت اور اون کے صحت جسم پر کمالات اظہر من الشمس ہیں وہ ہاتھ پھیر کر مریض کو اچھا کر دیں حضرت علیؑ ید اللہ ہیں اون کی قبر شریف سے نابینا۔ مفلوج ۔ زخمی تندرست ہوتے ہیں محمد بن علی شیبانی صدر اول کا ایک زائر نجف ناقل ہے کہ میں اپنے باپ کے ساتھ قبر حضرت امیرؑ کی زیارت کو چلا یہ وہ وقت ہے کہ نشان مزار بہت تھوڑے لوگ جانتے ہیں اور مقام دفن پر زمین کے گرد کالے پتھر رکھے ہیں اور اس پہچان سے لوگ آتے ہیں ہم زیارت کو آئے پہونچے تھے کہ ایک شیر نمودار ہوا نظر آتا وہاں سے بھاگنا چاہیئے تھا مگر دل میں کچھ ایسی طاقت پیدا ہوئی کہ فقط اوس کو راہ دی ہم ہیں اور شیر میں ایک نیزہ کا فاصلہ رہ گیا شیر نے قبر انور پہ پہونچ کر اپنا ہاتھ زمین سے مس کرنا شروع کیا جو کسی وجہ سے زخمی تھا برکت قبر دیکھو زخم مندمل ہوا ہاتھ اچھا ہوا یہ ہے قبر کی برکت زخمی اچھا ہو جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مجروح جن کو سرجری سے شفا ہو یہاں آکر تندرست ہیں عرض کرتا ہوں۔ مولا شیر کا زخمی ہاتھ اچھا کر دیا کربلا میں بہت سے

زخمی موجود ہیں کسی کے زخم گلو سے خون جاری کوئی دست بریدہ اس کے علاوہ دشمن کی گستاخی اور زخمہائے زبان درحقیقت زخم تیغ دشمشیر سے کسی طرح کم اذیت رساں نہ تھے صاحبان عزت کا مقابلہ اگر پست طبقہ سے ہو تو اس سے زیادہ افسوس کی بات نہیں کربلا والوں کی ایک یہ بھی مصیبت تھی کہ وہ دشمن کی بے ادبی دیکھتے تھے اور صبر کرتے تھے ان حضرات نے نہ تو دشمن پر حملہ کرنے میں سبقت کی نہ جذبات کو استعمال کیا یہ پیکر اطاعت تھے ان کو ایک لمحہ کے لیے بھی مظلوم کربلا کی مخالفت کا تصور نہ تھا اس مجلس میں انصار کی عظمت اور وفا کی تصویر کشی مطلوب ہے حضرت عیسیٰ کے اصحاب کا حال معلوم پیغمبر اسلام کے اصحاب پر قرآن گواہ حضرت علی ع کے اصحاب کا عالم نیزوں پر قرآن بلند ہونے کے بعد سب نے دیکھا مگر اصحاب حسین ع کے دامن پر ذرا بھی میل نہیں برتری ان کا طرۂ امتیاز ۔ افضلیت ان کا حصہ ۔ وفا ان کا جوہر ذاتی ہے تو فرمایا تھا۔ میں اپنے اصحاب سے زیادہ کسی کے اصحاب کو باوفا نہیں پاتا" یہ شب عاشور کی صدا ہے یہ امام مظلوم کا اعلان ہے کون اصحاب کے خصوصیات بیان کر سکتا ہے مجمع سنے اور غور سے سنے وہ سب کے سب آوارہ وطنی میں شریک ۔ بھوک اور پیاس کے امتحان عظیم میں شریک عرب کا سخت ترین موسم گرما کربلا کی دھوپ خندق کی روشن آگ فاقہ کی حدت ۔ فرائض حربی کی ادائیگی کا تعب ایسے سخت مواقع میں ثابت قدمی وہ فضیلت ہے جس کا موازنہ

کسی سپہ سالار کی فوج سے نہیں ہو سکتا۔

انصار امام میں وہ گروہ کس قدر تصویر عمل تھا جو دشمن کے پہلے حملہ میں تیروں کی بوچھار میں اللہ کو پیارا ہو گیا اگر ان میں کا ایک ایک مجاہد انفرادی جنگ کرتا تو کس قدر جوہر کھلتے سپاہ کوفہ و شام کا یہ وہ متحدہ اقدام تھا جس کے بعد لشکر امام میں کمی محسوس ہونے لگی ان سرفروشوں میں ایک بہادر انسان سعید بن عبداللہ ہیں جو اسم بامسمی ہر یلغار میں مدافعت کرتے ہوئے کامیاب ہر یورش میں بہادر یہاں تک کہ نماز ظہر کا وقت آ گیا ہم کو اپنی روزانہ زندگی میں کسی دوست کے گھر پر آ جانے سے، کسی تقریب میں شرکت سے کسی دنیاوی کام میں مشغول ہونے سے عذر ہوتا ہے کہ نماز نہیں پڑھ سکے کام چھوڑ کر کربلا والوں کی نظر میں یہ وقعت تھی کہ جنگی مصروفیت روز عاشور کی سختیاں دل وقت نماز پڑھنے میں سد راہ نہ ہوئیں جب حبیب بن مظاہر شہید ہوئے اور امامؑ کے چہرے پر آثار شکستگی نمایاں ہوئے زہیر بن قین نے عرض کیا یہ شکستگی کیسی کیا ہم حق پر نہیں ہیں فرمایا (ہاں) ہم حق پر ہیں پھر کیا عذر ہے جو بہشت کی طرف بڑھ رہے ہیں یہ وہ وقت تھا کہ امام نے زہیر بن قین اور سعید بن عبداللہ کو حکم دیا کہ سامنے کھڑے ہو جائیں اور امام نماز پڑھ لیں دونوں مرد میدان سینے تان کر سجادہ امامت کے آگے کھڑے ہوئے اور آقائے کونین نے اصحاب کی آدھی جمعیت کے ساتھ نماز خوف پڑھائی ایسا

نہیں ہوا کہ کوئی تیر امامؑ پر پڑ جائے زہیر تو بچ گئے مگر سعید کو تیروں کی بوچھار نے گرا دیا خوشی اس کی تھی کہ نماز ختم ہو چکی تھی سعید نے زمین پر گرتے ہوئے کہا بارالہا اپنے نبیؐ کو میرا سلام پہونچا دے اور اون سے کہہ دے کہ مجھے کتنے زخم لگے ہیں میں صرف نصرت خاندان رسالتؐ کا ارادہ رکھتا تھا۔

یہ کہتے کہتے روح جسم سے نکل گئی سعید کے جسم پر تلوار اور نیزوں کے زخم کے علاوہ تیرہ[۱۳] عدد تیروں کے نشان پائے گئے اس سے معلوم ہوا کہ دشمن تلواریں لیے ہوئے قریب آ گئے تھے مگر ثابت قدمی اسے کہتے ہیں کہ جگہ نہ چھوڑی اور روح بھی اس قدر باوفا تھی کہ اوس نے فرزند رسولؐ کی نماز ختم کیے بغیر بدن کو نہ چھوڑا قوت ارادی کا یہ سب سے بڑا مظاہرہ تھا جو سعید نے دکھایا۔

میں عرض کرتا ہوں اے اصحاب باوفا نماز ظہر تو آپ کے جھرمٹ میں ہو گئی عصر کے وقت کہاں تھے حسینؑ زخمی ہاتھوں سے جلتی ہوئی زمین پر تیمم کر رہے ہیں قاتل سامنے ہے حجت خدا اسے زیارت میں فرمائے ہیں سلام ہو اوس پر جو پس گردن سے ذبح ہوا۔

 محصول بذمہ خریدار (آنریری سکریٹری جمعیت خدام عزا)

۱۰

توحید کا تصور کلام حضرت امیرالمومنینؑ میں اس امر کا بیان کہ خوش نصیب انسان کون ہے رخصت امامؑ از اہل حرم

قَالَ اللّٰہ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی کُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنَاہُ فِیْ اِمَامٍ مُّبِیْن

انداز کلام میں ادبی عظمت اور وہ ہیبت ہے جو خلاق عالم ہی کو سزا وار ہے ہم نے امام مبین میں ہر شئی کا احصاء کر دیا ہے وہ پرشکوہ اعلان ہے جس کی مثال ڈھونڈھنے سے نہیں ملتی ہر شئی کا احصاء غیر محدود دعویٰ ہے نہ ہم اس کارگاہ ہستی میں کل کی تفصیل پر قادر ہیں نہ فہرست اشیاء مرتب کر سکتے ہیں عقل بتاتی ہے کہ خدا کے بعد کوئی ایسی ہستی ہے جو کائنات پر چھائی ہوئی ہو اور ہر ذرہ اوس کے علم میں سما جائے تفسیر قرآن وہ نازک مرحلہ ہے جو آسانی سے طے نہیں کیا جا سکتا اعلیٰ فکر اور بلند خیال اور صحیح عقل کی ضرورت ہے اپنے دل و دماغ سے کہنا تفسیر بالرائے ہوگی جس سے روکا گیا ہے آیت نازل ہونے پر صحابہ رسولؐ کا وہ خیال تو غلط اور بے دینی تھی کہ مراد توریت و انجیل ہے پیغمبرؐ نے اون کے استفسار کی نفی کی تو پوچھا کہ مراد قرآن ہے اب بھی سرور دو عالم نے اثبات میں جواب نہیں دیا کرشمۂ قدرت دیکھئے یہ باتیں ہو رہی تھی کہ علیؑ آگئے رسولؐ نے ارشاد فرمایا ھٰذَا هُوَ الْاِمَامُ الَّذِیْ اَحْصَی اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْہِ

كُلَّ شَيْءٍ یہ وہ امام ہے جس میں خدا نے ہر شئے کا احصاء کیا ہے اس ارشاد کے بعد کوئی شبہہ باقی نہیں رہتا کہ مراد آلہی یہ نہیں ہے۔

اس کے علاوہ غدیر کے خطبہ میں بھی فرمایا ہے کہ خدا نے مجھ میں کوئی علم ایسا نہیں جس کا احصاء نہ کیا ہو اور جو علم مجھ میں ہے وہ سب امام مبین میں میں نے پہونچا دیئے ہیں اور امام مبین علی ہیں۔

خود حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے اَنَا وَاللّٰهِ الْاِمَامُ الْمُبِیْنُ قسم بخدا میں امام مبین ہوں حق کو باطل سے نمایاں کرتا ہوں اور یہ منصب مجھ کو رسولؐ سے وراثت میں ملا ہے یہ خطبۂ غدیر کی تائید ہے اور ارشادِ نبوی و خطبۂ علوی میں کوئی تضاد نہیں ہے۔

حق پوش دنیا ان کلماتِ طیبات کو یاد نہیں رکھتی اس کی شکایت ہے اور یہ بدنصیبی ہے انسان کی کہ وہ حقیقت سے دور ہو جاتا ہے اور شک سے قریب۔

آیۂ کریمہ کی تفسیر میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ اصحاب کے ساتھ وادیٔ نمل میں پہونچے چیونٹیوں کی کثرت دیکھ کر اصحاب نے کہا پاک و منزّہ ہے وہ خدا جو ان کے اعداد و شمار جانتا ہے آپ نے فرمایا یہ نہ کہو بلکہ یہ کہو کہ پاک و منزّہ ہے وہ خدا جس نے ان چیونٹیوں کو پیدا کیا اصحاب نے کہا اس کے معنے یہ ہیں کہ آپ ان کی تعداد جانتے ہیں فرمایا خدا کی قسم

میں جانتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ ان میں نر کتنے ہیں اور مادہ کتنی ہیں پوچھنے والے کی تشفی نہ ہوئی تھی کہ فرمایا تم نے سورۂ یٰسٓ پڑھا ہے عرض کیا ہاں فرمایا کل شئ احصیناہ فی امام مبین نہیں پڑھا امام مبین میں ہوں۔

اس آیۂ کریمہ میں امام کی صفت مبین ہے جس کے معنے ہیں "واضح امام" جو چھپا اور ڈھکا ہوا نہ ہو اور یہ لفظ پورے سورہ میں سات مرتبہ استعمال ہوئی ہے عالموں نے ہر مبین پر پہونچنے میں آداب مقرر کیے ہیں جن کے ذکر سے اس وقت بحث نہیں ہے۔

لفظ میں وہ صلاحیت ہے کہ اچھائی اور برائی دونوں کے اظہار میں استعمال ہوا ہے سورۂ یٰسٓ میں اس لفظ کو بڑی اہمیت حاصل ہے ابلیس کو "عدو مبین" کہا ہے اور سورہ کے مجموعی آیات اثرات و خواص کے لحاظ سے بے پناہ ہیں اگر صبح کو کسی نے پڑھا تو شام تک حفاظت اور شام کو پڑھا تو رات بھر کی بلاؤں سے بے خوف ہو کر سو جاؤ عالم احتضار میں مریض کو سنانے کی تاکید اور سکراتِ موت میں مدد کا وعدہ ہے سورۂ توحید کے فضائل میں دنیا جانتی ہے کہ تین مرتبہ کی تلاوت میں ختم قرآن کا ثواب ہے اور اس سورہ کی صرف ایک مرتبہ تلاوت میں ختمی مرتبتؐ نے بارہ قرآن ختم کرنے کا ثواب

ثواب کا اعلان کیا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ ایک بار امام مبین کی لفظیں زبان پر جاری ہونے میں چوں کہ بارہ پر ایمان ہے اس لیے ۱۲ مرتبہ ختم قرآن کا اجر ہے اور جناب امیرؑ کے اس ارشاد کے بعد "نحن الامام المبین" واضح ہے کہ ہر امام میں تمام اشیاء کا احصیٰ ہے اور امام مبین میں وہ جھلک ہے جو لا الٰہ الا اللہ الملک الحق المبین میں پائی ہے المبین خدا کا نام نامی ہے اور اب ہمارے لیے یہ راستہ ہے کہ آپ کے بیانات پیش کریں توحید و نبوت پر جو کچھ فرمایا وہ کسی متکلم سے گفتگو نہیں ہوئی عرفانِ الٰہی میں وہ دوسرے لوگ ہیں جو معبود حقیقی کے لیے جسم تجویز کرتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ شب جمعہ جوان خوش رو کی صورت میں خدا کا آسمان اول پر جلوہ ہوتا ہے کسی کی تنگ نظری ہے کہ خدا طوفان نوح پر پچھتایا اور اتنا رویا کہ آنکھیں خراب ہوگئیں فرشتوں نے عیادت کی اور ہماری حیرت کی حد نہیں رہتی جب پناہ بخدا دوزخ میں جناب اقدس الٰہی کی ٹانگ[۵۱] پہونچنے کا صفحہ تفسیر پر تذکرہ ہے اور کتاب

---

۵۱ صحیح بخاری کتاب التفسیر جلد ۳ صفحہ ۱۳۸ طبع مصر ۱۹۳۶ عیسوی کا اڈیشن و مسند احمد بن حنبل ج ۳ ص ۱۳ طبع مصر

کتاب باری کے بعد صحیح تر سمجھی جاتی ہے یہ ذاتی تصورات ہیں اور بشری

تنگ نظری کی تصویر کھینچتی ہے حضرت کا ارشاد ہے کلما یتصور

فی الاوھام فاللہ بخلافہ انسان کا واہمہ خدا کے بارے میں

جو کچھ بھی سوچے گا خدا اوس سے مبترا ہے کیا کہنا اس قادر الکلامی کا

سورہ توحید کی چار آیتوں میں لسان قدرت سے جو مطلب بیان ہوا تھا

وہ $\frac{1}{4}$ حصہ میں ادا ہو گیا۔

ایک اور خطبہ میں جو کسی سفر کے موقع پر پڑھا تھا فرماتے ہیں۔۔

خدایا تو سفر میں میرے ساتھ ہے اور تجھ ہی کو (گھر پر) اپنے مال پر چھوڑ آیا ہوں

اور یہ بات تیرے سوا کسی میں ہاتھ نہیں آتی لان المستخلف لایکون

مستصحبا والمستصحب لایکون مستخلفا اس لیے کہ جس کو

چھوڑ جاؤ وہ ساتھ مصاحب بن کر نہیں رہ سکتا اور جو مصاحب ہے وہ

خلیفہ نہیں۔

سفر کی دعا تھی مگر پس منظر دوسرے حقائق کو بے نقاب کرتا

ہے جس کو بستر پر دیکھو اوس کو صحابی نہ کہو اور جو ساتھ ہو وہ خلیفہ

نہیں۔ اسی انداز پر ایک اور مقام میں انسان کی خوش نصیبی پر بحث کی ہے

جس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نبض شناس بشریت ہیں فرمایا

انسان کی خوش بختی پانچ باتوں میں منحصر ہے بی بی صالحہ نیک شعار ہو

اولاد خوش کردار ہو بھائی پرہیزگار ہوں۔ اہل ہمسایہ صالح ہوں اور روزی اوس کی دلیس ہی میں ہو۔

پہلا فقرہ زوجۂ صالحہ جس کی بی بی نافرماں بردار ہو اوس کا گھر کوہِ مصیبت معلوم ہوتا ہے حضرت نوحؑ اور لوطؑ کا شکوہ قرآن حکیم میں موجود ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انبیاءؑ امتحان کی منزل پر ہیں اطاعت شعار بی بی کا ملنا خوش نصیبی ہے دوسرا امر " اولادہ ابرار " فرزند نیک بخت ہوں قابیل الیسی اولاد نہ ہو بھائی متقی ہوں" اخوانہ اتقیاء " یوسفؑ کے بھائیوں نے کنعان میں ماتم عظیم برپا کر دیا نوحہ و شیون کے سوا سکون و راحت سے خالی تھا اسی طرح جس کا ہمسایہ اچھا نہ ہو وہ گھر منزلِ راحت و آرام نہیں سمجھا جاتا ہے اور کیا کہنا اوس کا جس کی روزی اوس کے وطن ہی میں ہو پردیس کی ٹھوکریں کھانے سے قدرت نے اوس کو آزاد کیا ہو

بادی النظر میں تو عام گفتگو ہے مگر یہ تمام خوبیاں آپ کے بیت الشرف میں موجود ہیں کہا تھا کہ بی بی صالحہ ہو آپ کی بی بی آیۂ تطہیر کی شہادت سے پاکیزہ صفات یطہرکم تطہیرا کا پیکر مقدس و رانسان کے لیئے اولاد ابرار ہو آپ کی اولاد ان الابرار یشربون من کاس کان مزاجہا کافورا اسی طرح خوش نصیب کے لیے بھائی متقی ہوں

توآپ کے بھائی جعفر و عقیل منتخب روزگار فرد ہیں نہ بھائیوں کی

نظیر ہے نہ اولاد کی مثال ہے نہ بی بی کی عظمت کا کوئی عدیل ہے۔

یہ باتیں حضرت سرور دو عالم ص کو بھی حاصل تھیں خدا نے اون کو علیؑ

و جعفر ایسا بھائی دیا حسنینؑ سے نواسے تھے مگر آیۂ مباہلہ نے اون

کو فرزندی میں داخل کیا اب رہیں ازواج تو ام سلمہ اور جناب

خدیجہ کبریٰ سے اپنے عہد کی ممتاز خواتین جناب خدیجہ حسب و نسب

میں ممتاز شرف اسلام میں خواتین میں سابق تجارت میں اول

وفا میں مشہور۔

پیغمبر خدا صلعم کی شادی خدیجہؑ کے ساتھ چچا کی سرپرستی کا ایک

ثمر تھا اور پھر خدیجہ کی ثروت و حشمت نے تبلیغ دین کو آگے بڑھایا

اگر خدیجہؑ کی دولت صرف ہوئی تو فتح خیبر کے بعد پیغمبرؐ کے پاس جو کچھ

تھا وہ خدیجہ کی اکلوتی بیٹی فاطمہ زہراؑ کو دے دیا اور جانشینی کے

عہدہ پر غدیر خم میں شوہر زہراؑ بلند ہوئے تا قیامت دونوں کے

حقوق قرآن حکیم میں محفوظ ہیں عظمت جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا

پر وات ذالقربیٰ حقہ گواہ اور شان علیؑ پر بلغ ما انزل الیک

ثبوت ہے پیغمبرؐ نے ہزارہا مسلمانوں کے مجمع میں حضرت علیؑ کو بلند

کرکے فرمایا جس کا میں مولا ہوں اوس کے یہ علیؑ بھی مولا ہیں۔

تاریخ حدیث سب جگہ ہے کہ مولا کو اتنا بلند کیا کہ سپیدی زیر بغل نمایاں ہوئی
اس کی وجہ یہ تھی کہ غدیر کے مجمع میں کوئی یہ نہ کہے کہ ہم نے نہ دیکھا
اور یہی راز کربلا میں علی اصغرؑ کے ہاتھوں پر بلند کرنے کا تھا ورنہ ؎

حسینؑ اور طلب آب اے معاذاللہ
تمام کرتے تھے حجت سوال آب نہ تھا

عزادان حسینؑ انصار کا حال علمبردار کی شہادت عرض کر چکا
مظلوم کربلاؑ کی قربانیاں باقی ہیں جس پر ایک مجلس میں روشنی نہیں
ڈالی جا سکتی امام حسین نے جو ہدیہ بارگاہ ایزدی میں باریاب ہونے
سے پہلے بھیج گئے ان میں ابن حسنؑ قاسم بھائی کی یادگار امیدوں کا
مرکز جس کے خیمے سے برآمد ہونے کی منظر کشی میں دشمن کہتے ہیں کہ وہ
شہزادہ خیمے سے برآمد ہوا جو معلوم ہوتا ہے چاند کا ٹکڑا ہے
ایسا داماد اور وہ بھی امانت جد پر قربان ہوا نعش گھوڑوں کی ٹاپوں
سے پائمال ہوئی یادگار برادر کو صبر کیا شبیہ پیغمبرؐ کو آگے بڑھایا علی اکبرؑ
تصویر رسولؐ تھے اون کی جدائی میں صابر امامؑ کا یہ حال ہوا
کلما سرع الجواد سرع الحسین گھوڑا علی اکبرؑ
کا جتنا تیز ہوتا جاتا تھا امامؑ پیچھے پیچھے جا رہے تھے تصویر رسولؐ
کی زیارت مطلوب تھی علی اکبرؑ کو بھی قربان کیا اور آخر میں تیر حرملہ

سے شستا ہے مجاہد علی اصغرؑ نے میدان جہاد میں پہونچ کر ہاتھوں پر دم توڑا اور خون میں ڈوبی ہوئی لاش اپنے ہاتھ سے سپرد خاک کی ؎

ننھی سی قبر کھود کے اصغرؑ کو گاڑ کے
شبیرؑ اٹھ کھڑے ہوئے دامن کو جھاڑ کے

گویا قضا و قدر کو کد تھی کہ کوئی مصیبت نہ رہ جائے جو حسینؑ برداشت نہ کریں اور وہ فعال ہستی خود بھی خواہاں ہے کہ جتنے اعمال خیر ہو سکیں وہ روز عاشور عمل میں آئیں تاکہ مستقبل کی دنیا فرزند فاطمہؑ کے استقلال اور ثبات اور مذہب دوستی کو دل کی آنکھوں سے دیکھتی رہے شہادت علی اصغرؑ کے بعد سپاہ قلیل میں سناٹا ہو گیا چند بچے شہادت علی اکبرؑ کے بعد پہلے ہی ذبح ہو چکے تھے اب کوئی نہیں اور خود سردار جوانانِ جناں کی باری ہے آدمؑ نے جس کی پیاس کا تذکرہ زبانِ قدرت سے سنا تھا نوحؑ نے کشتی تیار کرتے وقت جس کے نام کی تاثیر سے شیون دشین دیکھا ابراہیمؑ نے جس کی خبر شہادت سن کر اپنی بیماری کا اعلان کیا موسیٰؑ کوہ طور پر جس کے روز شہادت سے آگاہ ہوئے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کی خاک تربت جبریلؑ کے ہاتھ سے طلب کی وہ حسینؑ در خیمہ پر سلام رخصت کو آئے ۔ کائنات میں تلاطم ہے۔

جناب یحییٰ آئے اور سر فروشی کا منظر دیکھئے حسینؑ نے آپ کو کربلا پہونچنے
پہونچتے ہر منزل پر یاد کیا۔ ایوبؑ آپ بھی آئیں اور ملاحظہ فرمائیں حسینؑ
اپنے فرزند زین العابدین کو جامہ صبر پہنا رہے ہیں۔

قرآنی تعلیم ہے کہ جب گھر میں آؤ تو سلام کرو حسینؑ سلام کرتے ہیں
— اے زینبؑ وام کلثومؑ اے سکینہ و رباب تم پر سلام ہو میرا۔
اس سلام کے بعد درس مساوات شروع ہوا اور خیال ہوا کہ انصار کے
پس ماندگان بھی ہیں فرمایا — سلام ہو اون عورتوں پر میرا جن کے
مرد میری نصرت میں کام آئے۔ امامؑ اس ندا کے بعد قدر افزائی کا
فرض ادا کر چکے مگر اون کے مطمئن نفس نے گفتگو کو اور آگے بڑھایا
فاطمہؑ زہرا کی سیرت یاد آئی وہ ایک دن خود کام کرتی تھیں دوسرے
دن گھر کی کنیز تصور ہوا کہ خیمہ میں میری ماں کی کنیز فضہؓ بھی ہے
جو ہل اتی میں شریک فضیلت ہے فرمایا سلام ہو میری ماں کی کنیز
فضہ پر اس سلام کے بعد خیمہ میں ہل چل پڑ گئی ہاشمی اور مطلبی کائنات
میں زلزلہ تھا سب سے پہلے باپ کی صدا پر سکینہ سامنے آئیں — بابا مرنے
پر کمر باندھ لی یہ استفسار بہ لب ولہجہ اور معصومانہ بات چیت سن کے
امام علیہ السلام نے فرمایا بیٹی جس کا کوئی مددگار نہ ہو وہ کیونکر آمادہ مرگ نہ ہو عرض
کیا بابا تو پھر ہمیں مدینہ پہونچا دیجئے فرمایا اب یہ کہاں ہو سکتا ہے۔

میں عرض کرتا ہوں مہاجر کے لیے وطن کا نام بڑا اذیت رساں ہوتا ہے

اور وقت مصیبت بے شک انسان یہ چاہتا ہے کہ وطن میں ہو مدینہ کے نام

پر فاطمہ صغریٰ کی یاد کے ساتھ ساتھ اہل مدینہ بھی یاد آنا چاہیے۔ چھوٹی بہن

کو دور افتادہ بہن کا تصور بیبیوں کو نانا کے شہر کی یاد شائد امامؑ نے اسی

جذبہ کا لحاظ کیا اور جب امام زین العابدینؑ کے پاس رخصت کے لیے بالین

پر آئے اسرار امامت تعلیم کیئے اور کہا (فرزند) جب قید سے چھوٹ کر مدینہ

جانا تو ہمارے دوستوں کو سلام کہہ دینا۔

اس سلام کا جواب تیرہ سو برس میں لاکھوں زائروں کی زبان سے

قریب اور دور ہوا اور صبح قیامت تک ہوتا رہے گا مگر شایان شان جواب

وہی ہے جو امامؑ کی زبان سے امام پر ہو زیارت ناحیہ میں ولی عصرؑ کی

نگاہوں میں کبھی زمین کربلا خون میں رنگین نظر آتی ہے اور فرماتے ہیں

سلام ہو بہتے ہوئے خون پر کبھی ارض نینوا پر جمال نے جو ہاتھ قطع کیے وہ پڑے

نظر آتے ہیں السلام علی الاعضاء المقطعات کبھی بے پردہ نبی زادیاں

عالم تصور میں دکھائی دیں السلام علی النسوۃ البارزات کبھی شمر کا خنجر

اور یزید کی چھڑی یاد آئی السلام علی الثغر المقرع بالقضیب

... ذات کے ہر عضو پر سلام نہیں ہوا یہ حسین کی خصوصیت ہے کہ

اون پر سراپا سلام ہوئے۔

عہد امامت اور ظلم شام غریباں کی حقیقت گیارہویں شب کو آب و طعام آنے پر مقاتل کے بیانات

۱۱

مجلس شام غریباں ۱۰ محرم

قال اللہ تبارک و تعالیٰ فی کتابہ المبین وھو اصدق الصادقین وکل شیءٍ احصیناہ فی امام مبین ہر شئی کا احصار کیا ہے ہم نے امام مبین میں کمال اور جامعیت قابل مدح صفت ہے جس کی طرف دل کھچتے ہیں اچھی چیز سب ہی کو بھلی معلوم ہوتی ہے ہر شئی کو ایک منزل پر قرار دے کر نام رکھا ہے امام اور لقب میں وہ اِستغنا ہے کہ اُس کی مثالیں کم ہیں لفظی وقار بھی جانے نہیں دیا اللہ رسول امام تین ذاتیں وہ ہیں جن کے ناموں میں نقطہ کا بھی بار نہیں ہے کس میں طاقت ہے کہ منصب میں دست انداز ہو خدا ہمارا خالق اوس کا رسولؐ عبد و معبود میں احکام الٰہی کا ترجمان اور امامؑ رسولؐ کا نائب جو اون کی وفات کے بعد تبلیغ کا بار سنبھالے اور اعلان قدرت کے بموجب اوس کو ہر گناہ سے پاک تمام عیوب سے صاف ہونا لازم ہے یہ عہد ظالم کو نہیں پہونچ سکتا اس عام نفی کا مطلب یہ ہے کہ امام ظالم تو نہیں ہوتا مظلوم ہوسکتا ہے۔

آدمؑ پر ابلیس کے ہاتھوں ظلم ہوا اور وہ بہشت سے آوارہ

وطن ہوئے نوحؑ اسی طاغوتی لشکر کی بدولت نافرمان امت کے مظالم
پر نوحہ کرتے رہے اور طوفان مصائب کا سامنا ہوا۔
سنا آپ نے نوحؑ کا نام کچھ اور تھا مشہور ہونے نہیں پایا
مصیبتوں کے شکوہ سے وہ نوحؑ ہوئے قرآن زور دے رہا ہے نوحہ خوانی
پر اور سنت رسالت ہے ابراہیمؑ پر نمرود کے مظالم موسٰیؑ پر فرعون
کا دستِ تعدّی حضرت مسیحؑ ابن مریمؑ پر اون کی امت اور یہودیوں
کے ستم اور سولی دینے کا ارادہ یہاں تک کہ اونھوں نے فلک پر پناہ
کی حضرت محمد مصطفیٰؐ اور ابوجہل ابی لہب ابی سفیان تین بدترین
دشمنوں کا سامنا تھا جس کے بعد پناہ بخدا علیؑ و معاویہ تصور سے
جسم پر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں امام حسنؑ کو زہر بھی اسی قرار داد کا
کرشمہ تھا اس کا مطلب یہ ہے کہ حق ہمیشہ کچلتا رہا اور خدا کے نام
لینے والے ہمیشہ سے مبتلا رنج و غم ہیں ایک مصیبت[1] زدہ کا
شعر ہے ؎

آں قدر روز ازل تیرہ نصیبم کردند
تیرگی می طلب شام غریبان از من

---

[1] قدیم ہندوستان کی شاہزادی زیب النساء جس کی وفات سنہ ۱۷۰۱ء میں ہے
اس کی کنیز کا یہ شعر ہے جو فارسی ادبیات میں پایا جاتا ہے۔

یں جسم کا خلعت پہننے سے پہلے ـــــ اس پیمانہ پر مصیبتوں کی تاریکی میں پھنسا ہوں کہ شام غریباں نے اندھیرا مجھ ہی سے مانگ کر حاصل کیا ہے لفظ کا استعمال جہاں جہاں ہوا مجاز تھا حقیقت کربلا میں نظر آئی ۔

۲۸ رجب کا چلا ہوا قافلہ اپنے فرائض تبلیغ کو ملحوظ رکھ کر آوارہ وطن ہوا گھر چھوڑنا ان مستقل مزاج بہادروں کے لیے دشوار نہ تھا یا یہ کہوں کہ مدینۂ رسولؐ کی حرمت بچانے کے لیے سفر کیا دیس چھوڑنے کے ساتھ انجام پر پوری نظر تھی خاندان رسالت کی مقدس خواتین ام المومنین[1] حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حرم[2] امیر المومنین جناب ام البنینؑ وہ نانی اور یہ ماں اس کے علاوہ پھوپھیاں آپ کی بی بی ام[3] ہانی اور کتنی قابل احترام عورتیں جو بنی ہاشم میں بزرگوں کی نشانی تھیں ان کی نگرانی کیلئے محمد حنفیہ کو اپنا نائب بنائیں گا گے کنبہ کے چنے ہوئے مرد و عورت ساتھ ہیں گرمی کا سفر منزلوں کی سختی بے آب و گیاہ جنگلوں اور ریگستان سے گذرنا لو کے جھوکے اور وہ موسم جب طائر بھی اپنے آشیانہ کو نہیں چھوڑتے پہاڑیوں سے گذر کر مکہ آئے کوفیوں کے اصرار پر عزیز ترین بھائی حضرت مسلمؑ کو بھیج دیا اور خود حج بیت اللہ کو پیغمبرؐ خدا کے وداعی حج کی طرح مع عیال و اطفال انجام دینا چاہتے تھے کہ یزیدیت کی زہریلی قرارداد پر واقف ہوئے اور ۸ ذی الحجہ کو حج سے ٹھیک ایک

دن پہلے مکہ چھوڑ دیا ورنہ خانہ خدا میں سادات کا خون بہایا جاتا

اس ادقت واپسی سے تمام حجاج یزیدیت کے ظلم وستم پر آگاہ ہوئے

حسینؑ چلے گئے مگر ہر حاجی کے دل ودماغ میں اپنی تصویر چھوڑ گئے

کعبہ جس کے باپ کی ولادت گاہ زمزم جس کے مورثِ اعلیٰ کے قدم

کا اثر وہ حج سے محروم ہے جو مکہ پہونچ چکے تھے اونھوں نے مظلومیت

اپنی آنکھ سے دیکھی اور جو کعبہ میں آرہے تھے اونھوں نے یہ منظر غم دیکھا کہ

جدھر دنیائے اسلام سمٹ رہی ہے اودھر سے ایک قافلہ حجاج کی

طرف پشت کیے ہوئے نکل رہا ہے۔ حاکم شام کے مظالم چھپے اور ڈھکے

ہوئے نہ تھے جو اس رجعتِ قہقری پر استفسار ہوتا جگہ جگہ فوجوں کا اجتماع

دوستان علیؑ قید میں محبان جد و پدر سولیوں پر پہونچ چکے تھے راستوں

کی ناکہ بندی بتاتی ہے کہ کوئی عظیم حادثہ ہونے والا ہے قدم قدم پر

ڈرونے خواب ہاتف کی غیبی صدائیں زمین وآسمان پر اداسی

فرزند رسولؐ کا اس شان سے سفر کہ عورتیں اور بچے ساتھ ہیں دیکھ کر

کوئی بھی یہ سمجھنے پر تیار نہ تھا کہ یزید سے جنگ کرنا ہے جہاد کا ارادہ

ہوتا تو اہل حرم ساتھ نہ ہوتے تاریخ بتاتی ہے آپ کی مسجد کا مؤذن

حجاج بن مسروق تک ساتھ ہے صاف ظاہر ہے کہ نماز قائم کرنے

نکلے ہیں حدودِ عرب کو چھوڑ دینے میں بھی عذر نہ ہوگا اگر راستے بند

نہ ہوں تو مملکتِ غیر میں چلے جائیں۔

چند منزلیں طے کی تھیں کہ مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ کی خبر شہادت سنی اور جن خطرات کا تصور تھا وہ سامنے آئے عربی نژاد جوانوں کے جسم میں انتقام کا خون گردش کر کے رہ گیا مگر آبائی صبر سے تلواریں نیام میں ہیں لب پر مہر خاموشی امن کی راہ تلاش کر رہے ہیں کوفہ کا رُخ اب نہیں ہے ہر منزل پر توقع ہے کہ فوجِ شام آجائے اور جنگ شروع ہو یہاں تک کہ حر کا لشکر سد راہ ہوا بڑی سخت گفتگو کے بعد بھی بیعتِ یزید نہ کی مگر دشمنِ جان لشکر کو پیاس کے عالم میں ایسا سیراب کیا کہ ہزار سوار مع راکب و مرکب ممنون احسان ہوئے کئی کئی مرتبہ گھوڑے جب پانی سے گردن اوٹھالیں اوس وقت اون کے سامنے سے پانی کے برتن ہٹائے گئے اگر یہ مہمان داری نہ ہوتی تو ذخیرہ کیا ہوا پانی روز شہادت تک باقی رہتا۔

۲ محرم کو نرغۂ اعدا میں کربلا پہونچے فرات کے کنارے خیمے نصب نہیں ہوئے ساحل سے دور آلِ محمدؐ کا قافلہ ٹھہرا تیسری سے فوجیں آنا شروع ہوئیں صلح سے جواب ہوا ساتویں سے پانی بند ہوا دشت کربلا اوس وقت فوجوں سے چھلک رہا تھا یہ نہیں کہنا چاہتا کہ ۶ لاکھ فوج کربلا سے نُخَیلہ تک گھوڑوں کی ٹاپوں سے زمین ہلتی تھی

اور قصر ابن زیاد تک دست بدست خبریں پہونچتی تھیں نویں محرم تک
آل رسولؐ کا محاصرہ ہو چکا رات عبادت میں بسر ہوئی صبح سے موت کا
بازار گرم ہوا پہلے حملہ میں اصحاب و انصار کا ایک گروہ شہید ہوا
نماز ظہر کی مہلت بڑی مشکل سے ملی دوپہر میں سپاہ قلیل کا خاتمہ ہوا
جب یاور و مددگار نہ رہے تو شریکۃ الحسینؑ حضرت زینبؑ کے بیٹے
مسلمؑ کے لال کام آئے قاسمؑ نوشاہ کی لاش پامال سم اسپاں ہوئی
علی اکبرؑ کی جوانی خاک میں ملی علمدارؑ کے شانے قلم ہوئے وہ نشانین
جو دوش حمزہؑ و جعفرؑ پر تھا فرات کے کنارے سرنگوں ہوا فرزند رسولؐ
نے شکستہ کمر جہاد پر مستحکم کی وہ جنگ کی کہ فوج میں کمی محسوس ہونے لگی
اور پرے کے پرے الٹ دیئے بانو کا ششماہہ مجاہد حرملہ کے تیر سے
ذبح ہوا عصر کے بعد امامت کا چراغ گل ہوا سر حسینؑ نیزہ پر بلند ہوا
اگر دو دشمنوں کی جنگ ہوتی تو شہادتِ امامؑ پر مصیبت ختم تھی مگر
شہداء کی لاشیں پامال ہوئیں خیموں میں آگ لگائی گئی بیبیوں کا
سامان لٹا لڑکیوں کے کانوں سے لویں چیر کر گوشوارے اتارے
اور گیارھویں شب آئی جلی ہوئی قناعت میں شہزادیاں سہمے ہوئے
بچوں اور یتیموں کو لیے بیٹھی تھیں کہ تاریکی میں کچھ آنے والے اور
روشنی نظر آئی اہل حرم سمجھے کہ دشمن پھر لوٹنے آتے ہیں زیادہ سے

زیادہ مصیبت پر تیار ہوئے تو دیکھا کہ زوجۂ حُر کچھ آب و طعام لیے آتا
جا رہی ہے اور پسر سعد نے یہ کھانا بیواؤں اور یتیموں کے لیے بھیجا
ہے۔

عزاداران حسینؑ جب اشقیائے کوفہ و شام آب و طعام سے
سیر و سیراب ہو چکے تو ظالموں نے کہا کہ جس سے واسطہ تھا وہ شہید ہو چکا
اب عورتوں نے کیا قصور کیا ہے حرم رسولؐ کے لیے آب و دانہ جائے
کوئی عورت تیار نہ ہوتی تھی کسی کے مرد نے علی اکبرؑ کے سینہ پر برچھی
لگائی کوئی قاتلِ قاسم کی بی بی کسی کے شوہر نے عباسؑ کے گرزِ آہنی
لگایا اور سر شگافتہ ہوا زوجۂ حُر آدھا گھڑی ہوئی خاندان رسالتؐ
کی عظیم الشان غیرت یہ خانوادہ احسان فراموش نہیں ہے حر کی بیوہ
کو دیکھ کر بیبیوں میں اور تلاطم برپا ہوا تقاضائے وقت ہے کہ شاہزادیاں
حر کا پرسہ دیں اور اوس کا فریضہ ہے کہ کبھی ثانی زہراؑ کو اون کے
نونہالوں کا پرسہ دے مجھے نہیں معلوم کہ بیوۂ امام حسنؑ سے قاسمؑ کی
تعزیت کیونکر ادا کی فاطمہ کبریٰ کو کیا کہہ کے سمجھایا ام لیلیٰؑ سے علی اکبرؑ
کی یاد پر کیا کہا علی اصغرؑ کا خالی گہوارہ ربابؑ کی سنسان گود
اور سکینہ کے زخمی رخسار کیونکر دیکھے ۔ میں اپنی کامل ذمہ داری
پر عرض کرتا ہوں کہ علیؑ و فاطمہؑ کے گھر میں جب فاقہ کے بعد

کھانے کا انتظام ہوتا تھا تو پہلے حسینؑ[1] سے ابتدا ہوتی تھی اس لیے کہ وہ سب سے چھوٹے سکینہؑ اس دستور کو جانتی ہیں پانی تین دن کے بعد چوتھے دن آیا ہے اگر وہ پانی لے کر مقتل کی طرف علی اصغرؑ کو ڈھونڈھنے جائیں بچہ سب سے چھوٹا ہے اُسے پینا چاہیے تو تعجب نہیں ہے۔

● اجرکم علی اللہ حاضرین آپ نے زوجِ فاطمہ زہراؑ کو شاد کیا اور خوب پرسا دیا معصومۂ عالمؑ کو شورِ گریہ میں آپ کو کوئی روک نہیں رہا ہے بڑے آرام سے بیٹھے ہیں مگر شاہزادیاں آپ کی فرشِ خاک پر ڈرے ہوئے یتیموں کو بہلا رہی ہیں کوئی بچی چچا کی یاد میں کوئی طفل باپ کو پکارتا ہوا ایک روایت تو یہ تھی کہ زوجہ حُر کھانا لائی اور دوسری روایت[2] مقاتل میں یہ پائی جاتی ہے کہ جب مظلوم کربلا نرغۂ اعداء میں زخموں سے چور ہو چکے خون بہہ چکا آسمان لرزنے والا تھا زمین کانپ رہی تھی ایک عورت کسی طرح پانی لے کر پہونچ گئی اور اپنے اخلاقی وانسانی فرض کو ادا کیا (میرے بیکس مہمان) پانی حاضر ہے پیاس بجھاؤ ناممکن تھا کہ آقا آپ پانی پیتے علی اکبرؑ پیاسے گذرے بے شیر شہید ہوا

---

[1] مدینۃ المعاجز [2] حزن المومنین

سکینہ ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہی ہیں پانی سے انکار کیا اور فرمایا کہ میری شہادت کے بعد (آج شب کو) یتیموں اور بیواؤں کو آب وطعام پہونچا دینا یہ ضعیفہ کھانا لے کر آئی۔

تیسرا قول یہ ہے کہ جب پنجتنؑ کا خاتمہ ہوا اور فوج شام فتح کے شادیانے بجا چکی دستر خوان بچھا اور وہ ظالم سیر و سیراب ہو چکے تو دستر خوان کا بچا ہوا کھانا بھیجا اسے بیدین کیا آل رسولؐ اسی قابل ہیں کہ جھوٹا کھانا تیسرے دن ان کے پاس آئے یہ غذا سادات پر حرام ہے۔

قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی کتابہ المبین و
خطابہ المتین وکل شئ احصیناہ فی امام مبین

آیت میں جو بھی بجف ہے اوس کا دامن وسیع ہے اور جو مطلب ادا ہو رہا
ہے اوس کے نہتم بالشان ہونے کی تصویر ہے یہ نہیں کہا کہ میں نے ہر شئی
کا احصیٰ امام مبین میں کیا ہے بلکہ ارشاد ہوا ہے کہ ہم نے احصاء کیا اس
لب ولہجہ میں کلام کرنے والے کی پرشکوہ حیثیت ہے یہی ہونا بھی چاہئے
تھا جب قرآن میں ہر رطب ویابس موجود ہے تو قرآں سمجھانے والے
میں بھی ہر ہر شئی کا علم ہو ورنہ جس کا سمجھنے والا نہ ہو وہ کتاب بیکار ہے
امامت حضرت ابراہیمؑ میں صرف امام کی لفظ استعمال ہوئی تھی
مُبین کی صفت اب ذکر کی گئی ارباب ادب نے قرآن حکیم کی بلاغت
میں کہا ہے کہ جہاں کوئی لفظ ایک حرف پر ختم ہو اور اوس کے بعد
کی لفظ اوسی حرف سے شروع ہو تو تجلی الفاظ بڑھ جاتی ہے امام۔
میم پر ختم اور مبین کا میم سے آغاز دہ دست دگریبان مطلب ہے
جو ذوق سلیم کو فراموش نہو گا شئی کسے کہتے ہیں اس سوال کا جواب
اوس مقام کی روشنی میں قابل غور رہ جاتا ہے جہاں خلاق عالم نے

فرمایا ہے کہ جب کسی شئے کا ارادہ کیا تو کُن کہنے پر وہ خلعتِ ہستی سے آراستہ ہو گئی یہ شان معبود ہے اور لغت میں شئی ہر موجود کو کہتے ہیں جو ہمارے سامنے ہو جیسے جسم و بدن یا معنوی لحاظ سے ہو جیسے اقوال اور باتیں[1] جو محسوسات میں نہیں ہیں نتیجہ یہ نکلا کہ موجودات اور معقولات دونوں پر امام مبین کا قابو ہے۔

امام مبین ہی نے فرشتوں کو توحید کا سبق دیا اور رسالت کے انکار پر وہی شاہد قرار پایا قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ اے نبیؐ وہ لوگ جو کافر ہو گئے آپ سے کہتے ہیں کہ رسول نہیں ہو تو آپ ان سے کہہ دیجئے میرے رسول ہونے پر خدا اور وہ شخص گواہ و شاہد ہے جو عالم کتاب ہے دنیا میں کیا کیا لوگ ہیں رسالت میں شک کرتے ہیں گواہی میں خدا نے خود اپنا نام دیا اور بات صاف ہو گئی مگر تنگ نظری میں کوتاہ نگاہی دیکھو اب اس دوسرے گواہ میں بھی شک شروع ہوا اور کچھ نام نہاد مفسر دوسرا شاہد عبد اللہ بن سلام نو مسلم یہودی کو کہتے ہیں۔ دوسرا شاہد نبوت پر

---

[1] الشئ ھو عبارۃ عن کل موجود اما حساً کالاجسام او المعنی کالاقوال جمع اشیاء

ڈھونڈھنے چلے تھے تو کم از کم کچھ تو دونوں گواہوں میں مطابقت ہوتی یہودی کو اللہ کے ساتھ پیش کر دیا یہ کون سی دور اندیشی تھی اگر ایک گواہ خدا تھا تو دوسرا گواہ نصیری کا خدا ہوتا ایک خلاقِ عالم تو دوسرا سببِ بقاءِ کائنات ایک ازلی تو دوسرا اس قدر مجموعہ کمال ہو کہ اوس کی خلقت نوعِ بشر میں سب سے پہلے اگر خدا ہمیشہ رہے گا تو وہ یَبْقیٰ وَجْہُ رَبِّکَ کا مصداق کفر و ضلالت سے بری خطاء و نسیان کی گرد اوس کے دامنِ عصمت پر نہیں پہونچی ایسا نہ ہو کہ وہ پہلے مشرک تھا بعد میں ایمان لایا وہ کُلِّ ایمان ہو بلکہ یہ کہوں کہ سائل کے سوال پر بغلیں نہ جھانکتا ہو اطمینان بخش جواب دے کر اوس کو اپنا گرویدہ بنالیتا ہو وہ ایسا عارف کامل ہو کہ اوس سے جبرئیل امین خود جبرئیل کا پتہ پوچھیں اور وہ اَنْتَ جبرئیل کہے اگر حجابات فلک اوٹھا دیے جائیں تو اوس کے یقین میں کوئی زیادتی نہ ہو علم قرآن ایسا ہو کہ شام سے صبح ہو جائے اور باءِ بسم اللہ کی تفسیر ختم نہ ہو شجاعت ایسی ہو کہ مرحب و عنتر کو اپنی بہادری کا کلمہ پڑھوا دے جنگِ خیبر میں دشمن سے اپنا لوہا منوا دے صفین و نہروان میں پہلوانوں کے دل سینوں میں ہلا دے۔

غالب کل غالب ہو اگر دشمن منھ پر تھوک[1] دے تو سینہ سے اوتر

---

[1] ملاحظہ ہو۔ مثنوی مولوی روم صفحہ ۳۴۳ دانشوری طبع بنارس و مناقب ترمذی کشفی

آپ مولوی روم فرماتے ہیں ؎

او خیو انداخت بر روے علیؑ | افتخارِ ہر نبی و ہر ولی
در خیو زد بر رخے کہ روی ماہ | سجدہ آرد پیش او در سجدہ گاہ
گفت من تیغ از پئے حق می زنم | بندہ حقم نہ ماموِر تنم

غصہ آگیا تھا اس لیے دشمن کو قابو میں پاکر چھوڑا اور بتایا کہ میں اللہ کے لیے جہاد کرتا ہوں بندہ حق ہوں تن پرور نہیں۔

● امین ایسا ہو کہ رسولؐ سب کی امانتوں کا شب ہجرت نگہبان بنائیں فصاحت و بلاغت شیریں زبانی جوش کلام ایسا ہو کہ فصحاء عرب و عجم گفتگو ۔۔۔۔ سن کر اوس کے سامنے بات کرنے کی ہمت نہ کریں وہ جب بزمِ قدس میں بیٹھے تو سب کا سردار معلوم ہو خُلتِ ابراہیمؑ سے آگے ہو زہدِ عیسیٰ سے بڑھ کر ہو اگر کسی جاہل کے کان تک لبِ مبارک لے آئے تو وہ پورا قرآن زبانی سنا دے ناواقف غور کرتے کہ ایسا کون ہے جب رسولؐ پیدا بھی نہ ہوئے ہوں تب بھی وہ اون پر گواہ رہا ہو بلکہ یہ عرض کروں کہ وہ اوس وقت تھا جب سیاہ بادلوں کی زلفیں بکھری ہوں نہ تھیں نہ چشم فلک نے لیل و نہار کی سیر کی تھی نہ خورشید عالمتاب فلک نیلگوں پر منور ہوا تھا نہ چاند نے سورج سے کسبِ ضیاء کی تھی نہ ستاروں میں چمک تھی نہ چرخ کہن کہکشاں سے کمر باندھنے پر مجبور تھا سبزہ کو اپنی دھانی قبا کا تصور بھی نہ تھا

کائنات میں سناٹا تھا بزم وجود میں خاموشی چھائی ہوئی تھی اَنَا وَ عَلِیٌّ

مِنْ نُوْرٍ وَّاحِدٍ کی صرف ایک آواز تھی دنیا کی تخلیق ان کے

سامنے ہوئی آدمؑ کی دھندلی پیشانی انہیں کے نور سے تابندہ ہوئی اور کونسی

جگہ ایسی تھی جس میں علیؑ نے رسولؐ کی رسالت کی شہادت نہ دی ہو

وہ جانثار گواہ تھے کسی جنگ میں بھی ساتھ نہ چھوڑا اور نصرت دین میں

اسلام کو اسلام بنا دیا اور مرسل نے بھی بھائی کو اتنا ہی دوست رکھا

جس کا اون کو حق تھا حتیٰ کہ اپنی اکلوتی بیٹی خاتون جناں سے شادی کردی

وہ فخرِ حوا و مریم اشرفِ ہاجرہ و سارہ دنیا کی تمام خواتین میں سب سے

زیادہ صبر کرنے والی عورت جس نے کبھی شوہر سے فرمائش نہیں کی اور نہ

تاحیات شوہر سے رنجیدہ ہوئیں یہ نمونہ عمل خواتین عالم کے لیے تھا

دنیا کی عورت شوہر سے ہزاروں فرمائشیں کرے لاتعداد کپڑے اوس

کے پاس ہوں اور وہ زیب جسم کرے بات بات پر ناراضگی کا خوف ہو

یہاں وقتِ آخر بالین پر معصوم شوہر عذر خواہی میں مصروف ہے اور

ضرورت ہے کہ شیرِ خدا کہیں کہ میں شرمندہ ہوں بڑی تکلیفوں میں میرے

ساتھ زندگی بسر کی۔

● فاطمہ زہراؑ نے ایک مرتبہ شیرِ خداؑ کے اصرار پر حالتِ مرض میں

انار کی فرمائش کی اور مولا کا امتحان شروع ہو گیا کسی باغ میں انار

نہ تھا مدینہ میں تلاش کرنے پر ایک انار دستیاب ہوا بصد مسرت لیے ہوئے
گھر کی طرف بڑھ رہے تھے کہ ایک خرابے سے کسی بیمار کے کراہنے کی
صدا آئی اور انار راستے چھوڑ کر ادھر پلٹے دیکھا بستر خاک پر ایک مریض
بے دوا و غذا پڑا ہے سرہانے بیٹھ گئے پوچھا کسی شئے کو دل چاہتا ہے
عرض کیا انار تہائی حصہ اپنے دست مبارک سے مریض کو کھلا دیا وہ سیر ہوا
اور پھر کہا کہ اور دیجئے حتیٰ کہ پورا انار مریض کو دے دیا ظاہر میں گھر
کی طرف قدم نہ اٹھتے تھے اور یقین تھا کہ انار شہر میں مل نہیں سکتا
فاطمہؑ کو کیا جواب دوں گا۔

دروازے کے نزدیک پہونچے تو دیکھا کہ معصومہؑ کے سامنے طبق
انار ہے اور وہ نوش فرما رہی ہیں اور فرماتی ہیں کہ آپ نے
انار بھیجے"

بے شک علیؑ نے بھیجے جو دوسرے کی شکستہ دلی نہیں دیکھ سکتا
اس کا کفیل خدا ہے یہ میوۂ بہشت تھا اور اس سے پہلے اور بعد بھی
طعام جنت آیا نہیں یہ عرض کروں کہ ان کی کنیز فضہ کی دعا سے فردوس
بریں کا سامان دعوت پہونچا آغاز یہ تھا اور انجام اہل بیت کربلا میں
سامنے آیا گیارھویں شب کو بچے جلی ہوئی قنات میں بے آب و دانہ
تڑپ رہے ہیں۔

وہ مصیبت گیارھویں کی تھی اور بارہ کو تپتے ہوئے میدان میں لاشیں زمین پر پڑی ہیں اور کوئی دفن کرنے والا نہیں اہل حرم قید کرکے کوفہ روانہ ہوگئے ہیں بہن کے سر پر چادر ہوتی تو بھائی خاک پر زیر آسمان پڑا نہ رہتا۔

● بہتّر لاشیں ہیں اور ممکن ہے کہ انصار دین کی تعداد زیادہ ہو مثلاً وہ نصرانی[1] جس کو قتل امام پر آمادہ کرکے بھیجا اور چہرۂ عصمت کا جلال دیکھ کر خود قربان ہوگیا یا انس بن حارث[2] اور سید اخنف[3] عمار بن ابی سلافہ[4] اصحاب رسولؐ آخری ناصروں کی لاشیں کیا ہوئیں یہ واقعات ابتک یکجا نہیں ہوئے مگر اس امر میں شائد سب ہی کا اتفاق ہے کہ لاشیں بے سر ہیں تو اب بنی اسد آمادہ بھی ہوں تو پہچانے کون سترہ جوانان بنی ہاشم اور انصار و اصحاب سب کے جسموں کا سامان اور آلات حرب لٹ چکے ہیں شناخت کرنے والا آئے۔

● سبط ابن جوزی کی تحریر سے معلوم ہوا کہ زوجہ زہیر نے کوفہ سے کفن دے کر اپنے غلام کو بھیجا تھا مگر وہ اتنی لاشیں دیکھ کر حیرت زدہ ہوا اور اوس نے فرائض کے احساس میں کوتاہی نہیں کی مسلمان کسی مرنے والے کی خبر موت سن کر ایک گھنٹہ بھی دفن کے خیال سے غافل نہیں رہ سکتا دفن واجب کفائی ہے فوج یزید کی دہشت میں بنی اسد

---

[1] حزن المومنین وغیرہ [2] اصابہ فی تمیز الصحابہ ج ۱ صفحہ ۶۸ و

(باقی صفحہ ۱۱۸ پر)

رُکے ہوئے تھے اور بارھویں کی صبح ہونے پر ۴۸ گھنٹہ گذر کر تیسرا دن
شروع ہو رہا تھا کون کہتا ہے کہ لاشیں اکیلی رہیں دیہات کی بے اولاد عورتیں
بچہ پیدا ہونے کی توقع میں اپنے عقیدے کے مطابق شہیدوں کا طواف
کر رہی تھیں، مقتل سے آسمان تک تتق نور بلند تھا۔ درندے حفاظت
کے لیے پہرہ دے رہے تھے آسمان سے نور کی عماریاں اترتے ہوئے
اہل قریہ نے اپنی آنکھوں سے دیکھیں جن وانس کی صدائے شیون سے
فضا گونج رہی تھی یہ غیبی آثار وہ تھے جس سے زمین پر ہل چل تھی
اور مجروح جسموں کی خوشبو دور دور پہونچ کر دعوت فکر دے رہی
تھی الغرض بنی اسد ندامت میں ڈوبے ہوئے بیلچے ہاتھوں میں
لیے ہوئے اوٹھے عورتیں پانی کے برتن لے کر چلیں جس گاؤں کے
مرد و عورت کسی مہم پر چلیں ناممکن ہے کہ پھر بچے گھروں پر رہ جائیں
راز قدرت دیکھو ادھر بنی اسد مقتل میں آئے اودھر کوفہ کی سمت سے
گرد اوٹھی اور سید سجاد قید شام سے باعجاز نکل کر نمودار ہوئے امامؑ

بقیہ صفحہ ۱۱۶
تحریر الشہادتین ص۱۰۱ و ذخائر عقبیٰ محب طبری ص۱۴۶ ؎۳ مواعظ حسنہ و
خلاصۃ المصائب اس بحث کو سوانح حیات عثمان بن علی طبع سرفراز قومی پریس لکھنؤ
ص۲۴ میں دیکھو ؎۴ اصابہ جلد پنجم ص۱۱۳

کو امام ہی دفن کر سکتا ہے اور اوس کی آخری خدمت معصوم کو انجام

دینا ہے بیمار کربلا تنہا ہیں پھوپھی کی دعا ساتھ ہے پہچاننے والا آ گیا

جس کو علیحدہ دفن کرنا تھا وہ خصوصی جگہ پائے گا [1]

بہتر ایسے ستارے نہیں ہزاروں میں
خزاں کا رنگ ہے اجڑی ہوئی بہاروں میں

جگر کے ٹکڑے کہاں دفن ہیں مزاروں میں
لہو کی سطریں ہیں قرآن حق کے پاروں میں
(دفضل لکھنوی)

جس نے اپنی شخصیت کو مٹا دیا تھا وہ سب گنج شہیداں میں سپرد خاک ہو گئے

اون کے نام و نشان نہ رہیا مگر قرب امامت تا قیامت باقی رہے گا

یہ کربلا کا درس مساوات ہے کہ زینبؑ کے لال قاسمؑ نوشاہ عبداللہ حسنؑ

یتیم برادر اور تمام انصار ایک ضریح کے نیچے آرام کر رہے ہیں۔

لیجئے بچپن کا دوست حبیب بن مظاہر اپنے خصوصیات کے لحاظ

سے پاسبان امامت کے محل پر علیحدہ دفن ہوا، حر کو بڑی دور جگہ ملی

یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ اس ارض پاک کے قابل نہ تھے سنا ہے کہ اون کی

میت کو دشمن ماں کھینچتی ہوئی دور تک لے گئی تھی اس لیے اس ظلم کی

یادگار جب ہی قائم ہو گی جب پہلا شہید اپنے ساتھیوں سے دور قبر میں سلا دیا

جائے اور گنج شہیداں سے علیحدگی اون کی خصوصیت پر مہر لگا دے۔

---

[1] دیکھو سوانح عون بن علیؑ برادر حضرت عباسؑ ص ۲۴ طبع اول

یہ واقعات نصوص ائمہ کی روشنی میں لائے جارہے ہیں کس میں طاقت ہے کہ اس کے خلاف آواز بلند کرے سنا آپ نے حدیث امام محمد باقرؑ ہے کہ امام مظلوم نے ششماہہ مجاہد کو خیمہ کے قریب دفن کیا[1] اس کا راز یہ معلوم ہوتا ہے کہ دشمن جب شہیدوں کے سروں کو کاٹے تو علی اصغرؑ اس ظلم سے بچ جائے ماں بہنوں پھوپھیوں کی حفاظت میں۔ شہادت عظمیٰ کے بعد اہل حرم کی حفاظت ثانی زہراؑ سے متعلق ہے عزاداران حسینؑ عقل بتاتی ہے کہ گیارھویں شب کو شیرخدا کی بیٹی طلایہ پھر رہی ہیں کس کی ہمت ہے کہ جو قبر علی اصغر پر نیزہ اٹھاکر حملہ کرے اور جس کو حسینؑ نے زمین میں چھپا دیا تھا اس کا سر نیزے پر آئے۔ ام لیلیٰ کی اٹھارہ برس کی کمائی شبیہ پیغمبرؐ علی اکبرؑ پائین پا دفن ہوئے امام مظلوم کا جسم مجروح جو زیارت ناحیہ کی بنا پر پارہ پارہ تھا اور گھوڑوں کی ٹاپوں نے اعضاء بدن جدا جدا کیے تھے اس قابل نہیں ہے کہ نعش قبر میں اتاری جائے اسی طرح جسم علی اکبر علیہ السلام تاریخی صراحت ہے کہ ٹکڑے ٹکڑے تھا یہ دونوں لاشیں قبر میں کیونکر اتریں تن پاش پاش کے ٹکڑے کن ہاتھوں سے اٹھے تفصیل عقل سے پوچھو یہ تصریح تاریخ میں ہے کہ جب قبر بند کی تو انگشت مبارک سے لکھ دیا یہ قبرؑ ہے

---

[1] ابصار العین ص۱۲ طبع نجف اشرف [2] تاریخ جغرافیہ کربلا عماد الدین حسین اصفہانی

تشنہ لب حسینؑ کی۔" میرا سوال ہے امام زین العابدینؑ سے مولا وہ ہاتھ بھی آپ نے دفن کیے جو جمال نے کاٹنے اور وہ انگشتِ مبارک دفن ہوئی جو بجدل نے قطع کی تھی اب ذرا فرات کے کنارے چلئے جہاں پیاسے بچوں کی یاد کے چراغ روشن ہیں وفادار چچا کی حسرتوں پر پانی پھر ام البنین کا شیر ہاتھوں کو کٹا کر دربار پر قبضہ کیے ہوئے پڑا ہے فرات شرمندگی سے پانی پانی ہوکر جگہ چھوڑ کر ہٹ گیا مگر سیاست سجادؑ یہ تھی کہ چچا کی لاش وہیں دفن ہوئی اور فلک شہادت کے چاند سورج دو سرکاریں چھوٹے حضرت بڑے حضرت قیامت تک برقرار رہیں۔

بڑے جگر سوز طریقہ پر قبر بنی ہاشم بھی دفن ہوئے اللہ جانے وہ دونوں ہاتھ دفن ہوئے یا فاطمہ زہراؑ کی آغوش میں رہے جن کو خاتون محشر نے شفاعت امت کے لیے ذخیرہ کیا تھا اور بروز قیامت کہنے والی ہیں کہ میرے فرزند عباسؑ کے دونوں کٹے ہوئے ہاتھ کافی ہیں۔

یہ تھی دفن شہداء کی سرگذشت جس کو چودہ سو برس ہونے والے ہیں کہ اسی طرح بیان کیا جا رہا ہے اور اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ تَوَلّٰی دَفْنَہٗ اَھْلُ الْغَاضِرِیَّۃ پر مجلس ختم ہوتی ہے سلام ہو اس پر جسے گاؤں کے رہنے والوں نے ترس کھا کر سپرد زمین کیا۔

امام علیؑ کی نگاہ میں کسی شہر کے رہنے والوں کے خدمات کو نہیں

سرا اہے بلکہ وہ اہل دیہات کے ممنون معلوم ہوتے ہیں بنی اسد تم کو یہ فخر قیامت تک حاصل رہے گا کہ مردوں نے قبریں کھودیں اور عورتوں نے پیاسوں کے مزار پر پانی چھڑکا۔

خاتمہ کلام میں بڑی اہم بات یہ عرض کرنا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام پانچویں امام واقعہ کربلا میں شریک تھے اون کے حکیمانہ ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک لاش... دفن شہدار کے دن ۱۲ محرم کو دفن نہیں کی گئی دسویں دن سپرد خاک ہوئی چنانچہ آپ کی نص ہے ۔ "جب[1] لوگ دفن کے لیے پہونچے تو شہادت کے دسویں دن جون کے جسم سے مشک کی خوشبو آرہی تھی"

ایسا کیوں ہوا ممکن ہے بنی اسد سپاہ شام کے اندیشہ میں بروز دفن شہدا زیادہ ٹھہر نہ سکے ہوں اور یہ نعش رہ گئی ہو یا تار اجئ اسباب میں

---

[1] حضرت باقرؑ از علی بن الحسین صلوات اللہ علیہم روایت می کند کہ مردمان گاہے کہ برائے دفن قتلے حاضر شدند جون را بعد از دہ روز یافتند و بوے مشک از د ساطع بود رضوان اللہ علیہ

(ناسخ التواریخ صـ ۲۷۳ طبع بمبئی)

جوَن کی میت وہ ظالم مقتل سے دور چھوڑ گئے بارھویں کو دفن نہ کرنے کا یہ راز تھا کہ حیات شہداء پہ دش دن تک ادھر سے گذرنے والے گواہ ہوتے رہے جوَن کے چہرے کی نورانیت کا آخر راز کیا تھا وہ حبشی قوم سے تھے وقت رخصت اونھوں نے اپنے سیہ فام ہونے اور جسم سے بوئے بد آنے کا اظہار کیا تھا اور اندیشہ تھا کہ بنی ہاشم کے پاکیزہ خون میں ان کا خون شمار نہ ہو اس کلام رخصت نے عدل پرور دل میں جگہ کی تھی اور آپ نے اون کے سرہانے پہونچ کر وقت آخر دعا کی تھی بار الٰہا جوَن کے چہرہ کو نورانی اور سپید کر دے اور اون کے جسم سے خوشبو آئے۔

دیکھا آپ نے یہ قدر تھی شہید راہ خدا کی امامؑ جوَن کی بالین پر مگر ہائے دربار یزید میں سر امامؑ زیر کرسی شراب خوار طشت طلا میں رکھا گیا اور وہ شقی اپنی چھڑی سے لب و دندان امام ؑ سے بے ادبی کر رہا تھا۔

اطلاع

اس مجلس میں صفہ ۱۱۱ سطر ۱ خط کشیدہ الفاظ سے صفہ ۱۱۵ سطر ۱۰ تک ۷۴ سطریں مصنف کتاب کے مرحوم فرزند ارجمند مولانا سیّد محمد ھادی نقیہ مرحوم کی کتاب سے ماخوذ ہیں جو صرف ایصال ثواب کے لیے ہے۔

سیّد احمد نقوی آنریری سکریٹری جمعیت خدام عزا اے ۱۲۲/۱ رحیم آباد فیڈرل بی ایریا کراچی ۳۸

نقب امام مبین کا تواتر علماء کے قلم سے
اور فضیلت کے حوالے اور شواہد

۱۳ قید شام میں دست سکینہ

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ

پھیپھڑوں کا بیمار پڑی ٹوٹ جانے پر سینہ کے ماہر ڈاکٹر کو چھوڑ کر دوسرا در دیکھتا ہے تاکہ چوٹ اور ضرب شدید کا علاج وہاں ہو شاید قدرت کو منظور ہے کہ انسان در در کی ٹھوکر نہ کھائے اور حیدرؑ کے پاس جائے جن میں ہر شئی کا احصار ہے دنیاوی زندگی میں روز کے تجربات مشکل کشا کی واحد ذات کو پہچنواتے ہیں۔

سورہ یٰس قلب قرآن کہلاتا ہے یعنے کتاب الٰہی کا دل اور ہمیشہ حکمرانی کا حق دل کو ہے کچھ لوگ ہیں جو دل کی حکومت نہیں تسلیم کرتے ابھی تک تو ہمارے واعظ عیسائیوں کی رد یا زیادہ سے زیادہ نواصب کی مخالفتوں کا جواب منبر پر دیتے اور رازی کو راضی رکھنے کی کوشش کرتے مگر وہ علی مرتضیٰ ع کے زیر سایہ کیوں آنے لگے مگر اب اندرونی اصلاح کی ضرورت پڑ رہی ہے اور اس کی مثال یہ ہے کہ تھانہ کا انچارج اپنے علاقہ میں چوری کا انسداد کر چکا جوا نہیں ہوتا قتل و غارت بند ہر طرف امن ہے مگر خاص اوس کے گھر میں کچھ نمک خوار احسان فراموشی پر تیار حق پوشی پر آمادہ اور حاکم وقت کی اون کی نگاہ میں عزت نہیں وہ محکوم اوسے اپنا ایسا سمجھتے ہیں تو اب انتظامیہ کے لیے فرض ہے کہ وہ پہلے گھر کی طرف

توجہ کرے اور جراثیم کش دوائیں چھڑکی جائیں تاکہ یہ بیماری آگے نہ بڑھے
پنجاب کا وہ طبقہ جو ائمہ طاہرین علیہم السلام کو معمولی بشر قرار دیتے ہوئے ان
کے پیکر نور ہونے میں عذر کرتا ہے اور بہت سے خصائص امامت و عصمت
کا منکر ہے اب یہ نوبت پہونچی کہ وہ شان اہلبیتؑ میں جو آیتیں نازل ہوئیں ان
کو بھی تسلیم نہیں کرتا اس سے زیادہ حیرت کا مقام کیا ہوگا کہ شیعہ ہوتے ہوئے
کہتے ہیں کہ ہر شئی کا احصاء امام مبین میں نہیں۔

● قرآن حکیم نے آل محمدؐ کی جو ثنا کی تھی چھٹی صدی ہجری ختم ہو رہی تھی کہ
ان کے عالم روزبہان نے حق کے خلاف مورچہ بندی کی اور آیات فضائل
کا انکار کیا اس بدنصیب کا چراغ حیات ۶۰۶ھ میں گل ہوا اور علامہ
حلی رحمہ نے کوئی شبہہ باقی نہ رکھا جس کا جواب نہ دیا ہو اور اپنی کتاب
کشف الحق و نہج الصدق میں تفصیل سے شان اہل بیتؑ میں نازل ہونے
والے آیات قرآن جمع کیے جن کی قدح میں دشمن قلم اٹھا چکا تھا اور
وادی پرخار کو صاف کر دیا اس کے بعد قاضی نور اللہ شوستری رحمہ نے
احقاق الحق میں اس موضوع پر قلم اٹھایا اور علامہ حلی کی پیش کردہ
آیتوں سے زیادہ آیتیں پیش کیں اور بتایا کہ اسلامی زاویۂ نگاہ سے قرآن
مدح آل محمدؐ سے چھلک رہا ہے آخر میں اسی مردم خیز خطہ شوستر کی دوسری
فرد مفتی میر عباس صاحب قبلہ رحمہ نے روائح القرآن لکھ کر اس تعداد کو

سب سے زیادہ بڑھا دیا بجائے اس کے کہ آج علم و عرفان کے دور ترقی میں
کوئی دانشور اس تعداد کو بڑھاتا سرگودھا سے گھٹانے والے انقلبتم
علی اعقابکم کی شکل میں پیدا ہوئے اور آیت میں اختلاف اقوال لکھکر
کہتے ہیں اذا قام الاحتمال بطل الاستدلال اس مجمل [1]
آیت کے ساتھ استدلال کرنا درست نہیں " مجھے توقع نہ تھی کہ کوئی پڑھا
لکھا آدمی مجمع البیان اور صافی کا حوالہ دے کر اختلاف کرے گا اور ان
عظیم شخصیتوں کے منقولات پر خط نسخ کھینچے گا اس کمزور آواز اور سرگودہا
کی انفرادی صدا پر جواب کے بجائے خاموش رہنا مناسب تھا مگر جب ہر
طرف علمی تہی دستی ہے اور حقیقت سمجھنے والوں سے زمانہ خالی ہوتا جارہا
ہے تو مجبوراً بتانا پڑے گا کہ قرون اولئے سے

● آج تک علماء امامیہ نے آیت کو بلا اختلاف پیش کیا اور وہ تصور
کسی محدث، متکلم، فلسفی، مفسرین میں کسی ایک کو بھی نہیں ہوا جو منکر
موصوف کو ہے

● ہر محقق مفکر علم حدیث کے ماہر علماء فریقین اس آیت کو شان اہلبیت [2]

---

[1] اصول الشریعہ ص ۲۰۲

[2] تفسیر قمی۔ معانی الاخبار۔ احتجاج طبرسی۔ مجمع البیان۔ تفسیر صافی

(باقی صفحہ ۱۴۶ پر)

میں قرار دیتے ہیں اور امام مبین کے لقب سے کسی کو انکار نہیں -

اسلامی مرکز نجف، اصفہان، بیروت، مازندران لکھنؤ کے بعد سرگودھا

اور ملتان کی کیا وقعت ہے اگر وہ آیت مجمل ہونے سے مطلب کی تہ تک نہیں

پہونچ سکے تو اقیموا الصلوٰۃ اور کُتِبَ علیکم الصیام سے صوم و صلوٰۃ

کا طریقہ کیونکر دریافت کیا فافہم -

● ادن کے سامنے واقعات بالکل نہیں ہیں غدیر خم میں سرکار دوعالم

نے علی ع کو امام مبین کہا اس کو عرض کر چکا ہوں اب اصل لفظیں حدیث

کی سنیئے ما من علم والا قد احصاہ اللہ فیّ وکل علم علمت

فقد احصیتہ فی امام مبین وما من علم الا علمتہ علیا

وھو الامام المبین کوئی علم ایسا نہیں ہے جو خدا نے میری ذات میں

بقیہ صفحہ ۱۲۵

ص ۲۴۱، مناقب ابن شہر آشوب مازندرانی سروی المتوفی ۵۸۸ھ، مجمع البحرین ومطلع المنیرین فخر الدین بن طریح نجفی المتوفی ۱۰۸۵ھ لغت حصا ص ۱۹ طبع طہران ۱۲۷۲ھ، بحار الانوار جلد نہم ص ۴۶۷ طبع ایران ۱۲۹۷ھ، مدینۃ المعاجز علامہ سید ہاشم بحرینی ص ۹، البرہان فی تفسیر القرآن ص ۸۹۶، روائح القرآن فی فضائل امناء الرحمن ص ۱۱، ینابیع المودۃ ص ۶۳ و ۷۷ طبع اسلامبول شروع کے ۳ و ۱ لے مقبول ترجمہ سے

(باقی صفحہ ۱۲۷ پر)

یکجا نہ کیا ہوا ور جو علم میرے سینہ میں تھا وہ میں نے امام مبین میں احصار کر دیا اور ہر علم علی کو تعلیم کر دیا امام مبین وہی ہیں اسمار الٰہی میں یا مُحصی پر جس کا ایمان ہے وہ اب کیا کہتا ہے ؟ نصوص ائمہ کے بعد یہ نقش نبوی تفسیر کے لیے آفتاب سے زیادہ روشن ہے کیا رسول کے سوا بھی قرآن فہمی کا کوئی ذریعہ ہے چمگادڑ کو دن کی روشنی میں اندھیرا معلوم ہوتا ہے اوس کا کوئی علاج نہیں ہے امام محمد باقرؑ نے تیراندازی کے مظاہرہ پر ہشام بن عبد الملک کے سامنے اس آیت سے استدلال کیا ہے اور بنی امیہ نے تسلیم کیا مجمل کہنا بکواس ہے ہر معصوم امام مبین ہے اور اوس میں کمالات و فضائل کا احصاء ہو چکا ہے اور عقل بھی بتاتی ہے کہ امامت کا درجہ یہ ہے کہ اوس پر کوئی راز مخفی نہ ہو فضیلت سے انکار کرنے والا منکر قرآن ، خطبۂ غدیر سے بے خبر، اقوالِ حضرت امیرؑ کا تکذیب کرنے والا ممکن ہے کہ مولانے قسم کھا کر امام مبین ہونے کا اعلان اسی لیے کیا کہ اون کے ذہن میں منکر کا جذبہ تھا اب مزید جرم یہ عائد ہوتا ہے کہ قسم کو باور نہ کیا اور آپ کے صدیق اکبر

بقیہ صفحہ ۱۲۶

ماخوذ اور بقیہ کتب عینی مشاہدہ ہیں

---

[۱] جلاء العیون و انیس الاعلام ج ۲ صہ ۱۵۷ و نور المشرقین)

ہونے میں بھی شک ہے سعدی از دستِ خویشتن فریاد کا وقت گذر گیا منکر فضیلت و کمال کو اپنا کہا جائے تو قاتلان حسینؑ کو شیعہ کہنے میں مدد ملے گی جس نے عظمت معصوم کے خلاف قدم اوٹھایا وہ اس ناپاک ارادے کے ساتھ ساتھ دائرۂ تشیع سے نکل گیا بنی اُمیہ کا ہمنوا نجدیت کے سایۂ میں پرورش پانے والا اپنا نہیں ہے دشمن کی تنخواہ پر کام کر رہا ہے۔ آخر میں بڑی ضروری بات یہ عرض کرنا ہے کہ بار بار معلوم ہو چکا آیت سورہ یٰسٓ کا ٹکڑا ہے اور یہ وہ سورہ ہے جو باتفاق فریقین مرنے والے کے آخر وقت اوس کو سنایا جاتا ہے تفسیر ابن کثیر شامی میں ہے کہ امام ابن احمد نے مَعْقَل بن یسار سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ[1] نے فرمایا اپنے مردوں کے پاس جو قریب الموت ہوں سورۂ یٰسٓ پڑھو۔ بڑا اچھا مشورہ ہے ہمارے علماء کا بیرد سورہ یٰسٓ سنکر وقت آخر امام مبین حضرت علیؑ کو سمجھے گا اور خوش ہو گا سفر آخرت میں اوس کو مدد ملے گی اور تمھارے ہم خیال انکار کریں گے اون کو شک ہے جو انجام ہو گا اوس کو

---

[1] حاشیہ قرآن ترجمہ شاہ رفیع الدین و اشرف علی تھانوی صفحہ ۶۲۱ طبع دہلی و باقیات الصالحات صفحہ ۶۸۳ بر حاشیہ مفاتیح طبع نجف

وہ خود جانیں وقت آخر سورۂ یٰسٓ پڑھنے کی روشنی میں سیرت حسینؑ کربلا
میں یہ تھی کہ وہ خود بالیں پر ہر شہید کے آئے یہ مقصد بدرجہ اتم پورا ہو رہا
تھا امام حسینؑ خود سرہانے حر وفادار کے سرہانے موجود مسلم بن عوسجہ کے
بالیں پر استادہ اور غلام ترکی کے رخسار پر رخسار رکھ دیا اس سے زیادہ
بندہ نوازی کیا ہوگی اور قید خانہ شام میں امام زین العابدینؑ کا
سکینہؑ کے بالیں پر سورہ یٰسٓ پڑھنا تو ثابت نہیں کربلا کا منظر وہاں بھی
تھا امام حسینؑ کا سر آغوش میں اور دم نکل گیا

دوستداروں کے لیے فقط قید کی لفظ رونے کے لیے کافی ہے
اور پھر قید سخت وہ زندان جہاں دن کی دھوپ رات کی اوس سے
چہروں کے رنگ تبدیل ہو گئے قید کی تمام روایتوں پر گہری نظر سے
یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قید خانہ ایک نہ تھا اولاً تو مدت کا طولانی ہونا دوسرے
کبھی کوفہ میں مقید کرنا کبھی شام میں واقعات میں جو اختلاف ہے
اوس کا راز یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوفہ یا شام اعداء کو دوستوں کی طرف
سے اندیشہ تھا کہ محاصرہ کر کے اہل حرم کو چھڑا نہ لیں اس لیے شاید
جگہ بدلتے رہتے تھے روایات میں ہے کہ زندان میں مقید کیا جہاں سانپ
بچھو کثرت سے تھے اور اسیران آل محمدؐ کے زندان میں قدم رکھنے پر
زہریلے جانور قدموں پر سیّد سجادؑ کے سر رکھتے تھے۔

عموماً قید خانہ آبادی سے باہر ہوا کرتے ہیں یہ بھی دارد ہوا

کہ کوئی مومنہ سلامتی حسینؑ کا کھانا لائی معلوم ہوتا ہے کہ یزید شامیوں

کی آبادی میں مقید کر رہا تھا جہاں اہل بیتؑ کا نام لیوا نہو لیکن

جب تین برس کی بچی نے اس قید میں دم توڑا تو اہل بیت قصر یزید

کے بالکل متصل تھے جب ہی تو طاہر بن حارث کی روات میں ہے

کہ یزید کا سر اوس کے زانو پر اور زندان سے شور گریہ بلند ہوا یزید

کی آنکھ کھلی پوچھا کیا ہوا کیوں صدائے شیون ہے جواب ملا کہ حسینؑ کی

لاڈلی بیٹی نے باپ کو خواب میں دیکھا ہے تقاضہ سن ہے کہ بچی باپ کو

ڈھونڈھ رہی ہے یزید نے حکم دیا کہ سر حسینؑ قید خانے میں لے جاؤ۔

یزید کا یہ احسان نہ تھا کہ بیٹی باپ کو دیکھ لے بلکہ وہ یہ چاہتا تھا کہ دختر پدر

میں آج ابدی جدائی ہو جائے اور کوئی بیٹی کٹا ہوا سر دیکھکر زندہ نہیں رہ سکتی، ادھر تو یہ ہم

کی یہ زیادتی اودھر زندانی بان خوان میں رکھ کر رومال دیا سے چھپا کر لایا بچے یہ سمجھے کہ آج

کھانا اتنی مقدار میں آیا ہے کہ ہم سیر ہو کر کھائیں گے کپڑا اٹھایا تو سر امامؑ سچے خواب کی

تعبیر یوں ظاہر ہوتی ہے سکینہ نے سر اوٹھایا اور منھ پہ منھ رکھا اہل حرم میں شور گریہ بلند ہوا۔

قید خانہ میں اس سے پہلے سر نہیں آیا پیشانی کے نور سے دیواریں جگمگا گئیں سکینہؑ

کا یہ کہنا تو سنا بابا کس نے گلے کی رگوں کو کاٹا کس نے مجھے کمسنی میں یتیم کیا کچھ دیر کے بعد

جو بازو ہلایا تو بیٹی باپ کے پاس پہونچ چکی تھی قید سے روح نے آزادی پائی۔

مجلس چہلم	امام مبین میں ہر شئی کا احصاء عقلی نقطۂ نظر سے اربعین کا قرآن و حدیث سے اثبات زندان شام سے رہائی اور ۲۰ صفر کو کربلا پہونچنا ۱۴

قَالَ اللّٰہ عز اسمہ کل شیٔ احصیناہ فی امام مبین

اصدق الصادقین کا ارشاد ہے کہ ہم نے ہر شئے کا امام مبین میں احصاء کیا ہر مجلس میں عرض کیا جارہا ہے کہ امام مبین حضرت امیرالمومنینؑ ہیں جن کو کچھ عذر ہے شاید وہ خداوند عالم کے قادر و توانا ہونے پر بھی ایمان نہیں رکھتے اور مبدءِ فیاض کو ناکام سمجھتے ہیں حیرت ہے اس کوتاہ بینی پر جب یہ حال ہے تو حدیث لَوْ کَانَ الریاض اگر دنیا کے تمام درخت قلم ہوں ... ... پر بھی کچھ گہر افشانی ہو دنیا کی مردم شماری اس دور ارتقار میں کوئی اہم مسئلہ نہیں رہا تین ارب ۳۶ کرور ۱۰ لاکھ آدمی ہیں[1] مگر جنوں کا شمار انسانی قوت سے باہر ہے پھر جن و انس متحد ہو کر جس کے فضائل لکھیں ان کتابت کرنے والوں کا کبھی ذہن میں خطور ہوا ہے؟ جب یہ قاصر ہیں اور نہیں

---

[1] نیو یارک ۱۷ رجون ۱۹۷۰ء اقوام متحدہ کی سکریٹریٹ کا اعلان دیکھو جنگ ۱۹ رجون ۱۹۷۰ء

لکھ سکتے تو کُلّ شئی ء کی تفسیر اب بھی سمجھ میں نہ آئی ؟ یا تو اس حدیث[1] سے بھی انکار کرو جو فریقین کی تسلیم شدہ ہے دوسرا ارشاد خود ممدوحِ آیت کا ہے مجھے ہزار باب رسولؐ نے تعلیم کیے ہر باب سے ہزار ہزار باب کھلے کیا حدیث و قرآن میں ناپیدا کنار وسعت نہیں ہے ؟

اگر اس کو مان لیا ہے تو ہر شئی کا احصاء بھی ماننا پڑے گا اہل علم میں فریقین کی کچھ ہستیاں ایسی گذری ہیں جن کو بحرالعلوم کہا گیا اگر خطا کار انسان دریائے علم ہو سکتے ہیں تو علمِ معصوم کلِ اشیاء پر حادی ہونے میں ذرا بھی شک باقی نہیں رہتا۔

جانے دیجئے ان مثالوں کو جن کا تعلق منقولات سے ہے اگر کسی انسان میں ذوق سلیم ہو اور وہ تندرست و توانا ہے تو اوس کے دل و دماغ پوری جسمانی مشنری کا ذکر نہیں اوس کی آنکھ کی پتلی جو چھوٹی سے چھوٹی شئی ہے اوس نے اپنے باپ کو دیکھا (اوس کا ذکر کرنا نہیں چاہتا جو بچپن میں باپ کے سایہ سے محروم ہو جائے) کتنے لوگ ہیں جنھوں نے دادا کو دیکھا اور وہ نانا کو تو ایسا جانتے ہیں کہ اون کا پورا کردار سامنے ہے وہ لڑکے جو مکتب میں ساتھ

---

[1] ارجح المطالب احسن الانتخاب وغیرہ

پڑھتے تھے اُن کو اب دیکھیں تو پہچان لیں گے نگاہوں میں تصویر سے ہے اُستاد کو دیکھ کر نظریں پھر انہیں سکتے تعلیم دینے والا سب سے بڑا محسن باپ کی طرح ہوتا ہے یہ تو انسانوں کا ذکر تھا جو اشرف مخلوق ہیں اس چھوٹی سی پُتلی میں بصرے کے نخلستان سما گئے چنار کا درخت تاڑ نہیں نہیں پہاڑیاں ہمالیہ کی چوٹی صحرا کے درندے شیر سامنے آجائے تو شیر سمجھیں گے سمندر بھی انہیں آنکھوں سے دیکھا دیہات اور چھوٹے بڑے شہر بھی دیکھے شولاپور سے گذرے جہاں گاندھی جی ۲۷ ساتھیوں کے ساتھ نمک بناتے تھے۔ ان مناظر عالم کے ماسوا باب ماضی کو انہیں آنکھوں نے کتابوں میں دیکھا تو اب ہماری یہ پتلی آنکھ کی ماضی اور مستقبل کو سمیٹ رہی ہے اور کہنے میں آنکھ ہے مگر اب بھی ہم میں کل کا احصاء نہیں ہوا یقیناً جو دیکھا اس کا احصی ہے چین نہیں پہونچے جاپان نہیں پہونچے تو اب جو اول مخلوق ہے جس کے روبرو دنیا کی خشت اول نصب ہوئی زمین کا فرش بچھا آسمان کا شامیانہ نصب ہوا چاند سورج کی روشنی پھیلی آدمؑ کا پتلہ بنا انہیں تاج خلافت عطا ہوا وہ ہے جس میں ہر شئی کا احصاء ہے اور اس کو امام مبین کہتے ہیں۔

یہ تو عالم محسوسات کی مثال تھی اب رہے معقولات تو بڑے

پیاسے تھے سمندر میں کشتی پر سفر کر رہے تھے پانی نہ پیا معلوم تھا کہ
کھاری ہے اس سے کلی تک نہیں ہو سکتی اس کے برخلاف شہد کی
مکھی کا چھتا دیکھا قریب جاتے تو وہ اپنے زہر آلود ڈنک سے خطرہ میں
ڈال دیتیں حُسنِ تدبیر سے اوس زہر آلود ماحول سے شہد نکالا اوس کو
خوش ہو کر کھا رہے ہیں اور زہریلے گرد و پیش کا کوئی ڈر نہیں یہ ہے
یقین اس کو بھی جانے دو یہی آنکھ کی پتلی نظر اوٹھا کر جو دیکھا تو بیشمار
تارے چاند کا قرص کہکشاں سب سما جاتا ہے ایک حد تک یہ کل
اشیاء ہیں اور کیوں علی مرتضیٰؑ کا امام مبین ہونا سمجھ میں نہیں آیا اسی
طرح اون کا کمال ذاتی سب پر حاوی ہے۔

پیغمبر خداؐ کے پاس اتنا وقت نہ تھا کہ نام لے لے کر کل شئی کی
فہرست بتاتے دنیا کے منتخبِ روزگار بندے انبیاء کو چن کر حدیث
تشبیہ میں اون سے مثال دی۔

● مولوی[1] حافظ شاہ علی حیدر قلندر کہتے ہیں ؎

مثیلِ انبیاء نفسِ نبیؐ عیسےٰ نفس ذاتے	خلیلِ راسخ الایمان امیر المومنین حیدرؑ
بہاءِ مصطفیٰ دعلمِ آدمؑ لطش موسیٰ را	دلیلِ وحجت وبرہاں امیر المومنین حیدرؑ

---

[1] سیرۃ العلویہ بذکر آثار المرتضویہ ص۲ طبع اصح المطابع لکھنؤ

آدمؑ کا علم نوحؑ کا صبر ابراہیمؑ کی خلت موسیٰؑ کا تشدد جس میں ہے وہی امام مبین ہے امام مبین کی نگاہیں رحم مادر میں پہونچتی ہیں پانچویں امامؑ کا فرمانا ہے جب (شکم مادر میں استقرار حمل ہوتا ہے تو) جنین ۴۰ دن[1] کے بعد عَلَقَہ اور پھر ۴۰ روز کے بعد مضغہ (گوشت) ہوتا ہے آدمؑ کا پیکر بھی روح[2] پہونچنے سے پہلے ۴۰ دن یوں ہی رہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۴۰ کے عدد کو انسانیت سے تعلق ہے ایک دوسری روایت سعید بن منصور اور ابونعیم نے مجاہد سے کی ہے کہ کوئی مومن دنیا سے نہیں گذرتا مگر ۴۰ صبح[3] تک زمین اس پر گریہ کرتی ہے اب تو چہلم کا راز معلوم ہوگیا زمین کے آنکھ نہیں ہے مگر رونے کا ذکر ہے تو جس کو خدا نے آنکھیں دیں وہ کیوں نہ اشک بہائے امام جعفر صادقؑ کا ارشاد ہے یا سہ زراہ

إِنَّ السَّمَاءَ بَكَتْ عَلَى الْحُسَيْنِ أَرْبَعِينَ صَبَاحاً بِالدَّمِ وَإِنَّ الْأَرْضَ بَكَتْ أَرْبَعِينَ صَبَاحاً بِالسَّوَادِ

---

[1] تفسیر صافی سورہ حج [2] تاریخ طبری

[3] تکمیل المجبور شرح الصدور سیوطی

اپنے خصوصی صحابی سے فرمارہے ہیں کہ آسمان خون برسا کر امام حسینؑ پر ۴۰ روز رو دیا اور زمین ۴۰ دن تک تاریکی پھیلنے میں رو دی معلوم ہوتا ہے کہ آندھیاں چلتی تھیں اور نظام ارضی درہم و برہم تھا سورج ۴۰ یوم سرخی اور کسوف کی صورت میں رو دیا پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوئے دریاؤں کی چادر آب قطع ہوئی آج ۲۰ صفر ہے اور مجھے کہنے کا حق ہے ع

اربعین کے سوگوار و الوداع

یزید کی بزم عیش صبح شہادت سے مکدر ہو چکی تھی بزم طرب میں انقلاب تھا جب بستر خواب پر پہونچتا پیغمبر خدا سر برہنہ عالم رؤیا میں نظر آتے، ہند زوجہ یزید نے قصر شاہی کو ماتم کدہ بنا دیا تھا کبھی دیوار پر غراب نظر آتا جو عرب میں بڑی بدشگونی تھی غیبی ہاتف کی صدائیں آتیں، مملکت شام میں راہبوں کے دیر پر قلم قدرت کے طنزیہ شعر لکھے ہوئے نظر آتے جس کا مطلب یہ تھا کہ کیا امت رسولؐ کے نواسہ کو قتل کر کے قیامت میں اون سے شفاعت خواہ ہوگی۔ غیر حکومتوں کے سفیر بھرے دربار میں صدائے نفرین بلند کرتے تھے زمین تنگی کر رہی تھی مجبور ہوا کہ قید

سے رہا کرے جناب زینب ع کی سیاست نے دمشق میں مجلس کرکے کئی پشت کے عقیدے کو تار تار کردیا کہ مرنے والے پر رونا بدعت ہے یزید کے اہتمام اور اس کی اجازت سے مجلس ہوئی رنگ ریز نے کالے کپڑے رنگے جسموں میں غم کا لباس آیا سات دن کی گریہ پر درو دیوار کو ماتم پر گواہ بنا کر چلے اونٹوں پر سیاہ عماریاں نصب ہوئیں بشیر بن جذلم کی قیادت میں قافلہ چلا یزید کا حکم ہوا کہ سواری کے اہتمام میں کمی نہ ہو جب چاہیں روانہ ہوں جہاں چاہیں ٹھہریں۔

مدینہ سے جب چلے تھے تو پلٹ پلٹ کر نانا کے شہر اور قبر رسول ص کو دیکھتے تھے اس خیال میں کہ اب کا ہے کو آنا ہوگا شام سے روانہ ہونے میں بھی پلٹ کر دیکھنا چاہیے ایک امانت قید خانہ شام میں رہ گئی ہے سکینہؑ زندان شام میں آرام کرتی ہیں ربابؑ کی گود خالی ہوئی راہ کٹھی منزلوں سے گذرے جہاں سے اسیر ہو کر چلے تھے وہاں سے اب پردہ میں چل رہے ہیں راہوں کی ذلتیں یاد ہیں بچوں کی بھوک اور پیاس شمر کا لشکر کو سیراب

کر کے پانی بہا دینا فراموش نہیں ہوا چلتے چلتے دور سے
دشتِ کربلا نظر آیا دلوں میں اضطراب آنکھوں میں نوجوانان
بنی ہاشم کی صورتیں پھرنے لگیں فرات کی موجوں نے
دلوں کو تہہ و بالا کیا مدینہ کا راستہ ہی تھا مگر اونٹوں کی مہار
اس طرف کی گئی زمین پہچانی ہوئی تھی وہ آراضی اب ویران
نہ تھی کچی قبروں کے گرد دیکھ وہاں کے کچھ نئے آنے والے زائر
اونٹوں کی قطار دیکھ کر سمجھ گئے کوئی بڑا قافلہ زیارت کو آیا ہے
سیّد سجادؑ کو علمِ امامت سے معلوم تھا کہ جد کا نابینا صحابی جابر
زیارت کو آیا ہے سیاہ عماریاں دیکھ کر یقین ہوا کہ بہن بھائی
کے مرقد پر آگئی بیبیوں نے اونٹوں پر سے گرایا قبر علی اصغرؑ
کہاں ہے حیدرؑ و جعفر طیارؑ کا علم کہاں ٹھنڈا ہوا تھا عباسؑ
کا قبضہ تو فرات پر دیکھا حسینؑ اور صرف حسینؑ کا ماتم تھا ثانی زہراؑ
کو عونؑ و محمدؑ کی قبریں نہیں مل سکتیں فاطمہ کبریٰ نوشاہ کی قبر پر
نہیں پہنچ سکتیں تسبیح فاطمہؑ کے دانے سب ایک سبزہ میں
ملے جلے گنج شہیدان میں بکھرے ہوئے موجود ہیں ام لیلےٰ قبر علی اکبرؑ پر ثانی زہراؑ
بھائی کی لحد پر پچھاڑیں کھاتی ہیں اگر امامؑ پوچھیں زینبؑ سکینہؑ کو کہاں چھوڑا ۔۔۔

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب
ینقلبون

۱۳ ربیع الآخر ۱۳۹۰ھ کراچی

فہرست احسن الحدیث

تصحیح کتاب سوانح حضرت قاسمؑ، صفحہ ۱۲ سطر ۱۸ اطلاع دہندگان ابو مخنف سے میری مراد یہ نہیں ہے کہ وہ سب
بھی واقعہ کربلا میں موجود تھا وہ عہد حضرت امام محمد باقرؑ و جعفر صادقؑ کا واقعہ نگار ہے ناظرین مفہوم عبارت صاف کرلیں
صاحب لوامع التنزیل کا سنہ وفات صفحہ ۳۲ پر سنہ ۱۳۲۴ھ صحیح ہے صفحہ ۱۶ پر درست نہیں ہے۔ ۱۴۰
محیی الدین طبری صفحہ ۳۰ پر غلط ہے محب طبری ہونا چاہیئے کتابت کی غلطی ہے

فخر ملت ملازم حسین صاحب نے اپنے عطیہ سے چھاپ کر شائع کیا